1

مضامین متکلم اسلام

متکلم اسلام
مولانا محمد الیاس گھمن

مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ

مضامین متکلم اسلام

(جلد اول)

متکلم اسلام
مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

ناشر: مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ
87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا
0321-6353540

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب ــــــ مضامین متکلم اسلام (جلد اول)
بار اشاعت ــــــ اول
تاریخ طبع ــــــ اکتوبر 2012
تعداد ــــــ 1100
مطبع ــــــ **دارالایمان پرنٹرز**
باہتمام ــــــ احناف میڈیا سروس
ویب سائٹ ــــــ www.ahnafmedia.com

ملنے کے پتے

مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا
0321-6353540
دارالایمان فرسٹ فلور زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور
0321-4602218

فہرست

جماعۃ الدعوۃ کی دستخطی مہم یا دعوتی مہم 13

قافلہ حق، جنوری، فروری، مارچ 2007ء

یہی وہ راہِ حق ہے 16

قافلہ حق، اپریل، مئی، جون 2007ء

ائمہ اربعہ امام کعبہ کی نظر میں 19

قافلہ حق، جولائی، اگست، ستمبر 2007ء

مکہ اور مدینہ والوں سے غیر مقلدین (اہل حدیثوں) کا شدید اختلاف 24

قافلہ حق، اکتوبر، نومبر، دسمبر 2007ء

ایک بے لگام گستاخ 29

قافلہ حق، جنوری، فروری، مارچ 2008ء

چیلنج قبول ہے 34

قافلہ حق، اپریل، مئی، جون 2008ء

ارباب علم کی خدمت میں! 37

قافلہ حق، جولائی، اگست، ستمبر 2008ء

مجلہ قافلہ حق کا اجرا اور ارباب علم کا خیر مقدم 41

قافلہ حق، اکتوبر، نومبر، دسمبر 2008ء

سورۃ فاتحہ کی تعلیم اور بھٹکے ہوئے لوگ 43

قافلہ حق، جنوری، فروری، مارچ 2009ء

اعتراف حقیقت 45

قافلہ حق، اپریل، مئی، جون 2009ء

امام اہلسنت کی بے مثل خدمات 47

قافلہ حق، جولائی، اگست، ستمبر 2009ء

اے ارض مقدس کو جانے والے 49

قافلہ حق، اکتوبر، نومبر، دسمبر 2009ء

اسلامی سال مبارک! 56

قافلہ حق جنوری، فروری، مارچ 2010ء

سرزمین حکمت پر تین دن 61

قافلہ حق اپریل، مئی، جون2010ء

نجات کا رستہ 65

قافلہ حق اپریل، مئی، جون2010ء

اتحاد اور... ملا نمار اہزن 68

قافلہ حق جولائی، اگست، ستمبر2010ء

احناف ٹرسٹ خوش آئند قدم 73

قافلہ حق اکتوبر، نومبر، دسمبر2010ء

تحفظ ناموس رسالت... تمام مکاتب فکر کا اتحاد 84

قافلہ حق، جنوری، فروری، مارچ 2011ء

سالانہ اجتماع؛ ماضی، حال اور مستقبل 90

قافلہ حق، اپریل، مئی، جون 2011ء

امام اعظم ابو حنیفہ اور اعتراضات کا علمی جائزہ 99

قافلہ حق، جولائی، اگست، ستمبر 2011ء

سوئے حرم 106

قافلہ حق، اکتوبر، نومبر، دسمبر 2011ء

اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ ماضی، حال، مستقبل 111

قافلہ حق، جنوری، فروری، مارچ 2012ء

اپنی ملت پہ قیاس اقوام مغرب سے نہ کر 115

قافلہ حق اپریل، مئی، جون 2012ء

رمضان المبارک کو قیمتی بنایئے! 119

قافلہ حق، جولائی، اگست، ستمبر 2012ء

... شمع بت خانہ مجھے؟ 122

قافلہ حق، اکتوبر، نومبر، دسمبر 2012ء

ضرورت ”فقیہ“ 126

ماہنامہ فقیہ، جنوری 2012ء

سال نو کا آغاز 129

ماہنامہ فقیہ، فروری 2012ء

فرقہ واریت کا خاتمہ کیسے ممکن ہے؟ 134

ماہنامہ فقیہ، مارچ 2012ء

زندگی اصول ہے 138

ماہنامہ فقیہ، اپریل2012ء

"سنی" اور ہم 142

ماہنامہ فقیہ، مئی2012ء

متجددین کی غلط فہمی 144

ماہنامہ فقیہ، جون2012ء

امام اعظم ابوحنیفہ امت اور سراج امت 147

ماہنامہ فقیہ، جولائی، اگست2012ء

فتنوں کا تعاقب؛ ضرورت اور اہمیت 149

ماہنامہ فقیہ، ستمبر2012ء

کیا یہی آزادی ہے؟ 152

ماہنامہ فقیہ، اکتوبر2012ء

پہلی بات 154

ماہنامہ بنات اہلسنت، جنوری2010ء

تہنیتی خطوط 157

ماہنامہ بنات اہلسنت فروری2010ء

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں 163

ماہنامہ بنات اہلسنت، مارچ 2010ء

جھوٹ کا دروازہ اپریل فول 166

ماہنامہ بنات اہلسنت، اپریل 2010ء

چکوال معجزہ کی حقیقت 169

ماہنامہ بنات اہلسنت، مئی 2010ء

ختم نبوت کا پاسبان 175

ماہنامہ بنات اہلسنت، جون 2010ء

ایمان و عمل کی بہاریں 178

ماہنامہ بنات اہلسنت جولائی 2010ء

ہمارا راستہ ہماری منزل 181

ماہنامہ بنات اہلسنت، اگست 2010ء

گر وقت آپڑا ہے 184

ماہنامہ بنات اہلسنت، ستمبر 2010ء

مجھے ہے حکم اذان 187

ماہنامہ بنات اہلسنت، نومبر 2010ء

حسینیت کی صدا الا اللہ 190

ماہنامہ بنات اہلسنت، دسمبر 2010ء

جب مسلم اُٹھ کھڑے ہوں تو...! 195

ماہنامہ بنات اہلسنت مارچ 2011ء

نہ میں بدظن نہ وہ بدگمان 198

ماہنامہ بنات اہلسنت، اپریل 2011ء

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے 204

ماہنامہ بنات اہلسنت، مئی 2011ء

سعودی قونصل خانے پر حملہ 207

ماہنامہ بنات اہلسنت، جون 2011ء

امام اعظم سیمینار، اسلام آباد 208

ماہنامہ بنات اہلسنت، جون 2011ء

تعلیم آفتہ، تعلیم یافتہ 209

ماہنامہ بنات اہلسنت، جولائی 2011ء

دو عظیم احسان... رمضان اور پاکستان 211

ماہنامہ بنات اہلسنت، اگست 2011ء

علم کے مسافر... رواں دواں رواں دواں 214

ماہنامہ بنات اہلسنت، اگست 2011ء

گنبد خضراء کا سایہ 216

ماہنامہ بنات اہلسنت، ستمبر، اکتوبر 2011ء

مرکز اہل السنت والجماعت میں علم کی بہاریں 221

ماہنامہ بنات اہلسنت، ستمبر، اکتوبر 2011ء

اٹھو کہ کوچ نقارہ بج چکا! 225

ماہنامہ بنات اہلسنت، نومبر 2011ء

تربیت یافتگان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم 228

ماہنامہ بنات اہلسنت، دسمبر 2011ء

تجدید عہد کیجئے 231

ماہنامہ بنات اہلسنت، جنوری 2012ء

ربیع الاول جب بھی آتا ہے 234

ماہنامہ بنات اہلسنت، فروری 2012ء

وطن کی محبت ایمان ہے 238

ماہنامہ بنات اہلسنت، مارچ 2012ء

حق کی پہچان اور داعی قرآن 241

ماہنامہ بنات اہلسنت، جون 2012ء

ہمارا تعلیمی نظام اور صراط مستقیم کورس 245

ماہنامہ بنات اہلسنت، جولائی 2012ء

مولا کریم! امت مسلمہ کی حفاظت فرما 248

ماہنامہ بنات اہلسنت، اگست 2012ء

اندھا بانٹے ریوڑیاں 250

ماہنامہ بنات اہلسنت، ستمبر 2012ء

محبتِ رسول جاگ اٹھی ہے 253

ماہنامہ بنات اہلسنت، اکتوبر 2012ء

یقین کی محنت 257

ماہنامہ بنات اہلسنت، نومبر 2012ء

عقائد و نظریات کا محافظ 260

ماہنامہ بینات، اشاعت خصوصی، 2011ء

عید کیا پیغام دیتی ہے؟ 263

بر موقع عید الفطر 1432ھ

رہبر ہمیں درکار نہ محتاجِ خضر ہم 268

مولانا فضل الرحمن اور جمعیت علمائے اسلام

محبتوں کا تاج محل 273

ماہنامہ حق چار یار، خصوصی شمارہ، مارچ اپریل 2005ء ....

آہ امت اسلامیہ کا مصلح چل بسا! 276

ماہنامہ نصرۃ العلوم، مفسر قرآن نمبر

متکلم اسلام سے چند باتیں 280

روزنامہ اسلام، 7 فروری 2011ء

جماعۃ الدعوۃ کی دستخطی مہم یا دعوتی مہم

قافلہ حق، جنوری، فروری، مارچ 2007ء

جن دنوں میں حکومت پاکستان نے تحفظ خواتین بل کے نام سے اسمبلی سے ایک قانون پاس کیا، تو اس حکومتی غیر شرعی قانون کے خلاف اسمبلی کے اندر اور باہر شدید قسم کا احتجاج کیا گیا اور یہ احتجاج کرنا عوام کا آئینی حق ہے۔

یہ احتجاج اجتماعی طور پر بھی ہوا اور انفرادی طور پر بھی۔ ہر وہ انسان جس کے دل میں اسلام کی محبت ہے اور وہ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے اسباب پر گہری نگاہ رکھتا ہے اس نے حکومت پاکستان کے اس اقدام کو مناسب نہیں سمجھا۔ اس احتجاج کے لئے مستقل طور پر کئی فورم بنائے گئے جن میں پاکستان کی مذہبی قیادت کا بنایا ہوا تحفظ حدود اللہ کے نام سے فورم بڑا نمایاں ہے۔

جہاں پاکستان کی بہت بڑی خوش قسمتی ہے کہ یہاں منبر و محراب آزاد ہیں اور یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا دنیا کا واحد ملک ہے، وہیں ابھی تک اس ملک میں ایک بہت بڑی بد قسمتی یہ بھی ہے کہ اس ملک میں کچھ تعداد ایسے حضرات کی بھی ہے جو ایسے اجتماعی کاموں میں اجتماعیت کو مضبوط کرنے کے بجائے ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد بنا کر اجتماعیت کو نقصان پہنچانا ہی دینی خدمت سمجھتے ہیں اور ایسے لوگوں کی ان حرکات کو دیکھ کر اس بات پر یقین ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ ہمارے خیر خواہ نہیں بلکہ کسی اور کے ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں۔ ایسے ہی حضرات میں سر فہرست نام مسلمانوں کی اجتماعی طاقت کو نقصان پہنچانے والی جماعت ”جماعۃ الدعوۃ“ کا ہے۔

میرے اس دعویٰ کو جاننے کے لئے حالیہ دنوں میں تحفظ نسواں کے خلاف چلنے والی اجتماعی تحریک پر غور کریں تو بات باآسانی سمجھ آسکتی ہے۔ ہمارے ملک پاکستان میں اس وقت چار بڑے مذہبی اتحاد موجود ہیں۔

1۔ مجلس عمل جو کہ پاکستان میں مذہبی سیاسی جماعتوں کا اتحاد ہے۔
2۔ متحدہ جہاد کونسل کے نام سے جو کہ جہاد کشمیر میں شامل جماعتوں کا اتحاد ہے۔
3۔ اتحاد تنظیمات مدارس جو کہ مختلف وفاقوں کا اتحاد ہے۔
4۔ تحفظ حدود اللہ، جو کہ حدود اللہ کے تحفظ کے لئے تحریک چلانے والی مذہبی قیادت کا اتحاد ہے۔

تحفظ نسواں بل کے نام پر پاس ہونے والے قانون کے خلاف احتجاج ہوا اور خوب ہوا۔ مگر سوال یہ ہے کہ جماعۃ الدعوۃ نے کن مقاصد کے تحت گذشتہ دنوں چاروں اتحادوں سے الگ تھلگ تحفظ خواتین کے خلاف دستخطی مہم شروع کر رکھی ہے؟ اگر جماعۃ الدعوۃ اس احتجاج میں مخلص تھی تو پھر کسی بڑے اتحاد کا حصہ بن کر احتجاج کر لیتی۔ جس کا بہت بڑا فائدہ یہ ہوتا کہ دستخطی مہم میں شریک افراد کی تعداد مزید بڑھ جاتی۔ مگر پھر یہ پاکستان میں عموماً اور بیرون ملک خصوصاً کیسے یہ تاثر دیتے کہ ہماری تعداد کتنی ہے؟ اس کے لئے بہترین طریقہ وہی تھا جو اس دستخطی مہم کے نام سے مہم شروع کر کے کیا گیا۔

1۔ جس سے جماعت کا تعارف بھی ہو گیا کہ ہماری تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے۔
2۔ بیرونی دنیا میں فارموں کے نام پر پتے اکٹھے کر کے اپنی تعداد کو زیادہ ظاہر

کرنے کا موقع بھی مل گیا۔

یہ دو فائدے اگرچہ جماعۃ الدعوہ کو ذاتی اور جماعتی طور پر مل گئے ہیں مگر امت مسلمہ کو اجتماعی طور پر دو بڑے نقصان اٹھانے پڑے۔

1۔ امت مسلمہ کی اجتماعیت کو متاثر کیا اور یہی غیر مقلدین کا اصل مشن ہے جس کے لئے انگریز نے ان کو وجود بخشا ہے۔

2۔ اتحاد کی صورت میں جو احتجاج کروڑوں تک پہنچ سکتا تھا اس کو کروڑوں سے گھٹا کر ہزاروں افراد تک لایا گیا۔

قارئین ! فیصلہ آپ فرمائیں کہ کیا یہ تحفظ حدود اللہ کی خدمت ہے؟ یا غیر شعوری طریقے سے بیرونی اشارہ پر اس جمہوری طرز حکومت کی تائید ہے کہ اس قانون کی مخالفت کرنے والی تعداد تو ہزاروں افراد کی ہے مگر حمایت کرنے والے یا غیر جانب دار رہنے والوں کی تعداد کروڑوں کی ہے۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

یہی وہ راہِ حق ہے

قافلہ حق، اپریل، مئی، جون 2007ء

اللہ رب العزت نے نسل انسانیت کو پیدا فرما کر اس کی تمام جسمانی و روحانی ضروریات کو پورا فرمایا۔ جسم انسانی کی بقاکے لیے پانی، ہوا اور ہزاروں غذائی اشیاء کو پیدا فرمایا اور روحانی حیات کی آبیاری کے لیے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ و السلام اور آسمانی ہدایت نامے نازل فرمائے۔ آخر میں قرآن مجید فرقان حمید کو نازل فرما کر رہتی دنیا کے لیے سامان ہدایت مہیا فرمایا۔ قرآن کریم کی ایک سو چودہ سورتوں میں سب سے پہلی سورۃ فاتحۃ الکتاب ہے جس میں انسان کو اللہ تعالیٰ سے صراطِ مستقیم کا سوال کرنے کا حکم بیان کیا گیا۔ ہر نمازی فرض و غیر فرض نماز میں اللہ تعالیٰ سے صراطِ مستقیم کا سوال کرتا ہے۔ صراط مستقیم دراصل راہِ اعتدال کا نام ہے جس میں نہ تو افراط ہے اور نہ تفریط۔

قرآن پاک میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا

وَكَذَٰلِكَ جَعَلۡنَٰكُمۡ أُمَّةٗ وَسَطٗا

سورۃالبقرۃ، 142

حدیث پاک میں بھی اسی کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

خیر الاعمال اوسطھا

شعب الایمان، للبیہقی رقم الحدیث 3887

امت میں جو لوگ گمراہی کا شکار ہوئے وہ یا تو مرض افراط کا شکار ہوئے یا پھر تفریط کی اندھی کھائی میں گر پڑے۔ صراطِ مستقیم کی وضاحت کرتے ہوئے سورۃ فاتحہ

میں فرمایا گیا کہ وہ انعام یافتہ لوگوں کی راہ ہے۔ سورۃ نساء میں ان انعام یافتہ لوگوں کی نشاندہی فرماتے ہوئے بتایا گیا کہ وہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔ بعض لوگ جاہل و بے دین آباء کی اتباع میں انبیاء کی مقدس دعوت و عمل سے باغی ہوئے اور کہا کہ ہم تو اس راہ پر چلیں گے جس پر ہمارے باپ دادا چلتے رہے۔

بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا

قرآن پاک نے مزید وضاحت فرمائی کہ

أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ

سورةالبقرة، 170

جس میں بے عقل اور غیر ہدایت یافتہ باپ دادا کی اتباع سے نہ صرف منع کیا گیا بلکہ اس افراط کو خلاف اعتدال بتایا گیا۔ جبکہ دوسرا طبقہ محبوبان خدا، بزرگان دین، اور اخیار نفوس قدسیہ کی تقلید سے بیزار ہو کر تفریط کی دلدل میں پھنس گیا حالانکہ قرآن پاک صاف طور پر فرمارہا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جیل میں بیٹھ کر درس توحید ارشاد فرماتے ہوئے یہ تقریر کی تھی:

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي

سورة يوسف، 38

میں اتباع کرتا ہوں اپنے باپ دادا کی

قرآن کریم میں مزید ارشاد فرمایا گیا:

أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ

سورة النساء، 69

ایک اور جگہ یوں فرمایا:

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

سورۃ النحل، 43

تو گویا ایک طبقہ ہر جاہل و بے دین کی تقلید کر کے گمراہ ہوا تو دوسرا طبقہ تقلید کے نام سے ہی بدکنے لگا اور متقی و صالح ائمہ مجتہدین کی تقلید کو ترک کر کے گمراہی کا شکار ہوا۔

راہِ اعتدال کے راہی اہل السنۃ و الجماعۃ نے بالکل درمیان کی راہ اختیار کرتے ہوئے حق کو پایا کہ کسی جاہل و بے دین کی اتباع کرو نہیں اور ائمہ اربعہ مجتہدین میں سے کسی ایک کی تقلید چھوڑو نہیں۔ یہی وہ راہ حق ہے جس پر جمہور امت گامزن رہے۔ جبکہ کچھ مریض دل لوگ ایسے بھی ہیں جو اس راہ حق کو نہ صرف چھوڑ چکے ہیں بلکہ امت کا رشتہ اسلاف سے توڑ کر اپنی خود تراشیدہ شریعت سے جوڑنا چاہتے ہیں۔ قرآن پاک کے ضابطے ان کا ہرگز ساتھ نہیں دیتے۔

و ما علینا الا البلاغ

والسلام

محمد الیاس گھمن

ائمہ اربعہ امام کعبہ کی نظر میں

قافلہ حق، جولائی، اگست، ستمبر 2007ء

مئی 2007ء کے آخری ایام میں حرم مکی کے خطیب و امام حضرت الشیخ عبد الرحمن السدیس حفظہ اللہ تعالیٰ جامعہ اشرفیہ کی دعوت پر پاکستان تشریف لائے۔ حضرت شیخ موصوف کو اللہ رب العزت نے جو سوز آواز، درد دل، دعاؤں میں آہ و فغاں، حسن تلاوت، علم و عمل اور حرم پاک کی نسبت عظیم سے نوازا ہے وہ بہت ہی کم بندگان خدا کو نصیب ہوتی ہے۔

باسیانِ وطن عزیز کے لئے یہ نسبت ہی کیا کم تھی کہ الشیخ موصوف مرکز تجلیات ربانی، مولد محبوب کبریا، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بنائے ہوئے کعبۃ اللہ مسجد حرام کے امام ہیں۔

چنانچہ وطن عزیز کے مسلمانوں نے جب سنا کہ حضرت الشیخ وطن عزیز میں تشریف لا رہے ہیں تو گویا خوشی سے جھوم اٹھے۔ اپنے محبوب امام کی اقتدا میں ایک نماز ادا کرنے کی غرض سے راتوں کی نیند قربان کی اور نماز فجر میں بعد از عشاء ہی جائے نماز پر جوق در جوق جمع ہونا شروع ہو گئے۔ حتی کہ مقام نماز پر تل رکھنے کی جگہ بھی نہ رہی اور میلوں تک فرزندان توحید کی صفیں لگ گئیں۔

شیخ موصوف کی آمد پر ہر طبقہ نے اپنے مزاج کے مطابق محبت و چاہت کا اظہار کیا، گلی کوچوں کو بینرز وغیرہ سے سجایا گیا۔ کوئی تو فرط محبت و جذبہ ایمان سے سرشار تھا اور کچھ وہ بھی قابل رحم لوگ تھے جو خود ساختہ فرائض نمک حلالی کی ادائیگی

میں کوشاں تھے۔

امام کعبہ کی پاکستان تشریف آوری سے جہاں بے شمار اہل ایمان کو راحت قلبی اور انتہائی محبت حاصل ہوئی وہاں کئی راز سربستہ بھی آشکارا ہوئے۔ کھلی آنکھوں سے دیکھنے والوں نے دیکھ کر اور کانوں سے روئی نکال کر سننے والوں نے امام حرم کی زبانی سن کر جان لیا کہ دور حاضر کے فتنہ پرور غیر مقلدین نے ائمہ حرمین پر جو بے وجہ کی تہمتیں تھوپی ہوئی تھیں وہ سب رافضی عقیدہ تقیہ کی کرشمہ سازیاں ہیں۔ امام حرم نے نمازِ فرض ادا کرتے ہوئے ہاتھ سینہ پر رکھنے کی بجائے ناف پر رکھ کر اپنے حنبلی مذہب کی ترجمانی کی۔

3 جون 2007ء پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں دیے گئے خطبہ میں ائمہ کرام کی تقلید پر جو کچھ فرمایا وہ ہر صاحب فراست کے لئے درس عبرت ہے۔ مگر افسوس کہ ضدی اور ہٹ دھرم غیر مقلدین نے امام کعبہ کی نصیحت کو تو کیا قبول کرنا تھا الٹا دھوکے بازی اور دین کے نام پر دجل بازاری کو گرم کرتے ہوئے امام حرم پر ایسا بدترین الزام عائد کیا جس کا شیخ سدیس کے فرشتوں کو بھی علم نہ ہو گا۔ چنانچہ تقیہ بازی کے سابقہ ریکارڈ توڑتے ہوئے امام حرم پر بلکہ تمام ائمہ حرمین پر یہ الزام عائد کیا کہ وہ کسی خاص مسلک یا فقہی مذہب سے تعلق نہیں رکھتے، گویا وہ پاکستان کے غیر مقلدین کی طرح لامذہب ہیں۔

چنانچہ جماعۃ الدعوۃ کے ترجمان ہفت روزہ اخبار غزوہ جلد نمبر 6، تاریخ 16 تا 20 جمادی الاولی 1428ھ آخری رنگین صفحہ پر محمد بن صالح مغل کا مضمون ''امام کعبہ الشیخ عبد الرحمن السدیس، حالات زندگی پر ایک نظر'' کے تحت لکھا ہے:

”دیگر ائمہ حرم کی طرح امام الشیخ عبد الرحمن السدیس کا تعلق بھی کسی خاص فرقے یا فقہی مذہب سے نہیں، نہ وہ کسی خاص امام کے مقلد ہیں۔ فرقوں اور فقہی مذاہب سے بالاتر ہونے کے باعث ان کو پوری دنیا میں غیر متنازع حیثیت حاصل ہے۔“

قارئین کرام یقین جانیے دنیا میں جھوٹ بولنے والوں کی کمی نہیں مگر ایسے جھوٹ بولنے والے کمیاب لوگ ہی ہوں گے جن کے جھوٹ کو ریت کی دیوار بھی نصیب نہ ہو سکے۔ غزوہ کی یہ عبارت سامنے رکھ کر ذرا آپ امام حرم شیخ سدیس ہی کا بیان جو انہوں نے 3جون کو پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں کیا وہ ملاحظہ فرمائیں، ائمہ مجتہدین کا تذکرہ فرماتے ہوئے انہوں نے فرمایا:

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ یہ تمام حضرات کتاب و سنت کا اتباع کرنے والے تھے اور تمام مسلمانوں پر ان کا ادب واحترام لازم ہے اور ان کی رہنمائی میں قرآن و سنت پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ امام کعبہ نے اپنے خطبہ میں ائمہ کرام کی توہین و تحقیر کرنے والے اوران کا تذکرہ بے ادبی سے کرنے والوں کو جاہل، بے وقوف اور کم عقل قرار دیتے ہوئے اپنی روش سے باز رہنے کی تلقین کی۔

امام کعبہ نے اجتہادی اختلافات کو برحق قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ اس طرح کے اجتہادی اختلافات پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے چلتے آرہے ہیں مگر ایسے اجتہادی اختلافات پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا۔ چنانچہ انہوں نے اس سلسلے میں حوالہ دیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک ہی مسئلہ کے مختلف فقہی پہلوؤں پر بیک وقت عمل کرتے تھے۔

بنو قریظہ کے ساتھ جنگ کے لئے جاتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ جلدی وہاں پہنچو اور عصر کی نماز وہیں ادا کرو۔ بعض صحابہ کرام نے اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے تاخیر ہونے کے باوجو بنو قریظہ میں پہنچ کر نماز ادا کی جبکہ بعض نے راستہ میں قضاء ہو جانے کے خوف سے وہاں پہنچنے سے پہلے ادا کرلی۔ یہ مسئلہ بارگاہ نبوت میں پیش ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو بھی کچھ نہ فرمایا بلکہ دونوں کی تصویب فرمائی اور فرمایا کہ مجتہد بھی جب اجتہاد کرتا ہے اگر اس کا اجتہاد درست ہو تو اللہ تعالیٰ اسے دو اجر اور اگر خدانخواستہ درست نہ ہو تو ایک اجر ضرور عطا فرماتے ہیں۔ وہ ہر حال میں ماجور رہے کسی طور پر بھی مطعون نہیں۔

ائمہ مجتہدین نے مسائل میں قرآن و سنت کی روشنی میں اجتہاد کیا اور پوری امت مسلمہ ہر دور میں ائمہ اربعہ کی تقلید میں قرآن و سنت پر عمل پیرا رہی ہے اور آج بھی عمل کر رہی ہے لہذا ائمہ کرام کی گستاخی اور بے ادبی سے اجتناب ضروری ہے اور ان کی بے ادبی ہلاکت، تباہی اور بربادی دنیوی و اخروی خسران کا موجب ہے۔ امام کعبہ نے مشہور مورخ ابن عساکر کا قول پیش کر کے اشارہ کیا کہ ائمہ مجتہدین کی گستاخی کرنے والا سوء خاتمہ کا شکار ہو جاتا ہے۔

قارئین کرام! اب ذرا غیر مقلد محسنوں کے اور امام حرم کے خطبہ کو سامنے رکھ کر غور فرمائیں کہ جو اس قدر دیدہ دلیری سے عوام الناس کو دھوکہ و فریب میں مبتلا کرتے ہوں، ان پر کہاں تک اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ غیر مقلدین کا ائمہ حرمین کو

لامذہب قرار دینا بدترین جھوٹ ہے۔ سچ یہ ہے کہ سعودی عرب کا سرکاری مذہب حنبلی ہے اور ائمہ حرمین فروعات میں امام احمد بن حنبل کی تقلید کرتے ہیں۔

آج تک کسی امام حرم نے ائمہ اربعہ کی تقلید کرنے کو نہ تو حرام قرار دیا اور نہ ان میں سے کسی کی تقلید کو ترک کرنے کا حکم دیا۔ جبکہ غیر مقلدین ائمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید کرنے کو شرک قرار دیتے ہیں جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ائمہ حرمین چونکہ امام احمد بن حنبل رحمة اللہ علیہ کے مقلد ہیں لہذا وہ مشرک ہیں۔

یہ موقع پرست غیر مقلدین عارضی منافع حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو سعودیہ میں حنبلی اور سلفی کہتے ہیں اور وطن عزیز میں دن رات سلف کو برا بھلا اور ان کے مقلدین کو مشرک کہتے ہیں۔ جس کی وجہ سے عوام کا بہت بڑا طبقہ گمراہی کی دلدل میں پھنس چکا ہے۔ اللہ تعالی سب کو اس فتنے سے محفوظ فرمائیں۔

آمین یارب العلمین

والسلام

محمد الیاس گھمن

مکہ اور مدینہ والوں سے غیر مقلدین (اہل حدیثوں) کا شدید اختلاف

قافلہ حق، اکتوبر، نومبر، دسمبر 2007ء

قارئین کرام گزشتہ اداریہ میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ ضدی اور ہٹ دھرم غیر مقلدین امام کعبہ پر نہیں بلکہ جملہ ائمہ حرمین الشریفین پر یہ الزام عائد کرتے ہیں کہ وہ کسی خاص مسلک یا فقہی مذہب سے تعلق نہیں رکھتے گو یا وہ پاکستان کے غیر مقلدین کی طرح لا مذہب ہیں۔ رہا یہ سوال کہ یہ بات کس حد تک درست ہے؟ اس کا جواب امام کعبہ حفظہ اللہ نے 3 جون کو پنجاب ہاؤس اسلام آباد کے بیان میں اپنے ان الفاظ سے ارشاد فرمایا کہ ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کتاب و سنت کی اتباع کرنے والے تھے۔ ان کی توہین و تحقیر کرنے والا جاہل، بے وقوف اور کم عقل ہے اور ان کے اجتہادی اختلافات برحق ہیں۔

ہم اب یہاں پر مکہ اور مدینہ والوں کا مسلک اور غیر مقلدین (اہل حدیثوں) کے مسلک کا تقابلی جائزہ پیش کر رہے ہیں جس سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی کہ مکہ اور مدینہ والے غیر مقلد (اہل حدیث) نہیں بلکہ وہ مقلد اور اہل سنت ہیں اور معلوم ہو جائے گا کہ غیر مقلدین (اہلحدیثوں) کا مسلک اہل السنۃ والجماعۃ کے ساتھ کتنا تضاد رکھتا ہے اور کس قدر روافض و خوارج کے ساتھ اتفاق رکھتا ہے۔

اختلافات ملاحظہ ہوں۔

☆ مکے مدینے والے اجماع صحابہ اور اجماع امت کے قائل ہیں جبکہ اہلحدیث اجماع

صحابہ رضی اللہ عنہم اور اجماع کے منکر ہیں۔

☆ مکے مدینے والے قیاس شرعی کے قائل ہیں جبکہ اہلحدیث اس کے منکر ہیں۔

☆ مکے مدینے والے اجتہاد ائمہ کے قائل ہیں جبکہ اہلحدیث ائمہ کے ہی منکر ہیں۔

☆ مکے مدینے والوں کے نزدیک ہر ایک کو اجتہاد کا حق نہیں ہے جبکہ اہلحدیثوں کے نزدیک ہر خواندہ ناخواندہ مسلمان کو اجتہاد کا حق ہے۔

☆ مکے مدینے والوں کے نزدیک غیر مجتہد کے لیے اجتہاد حرام اور تقلید واجب ہے جبکہ اہلحدیثوں کے نزدیک غیر مجتہد کے لئے تقلید حرام اور اجتہاد واجب ہے۔

☆ مکے مدینے والے امام اہل سنت احمد حنبل کے مقلد ہیں جبکہ اہلحدیثوں کے نزدیک کسی بھی امام کی تقلید حرام اور شرک ہے۔

☆ مکے مدینے والے فقہ کے قائل ہیں جبکہ اہلحدیث فقہ کے منکر ہیں۔

☆ مکے مدینے والے اصول فقہ کے قائل ہیں جبکہ اہلحدیث اصول فقہ کے منکر ہیں۔

☆ مکے مدینے والے چاروں فقہ کو صراط مستقیم سمجھتے ہیں جبکہ اہلحدیث چاروں مکاتب فقہ کو صراط مستقیم سے منحرف چار خطوط یعنی چار شیطانی راستے قرار دیتے ہیں۔

☆ مکے مدینے والے چاروں فقہ ائمہ اربعہ سے ثابت مانتے ہیں جبکہ اہلحدیث کہتے ہیں کہ چاروں فقہ ائمہ اربعہ کے بعد ان کے شاگردوں نے ان کی طرف نسبت کر کے فقہ جعفریہ کی طرح جھوٹی فقہ بنا لی ہے۔

☆ مکے مدینے والوں کے نزدیک تمام مقلدین حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی، سب فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت ہیں جبکہ اہلحدیثوں کے نزدیک صرف اور صرف ان کی جماعت جنتی ہے باقی تمام مقلدین، مشرک اور جہنمی ہیں۔

☆ مکے مدینے والوں کے نزدیک سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح سنت خلفاء راشدین بھی دین و شریعت کا حصہ ہے جبکہ اہلحدیث سنت خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے منکر ہیں۔

☆ مکے مدینے والے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو معیار حق تسلیم کرتے ہیں جبکہ اہلحدیث اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے معیار حق ہونے کے منکر ہیں۔

☆ مکے مدینے والوں کی اہلحدیث کے نام سے کوئی جماعت نہیں ہے جبکہ اہلحدیث اپنے آپ کو ہمیشہ اہلحدیث کہلواتے ہیں۔

☆ مکے مدینے والوں کے نزدیک اہلحدیث کوئی مذہبی لقب نہیں بلکہ یہ علمی لقب ہے جبکہ الحدیثوں کے نزدیک اہلحدیث مذہبی لقب ہے یعنی اہلحدیث ہر وہ شخص ہے جو تقلید نہ کرتا ہو، خواہ وہ جاہل ہی کیوں نہ ہو۔

☆ مکے مدینے والوں کے نزدیک روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھا ہوا دورد و سلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بذات خوت سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں جبکہ اہلحدیث صلوٰۃ والسلام عند القبر کے منکر ہیں اور قائلین کو مشرک کہتے ہیں۔

☆ مکے مدینے والوں کے نزدیک روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت و خدمت ضروری ہے جبکہ اہلحدیثوں کے نزدیک روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم شرک اور بدعت ہے اور اس کا گرداناواجب ہے۔

☆ مکے مدینے والے ننگے سر نماز نہیں پڑھتے نماز میں تو کجا بازار میں بھی وہ ننگے سر نہیں گھومتے جبکہ اہلحدیث ہمیشہ ننگے سر نماز پڑھتے ہیں اور اس کو سنت سمجھتے ہیں۔

☆ مکے مدینے والے نماز میں سینے پر ہاتھ نہیں باندھتے جبکہ اہلحدیث ہمیشہ نماز میں

سینے پر ہاتھ باندھتے ہیں اور اپنے عمل کو سنت سمجھتے ہیں اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کو خلاف سنت اور بے ہودہ فعل سمجھتے ہیں۔

☆ مکے مدینے والوں کے نزدیک امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا واجب نہیں اور بغیر فاتحہ خلف الامام کے نماز صحیح ہے جبکہ اہلحدیثوں کے نزدیک امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا فرض ہے بغیر فاتحہ کے مقتدی کی نماز باطل ہے۔

☆ مکے مدینے والوں کے نزدیک بغیر فاتحہ پڑھے امام کے ساتھ رکوع میں ملنے والی رکعت مکمل ہو جاتی ہے بلکہ اہلحدیث کے نزدیک بغیر فاتحہ کے رکوع پانے کے باوجود رکعت دوبارہ پڑھی جائے۔

☆ مکے مدینے والے پہلی اور تیسری رکعت میں دو سجدوں کے بعد سیدے کھڑے ہو جاتے ہیں جبکہ اہلحدیث دو سجدوں کے بعد بیٹھ کر پھر کھڑے ہوتے ہیں۔

☆ مکے مدینے والوں کے نزدیک مسنون تراویح بیس رکعت ہے آج بھی مکے اور مدینے میں صرف اور صرف بیس رکعت تراویح ہی پڑھی جاتی ہے جبکہ اہلحدیث بیس رکعت سنت تراویح کو بدعت کہتے ہیں اور ہمیشہ آٹھ رکعت تراویح پڑھتے ہیں۔

☆ مکے مدینے والے رمضان اور غیر رمضان میں صرف اور صرف تین رکعت وتر پڑھتے ہیں جبکہ اہلحدیث رمضان میں تین رکعت وتر اور باقی مہینوں میں ایک وتر پڑھتے ہیں۔

☆ مکے مدینے والوں کے نزدیک نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ اور دیگر سورہ پڑھنا واجب نہیں ہے جبکہ اہلحدیثوں کے نزدیک بغیر فاتحہ پڑھے نماز جنازہ باطل ہے۔

☆ مکے مدینے والے نماز جنازہ اہل سنت والجماعت حنفیوں کی طرح پست (سراً) آواز

سے پڑھتے ہیں جبکہ اہلحدیث نمازجنازہ بلند آواز (جہر) سے پڑھتے ہیں۔

☆ مکے مدینے والے سجدوں میں جاتے وقت گھٹنوں سے پہلے زمین پر ہاتھ نہیں رکھتے جبکہ اہلحدیث سجدوں میں جاتے وقت ہمیشہ گھٹنوں سے پہلے زمین پر ہاتھ رکھتے ہیں اور اسے سنت سمجھتے ہیں۔

☆ مکے مدینے والے جمعہ میں دو اذانوں کے قائل ہیں جبکہ اہلحدیث جمعہ میں صرف ایک اذان کے قائل ہیں۔

☆ مکے مدینے کے امام جمعہ کے خطبے میں خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذکر کو بیان کرنا فخر سمجھتے ہیں جبکہ اہلحدیث جمعہ کے خطبے میں خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذکر کو بیان کرنا بدعت سمجھتے ہیں۔

☆ مکے مدینے والوں کے نزدیک ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوتی ہیں اور بیوی شوہر پر حرام ہو جاتی ہے جبکہ اہلحدیث ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک ہی شمار کرتے ہیں اور بیوی کو شوہر پر حلال سمجھتے ہیں۔

☆ مکے مدینے والے تین طلاقوں کے بعد حلالہ شرعی کے قائل ہیں جبکہ اہلحدیث تین طلاقوں کے بعد حلالہ شرعی کے منکر ہیں۔

☆ مکے مدینے والے ایصال ثواب کے قائل ہیں جبکہ اہلحدیث اس کے منکر ہیں۔

☆ مکے مدینے میں فقہی نظام رائج ہے جبکہ اہلحدیث فقہی نظام کو کفر کے مترادف سمجھتے ہیں۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

ایک بے لگام گستاخ

قافلہ حق، جنوری، فروری، مارچ 2008ء

بعد از افات انبیاء کرام علیہم السلام کا اپنی قبور میں زندہ ہونا اور روضہ اقدس پر پڑھے جانے والے صلوۃ و سلام کا سننا، ثواب و عذاب قبر اور روح کا جسد عنصری کے ساتھ تعلق یہ ایسے عقائد و نظریات ہیں کہ جن پر اب تک اہل السنۃ والجماعۃ کا اتفاق رہا ہے۔ چودہ سو سال میں کسی ایک نے بھی اختلاف نہیں کیا۔ مگر افسوس کہ مماتی ٹولہ اس ناقابل تردید حقیقت، واضح عقیدہ، اجماعی مسلک اور صریح نظریہ کا منکر ہے۔ باوجود اس کے خود کو اہل السنۃ اور علماء دیوبند سے منسلک اور وابستہ ظاہر کرتا ہے اور دیوبندی ہونے کا دعویدار بھی ہے۔ حالانکہ اس کا اہل السنۃ اور دیوبند سے کوئی تعلق، رشتہ نہیں۔ اہل السنۃ والجماعۃ ان معتزلانہ عقائد سے مبرا اور پاک ہیں۔ دیوبند اس ملحدانہ عقائد سے کوسوں دور اور بعید ہیں۔ مماتی ٹولے نے نہ صرف یہ کیا کہ ان اجماعی نظریات و عقائد کا انکار کیا بلکہ شب و روز ایک کر کے ان معتزلانہ عقائد کو پھیلانے لگے۔

مزید برآں کچھ عرصہ سے کھل کر انکار سماع صلوۃ و سلام عند القبر الشریف تحریراً و تقریراً کیا جارہا ہے۔ اسی ”شرذمہ قلیلہ“ کا ایک امیر مرکزی، بدنام زمانہ، گستاخ رسول، گستاخ صحابہ، گستاخ فقہاء و محدثین، گستاخ ائمہ، عیاش و طرار، لعنتی، بدکردار، باطل و باغی، بے حیاو بے بصیرت، شرارتی و بکواسی، زنیم و خبیث، احمق، شقی القلب، بدبخت و بد نصیب ”اذالم تستحی فاصنع ماشئت“ کا مصداق کامل، احمد

سعید ملتانی (چتروڑ گڑھی) بھی ہے جس کی تحریر و تقریر سے علماء امت میں سے کسی کی بھی عزت محفوظ نہ رہی۔

اب حال میں اس بد بخت و بد کردار نے ایک کتاب بنام ”قرآن مقدس اور بخاری محدث“(جو کہ 125 صفحات پر مشتمل ہے) لکھی ہے۔ اس کتاب میں اس دجال و کذاب نے امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی ذات، ان کے روات اور خود کتاب بخاری پر جو بکواسات، گالیاں اور غلاظات کی بوچھاڑ کی ہے، نمونہ از خروارے کے طور پر اس کی ایک جھلک آپ ملاحظہ فرمائیں۔

1. امام بخاری رحمہ اللہ کو نہ قرآن کی بصیرت تھی اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر عبور تھا۔

قرآن مقدس بخاری محدث ص18

2. بخاری ضعیف فی الحدیث اور متعصب ہے۔

ص1

3. بخاری قرآن مقدس کے خلاف ہے۔

ص3

4. امام بخاری نے بخاری شریف میں یہود و نصاری کے مذہب کی ترجمانی کی۔

ص20

5. امام بخاری مشرک تھا۔

ص20

6. امام بخاری نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بدنام کرنے کے لیے جھوٹ گھڑ لیے۔

ص39

7. امام بخاری قرآن کا مفہوم سمجھنے سے قاصر رہے۔

ص49

8. کیا امام بخاری امیر المحدثین ہے؟

ص50

9. امام بخاری کا نظریہ کفریہ تھا۔

ص52

10. امام بخاری نے گپ مار کر سراسر جھوٹی روایت نقل کی۔

ص52

11. امام بخاری کو مغالطہ نشے کی وجہ سے ہوا۔

ص53

12. امام بخاری نے اپنی کتاب میں خرافات درج کیں۔

ص52

13. امام بخاری وعید (عذاب) سے نہیں بچ سکے گا۔

ص52

14. امام بخاری اخباری ہے قرآن کو مقدم نہیں سمجھتا۔

ص54

15. امام بخاری نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بدنام کیا۔

ص54

16. امام بخاری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی۔

ص58

17. امام بخاری اور ان کے استاد امام زہری کا مذہب روافض کا متفقہ شیطانی مذہب ہے۔

ص67

18. امام بخاری کا استاد ابو حازم راوی بے حیا ہے۔

ص69

19. امام بخاری کا استاد جناب زہری شیعوں میں شیعہ اور سنیوں میں اہل سنت تھا۔

ص79

20. امام بخاری کا باب باندھنا صاف جھوٹ ہے۔

ص94

21. امام بخاری خائن تھا۔

ص97، 96

22. بخاری شریف کو صحیح ماننے والے قرآن کے منکر اور اجہل ہیں۔

ص8

23. بخاری شریف کے راوی لعنتی اور مارآستین ہیں۔

ص10

24. امام بخاری اور امام زہری نے مل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی بار کفر پر مرنے کی تیاری کروائی۔

ص14

25. امام بخاری کا استاد امام زہری بکواسی آدمی تھا۔

ص14

26. بخاری شریف کے رُوات روایت کے پجاری اور اخباری تھے۔

ص55

27. بخاری شریف کے راوی بے دین ہیں۔

ص55

28. بخاری شریف کے راوی لعنتی، کینہ ور اور بد کردار ہیں۔

ص59

29. بخاری شریف کے راوی منافق، لعنتی اور تخریب کار ہیں۔

ص114

قارئین کرام! اس نازک وقت میں انتہائی خطرناک، دجل وفریب، تحقیق کے نام پہ تلبیس اور خبث باطن سے بھری ہوئی کتاب کو لکھنے کا مقصد یہ بد نصیب، احمق، شقی اور بد کردار خود لکھتا ہے:

امام بخاری نے صریحا قرآن کی نص قطعی کے خلاف مردہ کو جنازہ پر بولنے اور مردہ کے سننے کی جھوٹی روایت پیش کی ہے اور وہ سوء اتفاق سے ہمارے خلاف مذہب ہے اور حنفی کرم فرماؤں کے نجس عقیدے کے مطابق ہے۔

ص11

اور پھر اپنے اس باطل اور مردود عقیدے کا اظہار یوں کرتا ہے۔

یہ عقیدہ رکھنا کہ انبیاء کرام علیہم السلام یا خصوصا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت ہر پڑھنے والے کا درود وسلام سنتے ہیں خواہ دور سے یا عند القبر۔ تو ایسا عقیدہ رکھنے والے نے شرک فی السمع کا ارتکاب کیا ہے اور قرآن حکیم کی نصوص قطعیہ کا انکار کیا ہے لہذا ایسا شخص کافر و مشرک ہے۔

ص118

آپ اندازہ کریں اس طرح تو پوری امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک کافر و مشرک بن گئی۔ حالانکہ حیات انبیاء کرام کا عقیدہ امت کا اجماعی عقیدہ ہے۔ اللہ جملہ ایمان والوں کے ایمان کی حفاظت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الذی ھو حی فی قبرہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

محمد الیاس گھمن

چیلنج قبول ہے

قافلہ حق، اپریل، مئی، جون 2008ء

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد اور مسائل قرآن وسنت کے عین مطابق ہیں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اکابرین علماء دیوبند سے اللہ تعالیٰ نے قرآن و سنت کی اشاعت، تبلیغ اور مسائل کے دفاع کا پورے عالم میں عموما اور برصغیر میں خصوصاً وہ کام لیا ہے جس کی مثال کئی صدیوں میں نہیں ملتی۔

مگر بدقسمتی کہ جس طرح اہل السنۃ والجماعۃ کے مسائل اجتہادیہ کو بعض اہل بدعت زیر بحث لا کر لوگوں کو اہل السنۃ والجماعۃ سے دور کرنے کی لاحاصل کوشش کرتے رہے اور اب کچھ عرصہ سے بدعقیدہ لوگوں نے اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد پر بحث شروع کر دی مگر اس کے لیے ایک نہایت غلط طریقہ یہ اختیار کیا کہ تصوف کی عبارات کو عقیدہ بنا کر پیش کیا اور اس کا مطلب اپنی طرف سے ایسا پیش کیا جو کہ قرآن، سنت کے خلاف تھا۔ اب غلطی اہل السنۃ والجماعۃ کے کسی عقیدہ میں نہ تھی بلکہ غلطی اس فہم کی تھی جس سے سمجھنے میں غلطی لگی۔

اسی قسم کی غلطی اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد ومسائل کو صحیح سمجھنے والے علماء دیوبند کے مخالفین غیر مقلدین کو ہوئی اور ان بے چاروں نے علماء دیوبند کے خلاف منفی پروپیگنڈہ کیا کہ ”علماء دیوبند کے عقائد کفریہ وشرکیہ ہیں“ پہلے تو یہ پروپیگنڈہ ہی رہا مگر بعد میں یہ پروپیگنڈہ باقاعدہ ایک چیلنج کی شکل اختیار کر گیا اور غیر مقلدین کے علماء نے ویڈیو سی ڈیز کے ذریعہ یہ چیلنج بازی شروع کر دی۔ علماء دیوبند کے خدام نے

اپنے اکابر کی روایت کو بر قرار رکھتے ہوئے چیلنج کو قبول کیا اور میدان مناظرہ میں اتر کر جواب دینے کا فیصلہ کیا۔

چنانچہ رمضان المبارک 1427ھ دولت نگر ضلع گجرات میں راقم الحروف کی غیر مقلد مناظر حافظ عمر صدیق سے دو گھنٹے تفصیلی گفتگو ہوئی، جو کیمرہ کی آنکھ میں محفوظ ہے اور قابل دید ہے۔ حافظ عمر صدیق صاحب سے شرائط مناظرہ کے حوالہ سے ہی گفتگو ہوئی اور لاجواب گفتگو ہوئی جس کا اصل فائدہ تو وہ شخص محسوس کر سکتا ہے جو فن مناظرہ سے واقف ہو اور کچھ نہ کچھ فائدہ تو ہر شخص محسوس کر سکتا ہے۔

یکم جولائی 2007ء ماڈل ٹاؤن حافظ والا ضلع بہاولنگر میں عقائد علماء دیوبند کے عنوان پر مناظرہ طے ہوا جس کی ابتدائی گفتگو مفتی محمد آصف صاحب دامت بر کاتہم نے فرمائی مگر مناظرہ سے کچھ روز قبل جب بندہ شرائط مناظرہ طے کرنے کے لیے بہاولنگر پہنچا تو چوہدری صہیب بن صادق گجر صاحب ؛جو میزبان تھے ؛ نے بندہ کو فون کر کے کہہ دیا کہ ہم مناظرہ نہیں کروانا چاہتے اور بعد میں چوہدری صہیب گجر کی اہلیہ محترمہ نے تحریر لکھ کر بھیج دی کہ ہم مناظرہ نہیں کروانا چاہتے۔

پھر ماموں کانجن کے غیر مقلدین کو جوش آیا تو انہوں نے معروف غیر مقلد مولوی رانا شمشاد سلفی کو دعوت دی جس نے دل کھول کر حضرات علماء دیوبند اور ائمہ احناف کے خلاف ایک گھنٹہ تک زبان درازی کی۔ جس کے جواب میں بندہ نے اڑھائی گھنٹہ تک مفصل و مدلل جواب دیا تو غیر مقلدین نے عقائد پر چیلنج کر دیا جو کہ اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کے ذمہ داروں نے قبول کیا اور مناظرہ کے لیے فریقین کی رضامندی سے 8 اپریل 2008ء بروز منگل صبح 10 بجے طے ہوا۔ مگر پھر وہی ہوا کہ غیر مقلدین نے

مناظرہ کے طے شدہ وقت سے قبل ہی پورے ملک میں مشہور کر دیا کہ دیوبندی دوڑ گئے، مناظرہ سے فرار ہو گئے۔ بلکہ ہمارے قافلہ حق کے قارئین حیران ہوں گے کہ ایک غیر مقلد مناظر سید طالب الرحمن شاہ صاحب نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ دیوبندی مناظر محمد الیاس گھمن نے تحریری معافی مانگ لی ہے۔ طالب الرحمن صاحب کی یہ گفتگو میرے پاس ٹیپ ریکارڈر میں محفوظ ہے۔ جب بندہ کو ان حالات کا علم ہوا تو بندہ نے 27 مارچ 2008ء کو ماموں کانجن کے قریب کلر والا میں جا کر جلسہ عام کیا اور لوگوں کو حالات سے باخبر کرتے ہوئے کہا:

"مناظرہ ہو گا اور دیوبندی مناظر ضرور آئیں گے۔"

مگر غیر مقلدین نے انتظامیہ اور سیاسی لوگوں سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع کر دیا اور بالآخر بذریعہ ایس ایچ او ماموں کانجن ضلع فیصل آباد کے ذریعے مناظرہ منسوخ کروا دیا۔

قارئین قافلہ حق! اس مختصر سی گفتگو کا مطلب یہ بتلانا ہے کہ غیر مقلدین کے مناظرین نے علماء دیوبند کے عقائد پر جو کفر و شرک کا فتویٰ لگایا تھا اس کی حقیقت آپ حضرات پر واضح ہو جائے۔ اور بذریعہ مجلہ قافلہ حق تمام قارئین کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر کوئی غیر مقلد (اہلحدیث) علماء دیوبند کے عقائد پر کفر و شرک کا فتویٰ لگا کر چیلنج کرے تو آپ فرما دیں کہ "چیلنج قبول ہے۔"

والسلام

محمد الیاس گھمن

ارباب علم کی خدمت میں!

قافلہ حق، جولائی، اگست، ستمبر 2008ء

آج سے کوئی ڈیڑھ پونے دو صدی قبل جب انگریزی اقتدار نے متحدہ ہندوستان اور کئی دیگر علاقوں پر اپنا تسلط قائم کر لیا تو رفتہ رفتہ ملت اسلامیہ کے نظریات مسخ کرنے، اخلاقی حالت کو برباد کرنے اور اسلام کا عدیم المثال طرز حیات تباہ کرنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہو گئے۔ مال و زر کی تجوریاں کھول کر روپیہ پیسہ پانی کی طرح اپنے مقاصد حاصل کرنے پر بہایا گیا۔

حالات کے گرداب میں مستقبل کی دھندلی سی تصویر دیکھ کر ملت کے پاسبان کپکپا گئے اور بالآخر اپنی خداداصلاحیتوں سے اپنی قوم کو اس آزمائش سے بچانے کی راہ ڈھونڈ نکالی۔ دارالعلوم دیوبند کی صورت میں ایک علوم نبوی کا مرکز قائم کیا اور انگریزی نظریات و اسلام دشمن افکار کے پنپنے کی تمام راہیں مسدود کر ڈالیں۔

وطن عزیز سمیت دیار غیر میں علم و عرفان کے روشن چراغ فضلاء دیوبند کی مسلسل محنت کا پتہ دیتے ہیں۔ اس دارالعلوم میں جن داعیان حق کو پالا پوسا گیا ان کی زندگی ایک مسلسل متحرک مشن نظر آتی ہے۔ جن کا کوئی لمحہ بھی اپنے فرائض کی ادائیگی سے خالی نہیں ملتا۔ ایک طرف اگر درس و تدریس ہے تو دوسری طرف درس قرآن سے عامۃ الناس کی نظریاتی تربیت۔ دن کو اگر دعوت حق ہے تو راتوں کو شب زندہ داری کے کرشمے۔

وہ تنہا پوری تحریک اور جماعت کی صورت تھی جس جگہ قیام فرمایا گردونواح

کو شرک و بدعت اور ہر طرح کے خرافات کی اندھیر نگری سے نکال باہر لائے۔ ان کے دور میں انگریزی اقتدار کا پورا زور، دوست نما دشمنوں کا طوفان بلاخیز، ہر طرح کی بے سروسامانی کا عالم تھا مگر پھر بھی چراغ حق کو بجھانا اغیار کے بس میں نہ ہوا۔ اب جبکہ یکے بعد دیگرے ملت کی ناؤ کے رکھوالے دار فانی کو سدھار گئے باطل کو پھر سے سر ابھارنے کا موقع ہاتھ آرہا ہے۔

جب سے آرام پسندی اور راحت طلبی کا شوق پیدا ہوا ہے تب سے ملت اسلامیہ اپنے نظریات، طریقہ عبادات اور طرز حیات سے ناواقف ہوتی چلی جارہی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ سامنے آرہا ہے کہ قوم فتنہ پروروں کا شکار ہو کر راہ حق سے برگشتہ ہوتی چلی جارہی ہے۔ حالانکہ ملت کے نظریات بچانا اور خلف کا سلف سے رشتہ جوڑے رکھنا ہر منصب امامت پر فائز حضرت کی ذمہ داری ہے۔

مگر اس کمی و قصور سے اب یہ جرأت بھی ہونے لگی کہ دین حق کے مسلمہ قواعد پر بھی انگلیاں اٹھائی جانے لگی ہیں۔ اور تو اور رمضان المبارک کا مہینہ ہی لے لیجئے جس میں شیاطین کو قید میں ڈال دیا جاتا ہے۔ تاکہ وہ کسی مسلمان کی عبادت میں خلل نہ ڈال سکیں اور یوں غلامان رسول عبادات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ مگر بعض ناعاقبت اندیش شیطان کی ڈیوٹی ادا کرنے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور طرح طرح سے مسلمانوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں تاکہ مسلمان کم سے کم عبادت کرپائیں اور زیادہ سے زیادہ نرم گرم بستروں پر اپنے اوقات ضائع کرسکیں۔

چنانچہ رمضان المبارک شروع ہوتے ہی 20 تراویح سے 8 پر لانے کی پرزور کوشش ہوتی ہے کہ 8 سے زیادہ جو کچھ تراویح پڑھی جائے وہ بدعت ہے۔ جس

کے پڑھنے پر گناہ تو ہوگا ثواب نہیں۔ چونکہ 20 تراویح کے ادا کرنے کو وہ لوگ گمراہی اور جہنم میں جانے کا عمل بتاتے ہیں اس لیے عوام الناس پریشانی کا شکار ہیں۔

صرف یہی نہیں کہ اس ظالمانہ فتویٰ کی زد میں دور حاضر کے تمام اہل السنۃ والجماعۃ آتے ہیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بشمول سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وغیرہ بھی اس ظالمانہ اقدام کی زد میں ہیں۔ اس طرح کے فتوے اشتہارات کی شکلوں میں چھپتے اور مخصوص طبقے کی عبادت گاہوں میں آویزاں ہوتے ہیں۔ باقاعدہ مناظرہ کے چیلنج اور انعامی اعلان کے دعوے طمطراق سے درج کیے جاتے ہیں تاکہ عامۃ الناس کا بھرپور اعتماد اس اشتہاری مذہب پر قائم ہو سکے۔

ہم ارباب علم کی خدمت میں انتہائی دردمندانہ درخواست پیش کرنا چاہتے ہیں کہ اپنے نظریات کی حفاظت میں ہم سست پڑ گئے ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کا سچا پیغام پوری محنت و لگن سے اللہ کے بندوں تک بلا خوف لومۃ لائم پہنچا دینا چاہیے۔ اب جبکہ رمضان المبارک کی آمد آمد ہے جس میں نماز تراویح، وتروں کی مسنون تعداد نماز عید کی تکبیرات جیسے اہم مسائل دلائل کے ساتھ عوام کو بتا دینے چاہییں۔

نیز عامۃ الناس کو گمراہ کرنے کے جو حربے اور مسائل شرعیہ میں تلبیس کے جو ہتھکنڈے اختیار کیے جاتے ہیں، ان سے ضرور پردہ چاک کرنا چاہیے تاکہ عوام کسی فریب دینے والے کے دام فریب میں مبتلا نہ ہو سکیں۔ غیر مقلدین کے تمام تر فریب سے بچاؤ اور اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے اللہ تعالیٰ نے رئیس المناظرین مولانا محمد امین

صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ کو میدان عمل میں لا کھڑا کیا جنہوں نے تحریر و تقریر اور میدان مناظرہ میں اس فتنہ کے بڑے بڑے جغادریوں کو شکست فاش دی۔

آج اگرچہ حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ ہمارے درمیان موجود نہیں۔ تاہم ان کے تربیت یافتہ نامور محققین، مناظرین "اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ" کے پلیٹ فارم سے اس فرقہ ضالہ کا مقابلہ کرنے کے لیے ملک بھر میں مصروف عمل ہیں۔ اگر آپ غیر مقلدین کے پھیلائے گئے وساوس باطلہ کی وجہ سے پریشان ہیں تو صرف اطلاع کیجئے۔ اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کے خدام ہر وقت رضاکارانہ طور آپ کے ساتھ ہر قسم کے تعاون کے لیے تیار ہیں۔

واللہ الموفق وھو یھدی الی سواء السبیل

والسلام

محمد الیاس گھمن

مجلہ قافلہ حق اور ارباب علم کا خیر مقدم

قافلہ حق، اکتوبر، نومبر، دسمبر 2008ء

کارواں اپنا کسی منزل پہ رکتا نہیں
ہم جو بڑھتے ہیں تو بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں

بحمد ہ تعالیٰ اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کے زیر اہتمام شائع ہونے والا جریدہ قافلہ حق اپنی عمر کے دو سال پورے کرنے کو ہے اور محرم الحرام سے انشاء اللہ اپنی کامیابی وکامرانی کے دو سال مکمل کر کے فاتحانہ انداز میں تیسرے سال میں داخل ہو گا۔

الحمد للہ ! قافلہ حق ان چند گنے چنے رسالوں میں سے واحد وہ رسالہ ہے جو قارئین کرام تک صحیح معنی میں مسلک حق مسلک اہل السنۃ والجماعۃ کی ترجمانی کرتا ہے۔ اور جس نے بلا خوف ولائم بے باک ہو کر فتنہ غیر مقلدیت؛ جو اس وقت سر اٹھائے ہوئے ہے؛ کا علمی، تحقیقی انداز میں مقابلہ کیا اور ملک پاکستان کے چار صوبوں کے علاوہ بیرون یعنی سعودیہ، لندن، افریقہ، امریکہ، ساؤتھ افریقہ بنگلہ دیش وغیرہ ممالک تک کے قارئین کی علمی پیاس بجھا رہا ہے اور بزبان حال کہہ رہا ہے:

اندھیری شب ہے جدا اپنے قافلہ سے تو
تیرے لیے ہے میری شعلہ نوا قندیل

الحمد للہ یہ رسالہ ہمیشہ پابندی وقت سے شائع ہوتا رہا ہے۔ گذشتہ مہینوں میں اس کے ایک بھی شمارہ کا بھی ناغہ نہیں ہوا اور نہ ہی کسی مرتبہ ایک شمارہ کو دو شمارہ بنا کر پیش کیا گیا ہے، یہ سب محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی توفیق سے ہوا۔

رہا انسان! انسان تو قدم قدم پر موانع و مشکلات سے دو چار ہوتا رہتا ہے۔ حوادث کی تیز آندھیاں اس کا قدم روکتی ہیں۔ قافلہ حق بھی ان حوادث کا شکار ہوا اور کبھی تو ایسا محسوس ہوا کہ قافلہ حق اپنے اس کٹھن سفر کو جاری نہیں رکھ سکے گا۔ مگر اللہ نے اپنا فضل و احسان کیا اور قافلہ حق نے بڑی پامردی اور استقامت سے اپنا سفر جاری رکھا۔

اس علمی، فقہی، تحقیقی مجلہ ”قافلہ حق“ کے گذشتہ شمارے جواب تک شائع ہو چکے وبحمدہ تعالیٰ محققانہ مقالات و مضامین پر مشتمل اور نہایت ہی پر مغز اور مفید تھے۔ ارباب دانش اور صاحبان علم و تحقیق نے توقع سے کہیں بڑھ کر اس نظریاتی، مسلکی اور بامقصد اشاعتی سلسلہ کو پذیرائی بخشی۔ عصر حاضر کی ضرورت اور اپنے خوابوں کی تعبیر قرار دیا، بھرپور تعاون و سرپرستی کا وعدہ فرمایا اور مخلصانہ دعاؤں سے نوازا۔ اس کامیابی پر ہماری جبین نیاز جذبات تشکر سے معمور اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز اور ہاتھ قبولیت کی استدعا کے واسطے اٹھے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالی ہمیں پیغمبر معصوم کی اتباع اور مجتہد ماجور کی تحقیق پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں اور نئے فتنوں سے محفوظ فرمائیں۔

آمین یارب العلمین

والسلام

محمد الیاس گھمن

سورۃ فاتحہ کی تعلیم اور بھٹکے ہوئے لوگ

قافلہ حق، جنوری، فروری، مارچ 2009ء

اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو نماز میں سورۃ فاتحہ کے اندر یہ دعا مانگنے کا حکم دیا ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم ،صراط الذین انعمت علیھم ہمیں سیدھے راستے کی طرف راہ نمائی عطاء فرما۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا ہے۔ اس قرآنی حکم کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے انعام یافتہ لوگوں کے پیچھے چلنے کی دعا مانگتا ہے۔

وہی انعام یافتہ لوگ جن کا ذکر اللہ تعالی نے سورۃ النساء میں فرمایا وہ ہیں:

1۔ انبیاء

2۔ صدیقین

3۔ شہداء

4۔ صالحین

ان لوگوں کے پیچھے چلنے کی دعا اور اللہ تعالی سے اس کی توفیق مانگنے کا قرآنی حکم ہر نماز میں پڑھا جاتا ہے جس سے تقلید کی اہمیت و عظمت کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ مگر اس کے بر عکس ہمارے بھولے بھٹکے کرم فرما بلا وجہ ہی کہتے پھرتے ہیں کہ تقلید شرک ہے اور تقلید کرنے والا جاہل ہوتا ہے اور نا معلوم کیا کیا کہتے ہیں۔

اب خدا کو ہی معلوم کہ اس قرآنی حکم سے ان کو کیوں چڑ ہے؟ جب کہ یہ تاریخی حقیقت ہے کہ ترک تقلید کے سبب دین بے زاری، خود پسندی، خود بینی وخود

سری پیدا ہوئی ہے۔ اکابرین امت پر عدم اعتماد کی فضاء قائم کرنے کے علاوہ صحابہ کرام کی بے ادبی و گستاخی اسی آزاد خیالی و تقلید دشمنی کی کرشمہ سازی ہے۔

ہمارے ان کرم فرماؤں کا بڑا کارنامہ یہی ہے کہ تقریر و تحریر کے ذریعے سلف کے خلاف بد گمانی پھیلانے اور "لعن آخر ھذا الامۃ اولھا" کا مصداق بننے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ حالانکہ اس مرض لاعلاج کے نقصانات خود ان مہربانوں کے سامنے آچکے ہیں۔ ہر غیر مقلد دین کی الف ب پڑھ کر خود کو مجتہد اور ماہر فن عالم سمجھنے لگتا ہے۔ جس کا نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ غیر مقلد کا اپنا ایک الگ مذہب بن گیا ہے۔

اب تو صاف صاف رسالوں میں یہ اعلان چھپنے لگے ہیں کہ نواب صدیق حسن خان، نواب وحید الزمان وغیرہ سے ہمارا کوئی تعلق نہیں اور ہم ان کی کتابوں، عبارتوں اور مذہبی تعلیم کے ذمہ دار نہیں۔ نہ وہ ہمارے اکابرین میں سے ہیں۔ اب جس مذہب کا یہ حال ہو کہ وہ اپنے بڑوں کی ناک اپنی چھری سے کاٹنے لگ جائے اس سے کیا توقع رکھنی چاہیئے کہ اس کے مرنے کے بعد خود اس مجتہد صاحب کا کیا حال ہو گا۔ ہم وطن عزیز کے زندہ غیر مقلدین، شائقینِ اجتہاد سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ اپنے بڑوں کے حال سے عبرت حاصل کریں اور ڈریں اس وقت سے جب کہ خود ان کی قوم ان کی عزت اپنے پاؤں تلے روندے گی اور یہ سب کچھ تقلید دشمنی کا ثمر ہو گا جس کو آپ لوگوں کے قلموں سے آج سیراب کیا جارہا ہے۔ الیس منکم رجل رشید

والسلام

محمد الیاس گھمن

اعتراف حقیقت

قافلہ حق، اپریل، مئی، جون 2009ء

پوری دنیا میں خدا کا قرآن اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس تعلیمات اور فقہ اسلامی کی نشر و اشاعت اور لاکھوں کا فروں کا قبول اسلام اہل السنۃ والجماعۃ احناف ہی کے مرہون منت ہے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان نے اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے:

خلاصہ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے چونکہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقے اور مذہب کو پسند کرتے ہیں اس وقت سے آج تک یہ لوگ حنفی مذہب پر قائم رہے ہیں۔ اور اسی مذہب کے عالم اور فاضل اور مفتی اور حاکم ہوتے رہے ہیں۔

ترجمان وہابیہ ، ص10

اور اسی حقیقت کو علامہ شکیب ارسلان یوں بیان کرتے ہیں:

مسلمانوں کی اکثریت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی پیرو اور مقلد ہے۔ سارے ترک اور بلقان کے مسلمان، روس اور افغانستان کے مسلمان، چین کے مسلمان، ہندوستان کے مسلمان، عرب کے اکثر مسلمان اور شام و عراق کے اکثر مسلمان فقہ حنفی کا مذہب رکھتے ہیں۔

بحوالہ حاشیہ المساعی ص69

اور 1911ء کی سرکاری مردم شماری کی تعداد یہ ہے کہ اثناء عشری ایک کروڑ 37 لاکھ، زیدی 30 لاکھ، حنبلی 30 لاکھ، مالکی ایک کروڑ، شافعی 10 کروڑ، اور حنفی

37 کروڑ سے بھی زائد ہیں۔

انسائیکلو پیڈیا آف اسلام

اس سے ثابت ہوا کہ 1911ء میں اہل السنۃ والجماعۃ مقلدین کی تعداد 48 کروڑ 30 لاکھ سے زائد تھی۔ جبکہ غیر مقلدیت اس وقت کوئی قابل ذکر فرقہ نہ تھا۔ چنانچہ غیر مقلدین کے مشہور عالم ومؤرخ مولانا شاہ جہان پوری نے 1900ء میں ایک کتاب "الارشاد" تحریر کی جس میں لکھا:

کچھ عرصہ سے ہندوستان میں ایک غیر مانوس مذہب کے لوگ دیکھنے میں آرہے ہیں جن سے لوگ بالکل نا آشنا ہیں۔ پچھلے زمانے میں شاذونادر اس خیال کے لوگ کہیں ہوں تو ہوں مگر اس کثرت سے دیکھنے میں نہیں آئے بلکہ ان کا نام ابھی تھوڑے دنوں سے سنا ہے۔ اپنے آپ کو تو وہ اہل حدیث یا محمدی یا موحد کہتے ہیں۔ مگر مخالف فریق میں ان کا نام غیر مقلد یا وہابی یا لامذہب لیا جاتا ہے۔

الارشاد الی سبیل الرشاد ص12

اسلامی لٹریچر میں طبقات حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ کی کتب تو ملتی ہیں مگر طبقات غیر مقلدین کہیں نہیں ملتی۔ دور برطانیہ سے قبل غیر مقلدین کا نہ ترجمہ قرآن، نہ ترجمہ حدیث اور نہ ہی کوئی اور کتاب ملتی ہے۔ جو اس فرقہ کے بدعتی ہونے کی روشن دلیل ہے۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

امام اہلسنت کی بے مثل خدمات

قافلہ حق، جولائی، اگست، ستمبر 2009ء

مالک ارض و سما کا یہ فیصلہ اٹل ہے کہ کسی ذی روح کو موت سے فرار نہیں مگر بعض اہل جنوں جام عشق یوں پیتے ہیں کہ جام و صراحی بھی انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں۔ عشق الٰہی کا بانکپن اس مصلحت کوش کی فطرت ضعیف سے ماوراء ہے جو ہمیشہ سرنگوں رہا ہے۔ یہ سرفرازی تو کسی شوریدہ سر سرفراز ہی کے حصہ میں آتی ہے۔ جس کی غیرت نے تادم زیست مداہنت کا کفن نہ پہنا ہو۔ جس کی زبان قلم واظہار حق میں بے باک ہو جس کا علم ایک بحر ناپید کنار تقوی جس کا شعار جس کا قلم رگ باطل پر برہنہ تلوار ترجمان اسلام جس کی آواز ہو اور زندگی کی جاں گسل وادیوں میں بھی وہ سرفراز ہو۔ جی ہاں یہ وہی سرفراز ہے جسے پارس کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ کہ لوہا پارس کو لگ جائے تو سونا بن جاتا ہے۔ اور اس مرد قلندر کی بارگاہ میں طلب علم کے لیے سرنگوں آنے والے سرفراز گئے ہیں۔ رہتی دنیا تک اہل حق کو اپنے علم سے یہ شخص سرفراز کر گیا شاباش اے قصر نبوت کے دربان تو نے محافظ ہونے کا حق ادا کر دیا۔

کسی دشمن کو دین میں نقب نہ لگانے دی۔ اپنی حیات مستعار کے 95 سال جن میں سے ایام صغر سنی نکال دیے جائیں تو بقیہ تمام عمر دین حنیف کے دفاع میں گزاری۔ ختم نبوت کے راہزنوں کو بیچ چوراہے علمی پھندے سے پھانسی دینا کہ مرزا قادیانی دوزخ کے "درك اسفل" میں کسک محسوس کرتا ہے۔ اور مسئلہ علم غیب سے ازالۃ الریب کر کے عقیدہ کو بے عیب بنانا عقیدہ حیات انبیاء فی القبور پر پھیلائے گئے

شرور کو تسکین الصدور لکھ کر ھباء منثور کر دیا۔ کہیں مسئلہ تقلید پر کلام مفید ارشاد فرمایا اور کبھی مسئلہ فاتحہ خلف الامام کو احسن الکلام سے حل فرمایا۔ بدعات کی گھنگھور گھٹاؤں میں راہ سنت کا نشان بتلانا، راہ جنت سے بھٹکنے والوں کو باب جنت دکھانا اور تفسیر نعیم الدین کی تنقید متین سے اصلاح کرنا، دفع فساد کے اظہار کو شوق جہاد اور ذریت متعہ کے تقیہ کو ارشاد الشیعہ سے طشت ازبام کرنا، الغرض اے مجاہد دین امین تو نے پاسبانی کا حق ادا کر دیا۔ یہی تو وجہ ہے کہ آج بحر و بر میں تیرے روحانی فرزند تحفظ سنت اور تنفیذ دین کے لیے سر بکف و سینہ سپر ہیں۔ اے میرے شیخ! تیری محنت رائیگاں نہیں گئی۔ علمی میدان میں اپنے عقیدے اور مسلک پر جیسے تو نے محکم دلائل دیے اور کسی بھی موضوع کو تشنہ تکمیل نہ رہنے دیا۔ آج بحمد اللہ تیرے وارث ہر میدان میں داد شجاعت دے رہے ہیں۔ ناموس رسالت سے ناموس صحابہ تک اور ناموس فقہاء مجتہدین سے ناموس محدثین تک کوئی میدان بھی باطل کے لیے کھلا ہوا نہیں ہے۔ تمام فتن کی سرکوبی میں آپ نے شب و روز صرف کیے اور آج وہ تمام فتن حالت نزع میں ہیں۔ اے ہمارے پروردگار! ہمیں اپنے شیخ مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرما بے شک آج شیخ ہم میں نہیں مگر ہم اس درد جدائی کو ہی اپنے زخم فرقت کی دوا بنا لیں گے۔

مجھے تسلیم قرب حسن میں ہے کیف بے پایاں
مگر سوز جدائی میں بھی لذت کم نہیں ہوتی

محمد الیاس گھمن

اے ارض مقدس کو جانے والے

قافلہ حق، اکتوبر، نومبر، دسمبر 2009ء

تو ہزار صد مبارک باد کا مستحق ہے کہ دیار نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے تیری نگاہیں فرحت پائیں گی، انبیاء و ملائک کی عبادت گاہ اور قدسیوں کی رہائش گاہ تیری پناہ گاہ ہو گی۔ تو کس قدر خوش قسمت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں سے چمک پانے والے ذرات جو قیامت تک عظمت کے افق پر آفتاب بن کر چمکتے رہیں گے تیری آنکھوں کا سرمہ ہوں گے۔ ذرا ہوش سے چل کہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد و مدفن کی طرف عازم سفر ہے جہاں روزانہ ہزاروں فرشتے نور کے طبق سجائے مولد و مدفن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بقعہ نور بنائے ہوئے ہیں۔ آنکھ سے نہیں نظر سے اس لاکھ جلووں کی جنت گاہ کا نظارہ کر۔

چشم دنیا دار تو اس کے ریالوں اور رومالوں پر اٹکی ہے کہ اس کے مفادات اس کے تپتے صحراؤں، دہکتی ریت کے آتش زباں بگولوں اور چٹیل میدانوں سے متعلقہ ہی نہیں۔ اس کی خواہشات کی اوج کمال تو شاہی دستر خوان کا بچا ہوا جمع کرنا، امراء عرب سے رابطے بحال کر کے دیار عجم میں ڈیڑھ اینٹ کی مساجد تعمیر کرنا ہے اور قرآن و حدیث کے لبادے میں اپنی اسلاف بیزاری کو چھپا کر علماء عرب کو دھوکا دینا اس کا مقصد زیست ہے۔ مگر اے خوش قسمت انسان! تو مادہ کا نہیں روحانیت کا علم بردار ہے تیری نگاہ میں عرب کے تپتے صحرا نخلستانوں کی ٹھنڈی چھاؤں سے عزیز ہیں۔ یہ دیار حبیب ہے، یہ رب کی رحمتوں کی جولان گاہ ہے یہاں قدم قدم پر تسکین

قلب و نظر کا ساماں ہے۔ کاش! تو اس حقیقت سے آگاہ ہو جائے۔

حضور رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم نشینی کے آب و گل سے تیار ہونے والی جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کی سیر تیں معجزہ الٰہی تھیں، تجھے یہاں ملے گی۔ میدان عرفات میں حجۃ الوداع کا آخری خطبہ سن یہ کون سی ہستی ہے جس کی آواز 14 سو برس گزر جانے کے بعد بھی سماعت کو شاد کام کرتی ہے۔ اور میدان بدرواحد میں تلواروں کی چمک اب بھی آنکھوں کو خیرہ کرتی ہے۔ مگر کن کی آنکھیں اس جلوۂ مہتاب سے فیض یاب ہوتی ہیں؟ وہ جن کی روحانیت، مادیت پر غالب آجائے، جن کے دل ائمہ اسلاف کے بغض سے زنگ آلود نہ ہوں، جو حرم کی مقدس سرزمین کو اپنے پراگندہ افکار کی تشہیر کا ذریعہ نہ بنائیں، جو بارگاہ روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر باغی نہ بنیں، عاشقانہ حاضری دیں۔

رہبر یا رہزن:

مگر یاد رکھ اے ارض حرم کی پر کیف باد صبا سے تشنہ روح کو سیراب کرنے والے! ارض مقدس میں تجھے لباس خضر میں کچھ رہزن بھی ملیں گے جو تیری عقیدت کو استعمال کر کے تجھے اہل السنۃ والجماعۃ کے راستے سے بھٹکا دیں گے۔ حرمین شریفین کا رفع الیدین دکھا کر ائمہ متبوعین سے تجھے بد ظن کریں گے۔ خود تحقیق کا درس دے کر تحقیق شدہ مسائل میں زبان درازی کا طریقہ سکھائیں گے۔ یاد رکھنا ان کے نزدیک تقلید شرک ہے اور مقلدین مشرک ہیں چونکہ حرمین شریفین کے خادم آل سعود اور شیخ محمد بن عبد الوھاب نجدی رحمہ اللہ سب کے سب مقلد تھے جس کی وضاحت شاہ عبد العزیز نے یکم ذوالحجہ 1346ھ 11 مئی 1929ھ کو مکہ کے شاہی محل میں ”یہ ہمارا

عقیدہ ہے" کے عنوان پر تقریر کرتے ہوئے فرمائی کہ:

ہم ائمہ اربعہ کا احترام کرتے ہیں امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمہم اللہ کے مابین ہم کوئی تفریق نہیں کرتے۔ یہ سب ہماری نظر میں محترم، معظم ہیں ہم فقہ میں مذہب حنبلی کو اختیار کرتے ہیں۔

تاریخ وہابیت حقائق کے آئینے میں ص74 مصنف ڈاکٹر محمد بن سعد الشویعر

ان نام نہاد موحدین کی توحید ان حنبلی مقلدین سے ریالوں کی بھیک مانگتے وقت قصہ دیرینہ بن جاتی ہے۔ فرقہ اہل حدیث پاک وہند کے یہ افراد حنبلی مقلدین کا رفع الیدین اور آمین بالجہر دکھا کر یہ دھوکا دیتے ہیں کہ ہمارا بھی یہی مذہب ہے جو ان حرم والوں کا ہے حالانکہ ذرہ خاک کو افلاک سے کیا نسبت۔

اسپیشلسٹ ڈاکٹر اور پاؤڈری:

یاد رکھ کہ ایک M B B S ڈاکٹر مریض کو انجکشن لگاتا ہے یہ اس کا فن ہے ہر آدمی انجکشن نہیں لگا سکتا۔ مگر صفحہ ہستی پر ایک ہستی ایسی بھی ہے جو انجکشن لگانے میں ایک ماہر ڈاکٹر سے بھی زیادہ اہلیت رکھتی ہے۔ جسے عرف عام میں پاؤڈری کہتے ہیں۔ یہ بھی انجکشن لگاتا ہے مگر بعض وجوہ میں ڈاکٹر سے بھی فضیلت رکھتا ہے مثلا:

ڈاکٹر ہمیشہ اوروں کو انجکشن لگاتا ہے یہ خود اپنے آپ کو لگاتا ہے، ڈاکٹر کو رگ تلاش کرنے میں کچھ آلات کا سہارا لینا پڑتا ہے مگر یہ بلا مشقت چند سیکنڈ میں رگ تلاش کر لیتا ہے۔ ڈاکٹر ایک دفعہ استعمال شدہ سرنج کو دوبارہ ہاتھ بھی نہیں لگاتا جب کے اس کے جفا پیشہ ہاتھوں میں ایک سرنج عرصہ دراز تک اس ناخوشگوار فریضے کو سر

انجام دیتی ہے۔ ڈاکٹر مریض کا علاج اپنے کلینک میں کرتا ہے اور یہ ایک چلتا پھرتا کلینک ہے جس کی جیب میں انجکشن مع اپنے متعلقات کے ہمہ وقت مستعد رہتے ہیں۔

اب فیصلہ آپ کریں کہ پاؤڈری اتنی اضافی خصوصیات رکھنے کے باوجود لوگوں کا اعتماد کیوں حاصل نہ کر سکا؟ مریض کو انجکشن لگوانے کے لیے آخر ڈاکٹر کی ضرورت کیوں ہے؟ یہ کام تو پاؤڈری فی سبیل اللہ بھی سر انجام دینے کو تیار ہے مگر صرف انجکشن کی مہارت ایک جاہل کو ڈاکٹر نہیں بناتی تو صرف رفع الیدین اور آمین بالجہر کی مطابقت فرقہ اہل حدیث پاک و ہند کو مکے مدینے والوں کے مذہب پر کیسے ثابت کر سکتی ہے؟ یہ کم فہمی ہے کہ آدمی حرمین میں رفع الیدین دیکھ کر عجم کے غیر مقلدوں کو بھی ان کا ہم نوا سمجھے۔

ایسے اگر مذکورہ بالا مثال میں غور کریں تو بہت سے راز کھلتے چلے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر کو انجکشن کے علاوہ بھی بے شمار امراض کا علاج معلوم ہوتا ہے مگر پاؤڈری صرف انجکشن لگانے میں مہارت تامہ رکھتا ہے۔ اسی طرح مقلد اپنے امام کے تمام علوم و فنون سے استفادہ کرتا ہے جبکہ غیر مقلد کے پاس چند ایک اختلافی مسائل میں شور و شغب کے ماسوا کچھ نہیں ہوتا۔ ڈاکٹر کو پیش آمدہ امراض کی شناخت میں دقت اٹھانا پڑتی ہے جبکہ پاؤڈری چند سیکنڈ میں رگ تلاش کر کے انجکشن لگا لیتا ہے کہ اس کے پاس ایک ہی فن ہے۔

اسی طرح مجتہد دینی مسائل کی تحقیق میں جاں سوزی کرتا ہے اور مقلد اس کی تقلید کر کے نجات پاتا ہے اس کے برعکس فرقہ اہل حدیث پاک و ہند کا غیر مقلد صرف ایک دو مسئلہ رفع الیدین وغیرہ چالاکی کے ساتھ کتب حدیث سے (اپنے گمان

میں) تلاش کر لیتا ہے۔ ڈاکٹر ہر وقت آلات جراحی اور ادویات ساتھ نہیں اٹھائے پھرتا جبکہ پاؤڈری کی جیب میں اس کا سامان کلینک موجود ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح مجتہد اور مقلد ہر وقت کتابیں اٹھائے دوسروں کو دکھاتے نہیں پھرتے بلکہ دین کو عملی زندگی میں لاتے ہیں اور اس کے برعکس غیر مقلد ترجمہ والی کتب بغل میں دبائے رفع الیدین دکھا کر لوگوں کو دھوکہ دیتے پھرتے ہیں۔

کبھی بھولے سے بھی ان کی تلبیسات کا شکار ہو کر اپنے اسلاف سے کٹ نہ جانا مناسک حج بھی احسن انداز سے مسنون طریقہ پر ادا کرنا اور حج پر جانے سے قبل یہ تمام چیزیں اپنے ملک میں سیکھ کر جانا ورنہ ان کے جال کا شکار ہو جاؤ گے۔

زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

مناسک حج سے فراغت کے بعد تجھے روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضری کی سعادت بخشیں تو سنبھل جا یہ دل والوں کا وطن ہے۔ حرم کعبہ میں اگر پیشانیاں سجدہ ریز ہوتی ہیں تو یہاں عشق اپنی جبیں رگڑتا ہے۔ ارض مدینہ میں شور مت کرنا زبان بند کر لے کہ یہاں وہ ہستی محو استراحت ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی

سورة الحجرات آیت نمبر 2

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اپنی آواز کو بلند مت کرو۔

لہذا انتہائی ادب واحترام سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عظمت

کو سلام کر کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یہی عمل ہے۔

عن نافع قال كان ابن عمر رضى الله عنه اذا قدم من سفر اتى قبر النبى صلى الله عليه وسلم فقال السلام عليك يارسول السلام عليك يا ابابكر السلام عليك يا ابتاه

مصنف عبدالرزاق ج3ص576موطا امام مالک ص15

اور یہ عقیدہ رکھتے ہوئے درودو سلام پڑھ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبر مبارک میں زندہ ہیں اور قبر کے پاس پڑھا گیادرودو سلام خود سماعت فرماتے ہیں۔ جب ابن سعود سے قاضی ابو اسحاق الزرعی نے سوال کیا کہ سنا ہے آپ لوگ(علماء عرب اور عرب حکمران آل سعود وغیرہ) قبروں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کی زندگی کے منکر ہیں۔ انہوں (ابن سعود) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی سنا تو کانپ اٹھے، بلند آواز سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا اور کہا معاذاللہ! ہم تو اس بات کے قائل ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کی یہ زندگی شہداء کی زندگی سے بھی اعلیٰ وافضل ہے۔

تاریخ وہابیت حقائق کے آئینہ میں، مؤلف ڈاکٹر محمد بن سعد الشویعر ص 40

لہذا معلوم ہوا کہ علماء احناف ہوں یاحنابلہ، شوافع ہوں یامالکیہ سب کاعقیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر اطہر میں زندہ ہیں۔ تو کسی دام ہمرنگ زمین(فرقہ اہل حدیث)کا شکار ہو کر جمہور اہل السنۃ کے عقیدے سے بد ظن مت ہو جانا۔

اے حاجی! اللہ تیرا حج قبول فرمائے اور تیرے دل میں ان دین متین کے خدمت گزاروں، محدثین، مجتہدین، مجاہدین کی عظمت کو بٹھائے جن کی شب وروز کی

محنت سے دین ہم تک پہنچا۔ اللہ تعالیٰ تجھے وہ بصیرت عطا فرمائے کہ حرمین شریفین والوں اور ان کا نام استعمال کر کے اپنی تجوریاں بھرنے والوں میں فرق کر سکے۔ خدا ہم سب کو اہل السنۃ والجماعۃ پر زندہ رکھے اور اسی پر موت نصیب فرمائے اور ہمیں قلب و نظر کی بصیرت اور بصارت عطا فرمائے۔ آمین۔

اگر انسان کو مل جائے دماغ و دل کی
بیداری
خدا شاہد ہے کہ یہ دولت بھی کم نہیں ہوتی

اے خادم الحرمین الشریفین! آپ کا شکریہ۔ لاکھوں زائرین کو سہولتیں مہیا کر کے مہمانان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کو سعادت سمجھ کر ان کے آرام کا خیال رکھنے اور حرمین شریفین کی ہر وقت توسیع و تزئین اور دیکھ بھال کرنے والو! اس کا بدلہ ہمارے بس میں نہیں ہم تو صرف جزاکم اللہ احسن الجزاء ”ہی کہہ سکتے ہیں۔

ہم آپ کی خدمت میں ”قافلہ حق“ کی وساطت سے یہ گزارش ضرور کریں گے کہ اس مرکز کی وحدت کو مرکز افتراق بننے سے بچایئے۔ جس طرح آپ نے ”ھیئۃ کبار العلماء“ میں چاروں مذاہب کے علماء کو نمائندگی دی ہے اسی طرح ان ائمہ مجتہدین اور ان کے مقلدین کے خلاف توحید کا جھانسہ دے کر لب کشائی کرنے والوں پر بھی نگاہ رکھنا آپ کی ذمہ داری ہے۔ کہیں ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے خلاف بھڑکنے والی یہ آگ پورے چمن کو جلا کر راکھ نہ کر دے۔ والسلام

محمد الیاس گھمن

اسلامی سال مبارک!

قافلہ حق جنوری، فروری، مارچ 2010ء

محرم اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے جو فضائل وبرکات اور کئی اہم ناقابل فراموش واقعات وحوادث کو اپنے اندر لیے ہوئے ہے۔ بہت سے تاریخی سانحے اس سے وابستہ ہیں جن کی کربناکی سے امت مرحومہ کا ہر صاحبِ دل شخص مضطرب ہوجاتا ہے۔ اسلامی تاریخ کا صفحہ اول خلیفہ راشد، مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایمانی لہو سے تر بتر نظر آتا ہے۔

شہادت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یکم محرم الحرام کو جام شہادت نوش کیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی وہ عظیم ترین ہستی ہیں کہ جن کو ”فاروق“ کا لقب دربارِ نبوت سے حاصل ہوا، جن کی ذات میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو صفات نبوت نظر آتی ہیں۔ ارشاد فرمایا:

لو کان بعدی نبی لکان عمر

سنن الترمذی، رقم الحدیث 3686

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتے تو یقینا عمر ہی ہوتے۔

خدا بزرگ وبرتر کے ہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مقبولیت کا یہ حال تھا کہ بہت سے مقامات پر اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق قرآن پاک کو نازل فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حکومت، عدالت، سیاست اور خلافت کو

دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو مسلمانوں کا ملجا وماویٰ قرار دیا۔ بائیس لاکھ مربع میل کے ”فاتح اعظم“ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بیت المال کا قیام، عدالتوں کا قیام، ججوں اور قاضیوں کی تقرری، فوجی محکمہ، ان کے وظائف، محکمہ پولیس کا قیام اور الگ چھاؤنیاں، نادار اور غرباء کے روزینے مقرر فرمائے، 20 رکعات نماز تراویح باجماعت ادا کروائی، مساجد میں روشنی کا انتظام اور انصرام کیا، اسلامی تاریخ کے اور بھی بہت سے سنہرے باب کھولے جو آج بھی عالم کے لیے مشعل راہ ہیں۔

شہادت حسین رضی اللہ عنہ:

ادھر دوسری طرف حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت بھی دسویں محرم الحرام کو ہوئی جو مسلمانوں کے لئے عظیم صدمہ ہے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی صلابت ایمانی، استقامت اور غیرت دینی کا پتہ دیتی ہے لیکن نام نہاد ”عاشقانِ حسین“ نے اس تاریخ کو مکر وفریب کے بدبودار پردوں میں چھپانے کے لیے جن واقعات کو فروغ دیا اور رسومات وبدعات کو پروان چڑھایا وہ سوائے افسانہ کذب ودجل کے کچھ بھی نہیں۔ مرثیہ خوانی کی آڑ میں خانوادہ نبوت اور اہلِ بیت کی (نعوذ باللہ) تحقیر وتوہین کی ہے۔ حرمِ حسین رضی اللہ عنہ کی پاکیزہ صفات، پاک دامن، عفت مآب خواتین کو العیاذ باللہ بے صبرا اور سینہ کوبی کرتے دکھایا جاتا ہے۔ کیا ظلم ہے کہ سکینہ رضی اللہ عنہا وزینب رضی اللہ عنہا کو زیبِ داستان بنا کر غلط اور حقائق کے بالکل برعکس مشہور کیا جاتا ہے؟

ضروری تنبیہ

وطنِ عزیز پاکستان میں مسلمانوں کی بڑی تعداد رسم تعزیہ داری میں شریک

ہوتی ہے، اس سے اجتناب بہت ضروری ہے۔

شریعت اسلامیہ نے دسویں محرم کو روزہ کا حکم بھی دیا اور اہل وعیال پر وسعت کا بھی۔ جو بھی اس دن اہل وعیال پر وسعت کرتا ہے اس پر سارا سال فراخی رزق کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔

امام ابو حنیفہ ؒ کو صدرِ تاجکستان کا خراجِ عقیدت

”آج: ابو حنیفہ ؒ کے خیالات، ان کے بنیادی مقاصد، دنیا کے مختلف تقاضوں کے درمیان ایک پل ہے اور تمام بنی نوع انسان کے مفادات کے لیے مختلف تہذیبوں کے درمیان گفت وشنید کی بنیاد بن سکتے ہیں۔“

ان خیالات کا اظہار تاجکستان کے صدر جناب امام علی رحمان نے ”دوشنبہ“ میں وسط ایشیا کی سب سے بڑی مسجد کے سنگ بنیاد کے موقع پر کیا۔

ان کا کہنا تھا کہ مذہب، ثقافت اور فلسفہ کی ترکیب سے؛ حنفی عقیدہ، سنی برادری میں سے سب سے زیادہ مستند نوعیت کے طور پر پہچانا جاتا ہے۔ تقریب میں شرکاء کی بہت بڑی تعداد تھی، مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے اس موقع پر اپنے عظیم محسن امام اعظم امام ابو حنیفہ کے نام پر وسط ایشیا کی سب سے بڑی مسجد کا نام مسجد ابی حنیفہ رکھا اور اس بات کا عزم کیا کہ بحیثیت قوم وہ اپنے محسن کی تعلیمات کی روشنی میں اتحاد واتفاق پر عمل پیرا ہونگے اور امت مسلمہ کو درپیش چیلنجز کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔ تجزیہ نگاروں کے مطابق اس سے باہمی محبت اور رواداری کو فروغ ملے گا اور امت میں انس والفت کی فضا پیدا ہو گی۔

ادارہ ”قافلہ حق“ تمام اہل السنہ والجماعۃ کی طرف سے بحیثیت ”ترجمان“

تاجکستان کے صدر اور سفیر کو اس مبارک اقدام پر مبارکباد پیش کرتا ہے اور امید کرتا ہے کہ آئندہ بھی وہ اس طرح کے پروگرامز منعقد کرکے عوام الناس کو اپنے عظیم محسن کی تعلیمات سے روشناس کراتے رہیں گے۔

چوتھی کھیپ

ماضی قریب میں ایک ایسا قافلہ گزرا ہے جو صدق وصفا اور علم و عمل میں یگانگت اور موافقت کا حامل ؛علم تفسیر ،علم حدیث ،علم فقہ ،اصول فقہ ،اصول حدیث ،تصوف ،تزکیہ اور سلوک و احسان میں مکمل دسترس رکھنے کے ساتھ ساتھ باطل کوللکارنے ،زندقہ اور بدعات کا مٹانے والا تھا، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احیاء اور حفاظت کا امین تھا۔ مغربی سازشوں اور طاغوتی ایجنڈے کو پاش پاش کرنے والا تھا۔ آج دنیا اس کو ”علماء دیوبند“ کے مبارک نام سے یاد کرتی ہے۔

علماء دیوبند نے امت مرحومہ کو ”اہل السنۃ والجماعۃ“ کے ”حقیقی عقائد ونظریات“ سے آشنا کیا۔ ساتھ ساتھ باطل فرقوں کارد بھی کیا کہ دنیائے باطل آج بھی لرزاں اور خائف ہے۔ علماء دیوبند کے اسی ورثہ کی امین ”اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ“ نے عرصہ ساڑھے تین سال میں ملک کے طول و عرض میں نوجوانوں کی علمی اوردعوتی تربیت کی۔ چھوٹے چھوٹے کورسز تشکیل دیے ،بالخصوص فارغ التحصیل علماء کے لیے ایک سالہ نصاب ترتیب دیا جس میں دورِ حاضر کے تمام فرقِ باطلہ رافضیت، پرویزیت، غیر مقلدیت ، مماتیت، بریلویت ،مودودیت، جماعت المسلمین ،مسعودیت کے گمراہانہ نظریات وافکار کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ چک نمبر 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا میں یہ ایک

سالہ تخصص تین سال سے جاری ہے۔ اب بحمد اللہ چوتھے سال کے تخصص میں داخلے جاری ہیں۔

الحمد للہ ''اتحاد'' کے پلیٹ فارم سے تربیت یافتہ علماء نے اصلاحِ عقائد اور اصلاحِ اعمال کا مثبت درس شروع کیا۔ گلی گلی کوچہ کوچہ جہاں باطل فرقوں کی مکروہ السمع آوازیں سکون کو برباد کیے ہوئے تھیں آج وہاں اہل السنۃ (حنفیہ) کا طوطی بولتا ہے۔ جہاں بدعات کے ڈراؤنے مجسمے تھے آج وہاں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مینار نور نظر آتے ہیں۔

پہلی تین کلاسیں اپنے اپنے علاقے میں رسوم ورواج، فسق وفجور اور بدعات ومشرکانہ عقائد کو ختم کرنے میں سرگرم ہیں۔ اس نئی چوتھی کھیپ سے توقعات وابستہ ہیں کہ یہ بھی اکابر کے طرز پر اہل باطل کا مردانہ وار مقابلہ کرے گی۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

سرزمین حکمت پر تین دن

قافلہ حق اپریل، مئی، جون2010ء

5 جنوری 2010ء کی سردرات علامہ اقبال انٹرنیشنل ایئرپورٹ نے دھند کی دبیز چادر اوڑھ رکھی تھی۔ ہم لوگ سردی سے سمٹتے اور سکڑتے ہوئے دعا کررہے تھے کہ یااللہ! فلائٹ لیٹ نہ ہوجائے۔ دھند شدید تھی اور اکثر فلائٹس لیٹ ہورہی تھیں۔ تھکن سے جسم چُور ہورہا تھا، دوپہر کو اسلام آباد میں اکابر علماء کے ساتھ ایک میٹنگ میں شرکت کے بعد گاڑی پر لاہور کا طویل سفر کیا تھا۔ لاہور پہنچ کر حسب معمول ہمارے جنوں نے چین نہ لینے دیا اور چند اہم معاملات کے سلسلے میں مصروفیت رہی۔ رات کے تین بجے ہم ایئرپورٹ پہنچے، قطر ائیرویز کی فلائٹ کا وقت 4:40 پر تھا اور ہمیں کم از کم ایک گھنٹہ لاؤنج میں گذارنا تھا۔ فرصت کو غنیمت جان کر ہمراہیوں سے تعارف کا سلسلہ شروع کیا۔

یمن پہنچ کر صنعا ایئرپورٹ سے نکلے تو سیدھے شیلٹن ہوٹل کا رخ کیا۔ کھانے سے فارغ ہوکر باقی دن کوئی خاص مصروفیت نہ رہی سوائے آرام کے! مغرب کے بعد پاکستان کے سفارت خانے کی بریفنگ میں شرکت کی اور بعد عشاء کے سفارت خانے کی طرف سے وفد کے اعزاز میں دیے گئے عشایئے کے بعد ہوٹل کی راہ لی۔

6 جنوری کو صنعاء چیمبر آف کامرس میں میٹنگ ہوئی۔ میٹنگ میں شرکت کے بعد دوپہر کی صبح چائے پر یمن کے وزیر تجارت سے ملاقات ان کے دفتر میں ہوئی۔ شام کو صنعاء کے تبلیغی مرکز میں حاضری ہوئی اور وہاں کے احباب سے تفصیلی ملاقات

ہوئی۔ بحمد اللہ تعالی جماعت کا کام بہت منظم اور احسن انداز میں جاری وساری ہے اللہ تعالی حاسدین کے حسد اور فتنہ پردازوں کے فتنوں سے حفاظت فرمائیں۔

عشاء کے قریب صنعاء میں یمن کی سب سے خوبصورت مسجد، مسجد صالح جانا ہوا۔ مسجد قدیم وجدید طرز تعمیر کا حسین امتزاج اور خوبصورتی کا ایک شاہکار ہے۔ اس مسجد کو جمہوریہ یمن کے صدر ’’محمد صالح‘‘ کی خصوصی ہدایات، توجہ اور نگرانی میں تعمیر کیا گیا ہے۔ خطیب صاحب سے تعارف ہوا اور کچھ دیر تک گفتگو چلتی رہی۔

7 جنوری کو ہمارا یمن میں آخری دن تھا اس دن کو ہم نے سیر وسیاحت کیلیے وقف کرنے کا سوچا ہوا تھا لہذا تمام ملاقاتوں اور مصروفیتوں کو ملتوی کرکے سب سے پہلے ’’مسجد علی‘‘ کا رخ کیا۔ بعد ازاں گائیڈ ہمیں اس تاریخی مقام پر لے گیا جو ہر لحاظ سے عبرت آموز ہے۔ ’’غرقۃ القلیس‘‘ نامی جس جگہ پر ہم کھڑے تھے یہ وہی جگہ تھی جہاں تقریباً پندرہ صدیاں پیشتر ایک بدبخت نے کعبۃ اللہ کے مقابلے میں کنیسہ تعمیر کیا تھا۔

جی ہاں! یادش بخیر! اس بدبخت کو دنیا ’’ابرہہ‘‘ کے نام سے جانتی ہے۔ اس نے یہ کنیسہ اس مقصد کے لیے تعمیر کروایا تھا کہ لوگ کعبہ کے بجائے یہاں آئیں اور اس کا طواف کریں۔ کعبۃ اللہ کو چھوڑ کر لوگ اس کا طواف تو کیا کرتے! ایک غیرت مند عرب نے رات کو جا کر اس میں جگہ جگہ اپنے پیٹ کی ’’بھڑاس‘‘ نکالی۔ اپنے فاضل مادے سے اس کو لیپ دیا اور صبح ہونے سے پہلے ابرہہ کی پہنچ سے دور نکل گیا۔ ابرہہ نے طیش میں بیت اللہ کو (نعوذ باللہ) منہدم کرنے کے ارادے سے ہاتھیوں کے ایک لشکر کے ہمراہ مکہ مکرمہ کا رخ کیا اس کے بعد جو ہوا وہ آپ جانتے ہیں۔

"غرقة القلیس" نامی اس جگہ پر اب عمارت مکمل ختم ہو چکی ہے اور ایک کنواں سا ہے جو قد آدم دیواروں میں گھری ہوئی اس عمارت کے تقریبا درمیان میں ہے۔ جگہ جگہ پر جنگلی گھاس اور خودرو پودے کثرت سے اُگے ہوئے تھے۔ ہر اعتبار سے مرقع عبرت اس جگہ کافی دیر کھڑے چشم تصور سے ماضی کے دریچوں میں جھانکتے رہے۔

یمن کے لوگوں کی بودوباش خالص عربی معاشرے کی صحیح معنوں میں عکاس ہے۔ مذہبی وابستگی، علماء اور دینی شعائر کا حد درجہ احترام اور بے تکلفانہ صحرائی رویے! مہمان نوازی اور خوش اخلاقی میں اپنی مثال آپ۔ جفاکشی اور سخت کوشی سے جی نہ چرانے والے غیرت مند اہل ایمان میں کوئی بات تو ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

اَلْاِیْمَانُ یَمَانٍ وَالْحِکْمَۃُ یَمَانِیَّۃٌ

مصنف ابن ابی شیبۃ، رقم الحدیث 33099

ایمان بھی یمن والوں کا اچھا ہے اور حکمت و دانائی بھی یمن کی بہتر ہے۔

تقریباً ہر یمنی کے پاس خنجر موجود ہوتا ہے جو انہوں نے پیٹ پر باندھے ہوئے پٹے میں اڑسا ہوا ہوتا ہے اور یہ پٹہ کپڑوں کے اندر چھپا ہوا نہیں ہوتا بلکہ باہر کی طرف ہوتا ہے۔ ہمیں تو یمنی اور افغانی لوگوں میں بے حد مماثلت نظر آئی۔ مذہبی غیرت، رسوم ورواج، ثقافت، خورونوش غرض یہ کہ ہر شے کافی حد تک ایک جیسی ہے۔

یمن کے لوگ نسوار کی طرح کی ایک چیز استعمال کرتے ہیں اسے "قات"

کہتے ہیں۔ نسوار تو کوٹی ہوئی ہوتی ہے اور اس میں تمباکو، راکھ، الائچی وغیرہ ڈالتے ہیں لیکن اہل یمن کی نسوار (اگر اسے نسوار کہنا درست ہو) ”قات“ میں ایسی کوئی ملاوٹ نہیں کی جاتی۔ ”قات“ ایک جھاڑی کا نام ہے جس کی ٹہنیوں کی لمبائی 2 سے 5 میٹر ہوتی ہے۔ اس کے پتوں کو سکھا کر یمنی اپنے منہ میں رکھ کر چباتے رہتے ہیں۔ ”قات“ کا نباتاتی نام *Catha Edulis* ہے۔ اس کا اصلی وطن یمن اور حبشہ (ایتھوپیا) ہے۔ اگرچہ کچھ مؤرخین ترکستان اور کچھ افغانستان بھی قرار دیتے ہیں، تاہم زیادہ مشہور قول پہلا ہی ہے۔

یمن دیکھا یمن والے دیکھے، ایمان دیکھا ایمان والے دیکھے، سرزمین حکمت دیکھی، حاملان حکمت دیکھے، مگر یہاں سب لکھنے کا یارا نہیں کہ صفحات محدود اور اور ہماری مصروفیات اس سے سوا!

والسلام

محمد الیاس گھمن

نجات کا رستہ

قافلہ حق اپریل، مئی، جون 2010ء

آج سے کوئی چودہ صدیاں قبل چند نفوس قدسیہ عرب کے ریگزاروں سے لے کر بحر اوقیانوس کے ساحل تک اور پامیر کی برف پوش چوٹیوں تک نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھ کر دین اسلام کی تبلیغ، ترویج اور تنفیذ میں مصروف عمل تھے اور خالصتاً اللہ کی رضاجوئی کے حصول کے لیے دیوانہ وار کام کر رہے تھے اور مصائب وآلام کو جھیل کر دین متین کو ہم تک پہنچانے کی پوری کوشش کر رہے تھے۔

خدائے لم یزل نے ان کے دلوں کے ”کھرے پن“ کی خبر ان الفاظ میں دی أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ان کے دل کو بغض، عناد، تعصب، حسد اور جو بھی کوئی رذیلہ امراض ہو سکتے تھے، سب سے پاک کر دیا۔

تزکیہ قلوب کے مراحل سے گزرے تو نطق نبوت نے ان کو معیار حجت قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ اے دنیا بھر کے انسانو! اگر تم فلاح اور کامیابی چاہتے ہو، خیر اور بھلائی چاہتے ہو، سیدھی راہ کے متلاشی ہو اور جنت حاصل کرنا چاہتے ہو تو پھر تم کو وہ راستہ اختیار کرنا ہو گا جو میرا راستہ ہے اور میرے صحابہ کا راستہ ہے۔ ما انا علیہ واصحابی ان درویش منش انسانوں کے راہ پر چل کر ہی تم فلاح کو پہنچ سکتے ہو۔ آج افتراق کے ہر طرف در کھلے ہیں۔ اس کی سب سے بڑی وجہ انہی (صحابہ) کے راستے کو چھوڑنا اور عقل نارسا کو اپنا رہنما بنانا ہے۔

آج اگر صحابہ کے عقائد ونظریات کو دل وجان سے مان لیا جائے اور ان کے

فیصلوں کو بسر و چشم قبول کر لیا جائے ان کے فتوؤں پر عمل کرنا شروع کر دیا جائے تو مسلمان جہاں خود مستحکم ہونگے وہیں دوسروں کو بھی انصاف فراہم ہو گا اور انتشار بے سکونی بے چینی اور مسلسل پریشانیاں سب خود بخود ختم ہو جائیں گی اور اگر خاکم بدہن ان کے نافذ کردہ فیصلوں کو غیر شرعی کہا جاتا رہا اور ان کی مبارک سنتوں کو بدعت کا نام دیا جاتا رہا، نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ نام نہاد عامل بالحدیث ان کو فاسق گردانتے رہے اور بغض میں آکر ان کا تمغہ رضاء (رضی اللہ عنہ) محو کیا جاتا رہا اور ان کی خلافت راشدہ کو قہر خداوندی کہا جاتا رہا، ان کے ”اجماع“ کو محض اس لیے چھوڑ دیا گیا کہ ”ہمارے مذہب کے موافق نہیں اور ہم صرف کتاب اللہ اور حدیث کو مانتے ہیں۔ “

مساجد میں جھگڑے، شوروشغب بپا کیے جاتے رہے مثلاً: رفع یدین کے بغیر نماز باطل ہے، امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو نماز نہیں ہوگی، تراویح بیس نہیں آٹھ ہیں وغیرہ وغیرہ حالانکہ صحابہ کرام بھی بغیر رفع یدین کے نماز پڑھتے تھے، امام کے پیچھے قرأت نہیں کیا کرتے تھے تراویح بیس رکعات پڑھا کرتے تھے۔ تو پھر بتلائیے کہ ان (صحابہ) کی نمازوں کا کیا ہو گا؟ لہذا آج اُن کا دامن تھام لیا جائے، عقائد میں ملاوٹ کی جائے نہ ہی اعمال میں ملاوٹ۔ معاشرتی مسائل ہوں یا سماجی آج اگر اسی نہج پر امت کو کھڑا کر دیا جائے جس پر آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تھے تو ”فرقہ واریت“ اپنی موت آپ مر جائے۔

اس کے لیے ضروری ہو گا کہ صحابہ کرام کے علمی جانشینوں سے پیار محبت کا برتاؤ کیا جائے اور ان پر اعتماد کر کے ان کی تعلیمات کو اپنی زندگیوں میں لایا جائے اور ان کو برا کہنا چھوڑ دیا۔ ان کو ملامت نہ کیا جائے، عوام کے دلوں میں ان کی عظمت

بٹھائی جائے اور ان کے بارے کوئی ایسا کلمہ نہ کہا جائے جو ان کی شان کے خلاف ہو، کیونکہ وہ ہر لحاظ ہم سب بڑھ کر ہیں۔ فہم و فراست، تقویٰ وورع، اخلاص وللّٰہیت، استعداد اور قابلیت، علم و عمل، جذبہ طاعت الغرض جتنے بھی فضائل و محاسن آج کے کسی مسلمان میں ہوسکتے ہیں وہ ان سب میں درجہ کمال کو پہنچے ہوئے تھے۔

آج اگر امت کو صحابہ اور صحابہ کے شاگردوں سے جوڑ دیا جائے تو موجودہ باہمی منافرت کا سیلاب تھم سکتا ہے اور زمانہ شاہد ہے کہ برصغیر پاک وہند میں اس وقت صحابہ اور شاگردان صحابہ کے سچے علمی اور عملی جانشین علماء اہل السنۃ والجماعۃ ہیں جن کو آج کے عرف میں ''علماء دیوبند'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

اس وقت اسلام دشمن لابی اس فکر میں سر جوڑے بیٹھی ہے کہ کسی نہ کسی طور پر ان کو ختم کر دیں ان کے خلاف میڈیا کو استعمال کیا جارہا ہے تاکہ یہ باور کیا جاسکے کہ یہ لوگ العیاذ باللہ فتنہ پرور ہیں اور آپس کا اتحاد واتفاق نہیں ہونے دیتے اور ان لوگوں پر طرح طرح کے عجیب وغریب الزامات لگائے جارہے ہیں اور بدقسمتی سے بعض اپنوں کی شکل میں سارا کام کرنا چاہتے ہیں لیکن خدا نے ان کے منصوبے ناکام بنائے اور آئندہ بھی محفوظ رکھے دعا ہے کہ اللہ تعالی اہل حق کے قافلہ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

اتحاد اور... ملا نمار اہزن

قافلہ حق جولائی، اگست، ستمبر 2010ء

’’جب تک ہم متحد تھے تب تک ہم غالب تھے جب اتحاد کا دامن چھوٹا افتراق وانتشار میں مسلمان مظلوم ومحکوم اور مجبور نظر آتا ہے۔‘‘ بات بالکل بجا ہے لیکن اس کا ذمہ دار کون ہے؟ یہ وہ اہم سوال ہے جس کا جواب ہم نے تلاش کرنا ہے۔ بعض سطحی سوچ کے حامل بے سمجھی میں اس کا ذمہ دار ’’ملا‘‘ کو ٹھہراتے ہیں۔ بعض کی رائے کوئی اور ہوتی ہے بعض کچھ کہتے ہیں اور بعض کچھ۔

لیکن! ذرا ٹھنڈے دل سے اس پر غور کیا جائے تو ہر ذی شعور اس نتیجے پر پہنچے گا کہ اس کا ذمہ دار ’’ملا‘‘ نہیں بلکہ ’’ملا نمار اہزن‘‘ ہے۔ یہ ملا نمار اہزن کون ہے؟ مختصر سن لیجئے!

امت مسلمہ کے کتنے متفقہ عقائد تھے جن کو ’’ملا نمار اہزن‘‘ نے عقل کی کسوٹی پر پرکھ کر مختلف فیہ بنا دیا۔ کتنے نظریات ایسے تھے جن پر امت مرحومہ عمل پیرا تھی لیکن ’’ملا نمار اہزن‘‘ نے ان کا انکار کر دیا۔ بہت سے ایسے مسائل بھی ہیں جو ہمیں فرامین رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوتے ہیں اور امت سوا چودہ سو برس سے اس پر عمل کر رہی ہے لیکن ’’ملا نمار اہزن‘‘ نے ان کو بھی یکسر نظر انداز کر دیا۔

’’یہ ملا نمار اہزن‘‘ کئی بھیس بدل کر ایمان وعقائد پر ڈاکہ ڈال رہا ہے۔ مثلاً ساری امت کا متفقہ عقیدہ اور نظریہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہمارے لیے شفیع (شفاعت کرنے والا) ہیں ہم اپنی محبتیں اسی ذات سے استوار رکھتے

ہیں، اپنے دکھوں کا مداوا اسی کو جانتے ہیں اسی کا وسیلہ دے کر اپنے سیئات کی معافی چاہتے ہیں، اسی کے روضے کی جالیوں کو چوم کر اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرتے ہیں اور قلبی سکون پاتے ہیں۔

لیکن !!! ”ملا نما راہزن“ نے ہمیں مایوسی کے دلدل میں دھکیلنے کے لیے یہ ”نیا شگوفہ“ نکالا کہ ”نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم ... جن پر ہم درود بھیجتے ہیں... اپنی قبر میں زندہ نہیں بلکہ یہ تو قبر ہے ہی نہیں۔“

اب آپ بتلائیں مسلمان مایوس ہوں گے یا نہیں؟؟ کیا فرق ہے کہ یہودی بھی اپنے نبی کی قبر کو بھول بھال گئے اور مسلمان کے لیے بھی اس کے نبی کی قبر خالی!!!

وہ جو دلوں کا سہارا ہیں بے کسوں اور محتاجوں کا ملجا و ماویٰ ہیں، اس ذات کے بارے میں ایسے بے سند، من گھڑت، جھوٹے قصے کہانیاں سنا کر مسلمانوں کو گمراہی کے کچوکے لگا رہے ہیں کہ فضول ہے ان پر سلام بھیجنا، فضول ہے ان کے روضہ پر جانا، فضول ہے ان سے شفاعت کی درخواست کرنا، فضول ہے ان کا وسیلہ دینا، فضول ہے ان کے شہر (مدینہ) کی طرف سفر کرنا... وغیرہ وغیرہ

آپ بتلائیں کیا یہ امت کا رہنما ہے یا راہزن؟؟؟ جس نے امت کا سب سے قیمتی اثاثہ ہتھیا لیا، اس کا سرمایا لوٹا۔ اب کیا اس سے اتحاد ہو سکتا ہے؟؟؟

شاید میرے بعض دوست اس موقع پر یہ کہہ دیں کہ ”نہیں! نہیں ہو سکتا۔“

لیکن! وسعت ظرفی یہ ہے کہ اس سے بھی اتحاد ہو سکتا ہے صرف ایک شرط کے ساتھ۔

وہ کیا؟

وہ یہ کہ وہ شخص اپنے عقل کے پیدا کردہ نظریات کو چھوڑ کر ’’اہل السنۃ والجماعۃ‘‘ کے متفقہ عقائد کو مان لے اور اس کے خلاف افتراق کی بھٹی میں نہ خود جلے اور نہ دوسرے سادہ لوح مسلمانوں کو اس میں دھکیلے۔ تب اس سے ہمارا اتحاد ہی اتحاد ہے اور اگر وہ مسلمانانِ عالم کے عقائد کے خلاف اپنے نئے تراشیدہ عقائد رکھتا ہے اور اعمال میں بھی ترمیم واضافہ کا قائل ہے، صحابہ کو معیار حق نہیں مانتا، فرامین رسول صلی اللہ علیہ وسلم و حجت تسلیم نہیں کرتا تو وہ خود ہم اہل السنۃ سے متحد ہونے کا خواہاں نہیں۔

حالانکہ ہماری پیشکش اب بھی موجود ہے لیکن شرط مذکور کے ساتھ اور اگر وہ شخص خود نہیں بدلتا اور اپنے غلط مسلک کو بھی نہیں چھوڑتا بلکہ اس آس اور امید میں ہے کہ ہم اپنا مسلک حق مسلک اہل السنۃ والجماعۃ محض اس شخص کو ملانے کے لیے بدلیں گے تو ع...

ایں خیال است و محال است و جنوں

یہ ہرگز نہیں ہوگا۔ کیونکہ غلط نظریات وہ نہ چھوڑے اور ہم صحیح نظریات کو بدل کر اس کے ہم نوا بن جائیں۔ تو ایسا ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا!

وقت کا تقاضا ہے کہ وطن عزیز پاکستان میں اور عالم اسلام میں ہر کلمہ گو ’’اہل السنۃ والجماعۃ‘‘ کے نظریات کا قائل اور عامل بن جائے تب فرقہ واریت جیسی لعنت ختم ہوگی پھر سے مومن کی وہی آن وہی بان اور وہی شان ہوگی اور جب تک کلمہ گو اس بات کا احساس اپنے اندر پیدا نہیں کرلے گا کہ وہ متفقہ عقائد میں سے کسی کا انکار

کر کے خود اتحاد واتفاق کا دشمن بن رہا ہے تب تک ''فرقہ واریت'' بچے جنتی رہے گی۔

خدارا! نفس کی انانیت بھلا کر'' اہل السنۃ والجماعۃ'' میں قولاً، فعلاً اور عملاً شریک ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ صحیح فہم عطا فرمائیں۔

اکابر علماء کے نمائندہ اجلاس میں اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کا موقف

بمقام جامعہ اشرفیہ، لاہور

جامعہ اشرفیہ لاہور میں تمام اکابر اور جماعتوں کے نمائندہ اجلاس میں بندہ کو اتحاد اہل السنت والجماعت کا ناظم اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے دعوت دی گئی۔ بندہ کے انتہائی اختصار کے ساتھ اکابر علماء کی خدمت میں درج ذیل نکات پیش کیے۔

1: حضرت شیخ الہند دیوبندیت کا متن ہیں جب کہ حضرت مدنی، تھانوی، کاشمیری رحمہم اللہ وغیرہ اس کی شرح ہیں۔ لہذا ان کے نظریات کے حاملین دیوبندی ہیں۔ نیز دیوبندی وہ ہیں باطل نظریات کے خلاف کام کریں چونکہ فتنوں کے خلاف کام کرنا ان اکابر کا مزاج تھا لہذا فتنوں کے خلاف کام کرنا ''دیوبندیت'' ہے نہ کہ فرقہ واریت۔

لہذا فتنوں کے تعاقب کے لیے اگر جمعیت ذمہ داری لے لے تو ہم اپنی اپنی جماعتیں ختم کرنے کو تیار ہیں۔ وگرنہ بصورت دیگر تمام جماعتوں کو قائم رکھتے ہوئے ان جماعتوں کے تین تین یا دو دو ارکان پر مشتمل ایک بورڈ بنا دیا جائے تاکہ تمام دیوبندی جماعتوں میں اتفاق واتحاد رہے۔

2: قومی وبین الاقوامی نئے پیش آمدہ مسائل کے لیے چند مفتیان کرام پر مشتمل فقہی بورڈ یا چند محققین پر مشتمل ایک ادارہ بنا دیا جائے جس کا نگران شیخ

الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کو بنادیا جائے۔ باقی تمام احباب ان کی تحقیق پر اعتماد فرمائیں۔

3: ملک میں نفاذِ اسلام کے لیے جمعیت علماء اسلام کو بنیاد بنا کر تحریک چلائی جائے جس کے لیے جمعیت کے قائدین کو بھی چاہیے کہ وہ دیگر مذہبی جماعتوں اور جامعات کو اعتماد میں لیں۔

4: ملک میں بڑھتے ہوئے امریکی اثرورسوخ کو ختم کرنے کے لیے سیاسی حکمت عملی اختیار کی جائے جس کی قیادت جمعیت علماء اسلام کرے اور باقی تمام مذہبی تنظیمیں اور جامعات ان کی تائید کریں اور حسب ضرورت ساتھ دیں۔

5: یہ میڈیا کا دور ہے لہذا الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کو ضرور اختیار کرنا چاہیے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

والسلام

محمد الیاس گھمن

احناف ٹرسٹ خوش آئند قدم

قافلہ حق اکتوبر، نومبر، دسمبر 2010ء

تاریخ بغداد میں لکھا ہے:

”بسا اوقات امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کسی انجان آدمی کے پاس سے گزرتے تو اس کے ساتھ بیٹھ جاتے۔ جب وہاں سے کھڑے ہوتے تو اس سے پوچھتے اگر وہ شخص فاقہ زدہ ہوتا تو اس کی معاونت کرتے اگر مریض ہوتا تو اس کی عیادت کرتے۔“

تاریخ بغداد ج13: ص316

امام صاحب رحمہ اللہ کی خدمت خلق، ہمدردی، ایثار، غم خواری اور رفاہ عامہ میں قابل قدر کاوشیں اور تعلیمات ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔ جب کبھی بھی انسانیت پر کوئی آزمائش، مصیبت یا آفات آئی، امام صاحبؒ اور ان کے متبعین نے ان لمحات میں مصیبت زدہ عوام کی خدمت کو اپنے لیے سعادت سمجھا ہے۔

حسن اتفاق سمجھئے کہ ”احناف ٹرسٹ“ کا آغاز 17 رمضان المبارک کو ہوا اور ”احناف میڈیا سروس“ کا آغاز بھی ایک سال قبل 17 رمضان المبارک ہی کو ہوا تھا۔ رمضان المبارک میں غریب اور مفلس لوگوں کی حالت کا اندازہ ہوتا ہے۔ کیونکہ جب آدمی خود خالی پیٹ ہوتا ہے تو ”خالی پیٹ“ والوں کا اندازہ بجا طور پر معلوم ہوتا ہے۔

خیر! وطن عزیز میں سیلاب کی تباہ کاریاں زوروں پر تھیں اور بندہ ادائیگی عمرہ کے لیے ”محبوب کل جہاں صلی اللہ علیہ وسلم“ کے شہر مبارک میں تھا۔ احناف

میڈیا سروس والے ذمہ داران ساتھیوں سے مسلسل میرا رابطہ تھا چنانچہ ان سے مشورہ میں یہ طے پایا کہ سیلاب زدہ علاقوں کی صورتحال کا جائزہ لے کر ان کی ہر ممکن امداد کی جائے۔ جن بہنوں اور بھائیوں ہماری ویب سائیٹس alittehaad.org اور ahnafmedia.com کو دیکھا ہے۔ وہ اس بات پر شاہد عدل ہیں۔

بیرون سفر واپسی پر ساتھیوں نے مجھ سے کہا کہ ”حضرت آپ نے گھر بعد میں جانا ہے پہلے سیلاب زدہ علاقوں میں خیمے، راشن، ادویات اور نقدی تقسیم کرنی ہے“ میں نے صورتحال کی آگاہی چاہی تو انہوں نے مجھے بتلایا کہ ”ہم تقریبا 18 لاکھ کی امداد تقسیم کر چکے ہیں۔“

بندہ پہلے کراچی سے ملتان اور پھر رات کو لیہ پہنچا جہاں احناف میڈیا سروس کے ذمہ داران عزیزم مولانا عابد جمشید اور مولانا محمد کلیم اللہ پہلے سے موجود تھے۔ رات کو مشاورت ہوئی اور صبح نماز سے پہلے ہم لیہ سے کوٹ سلطان کو چل دیے۔ وہاں بھائی اللہ نواز سرگانی، محترم عمر فاروق سرگانی کے مدرسہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ میں خیمے اور راشن وغیرہ کی تقسیم کی تقریب منعقد کی گئی تھی۔ اس سفر میں محترم بھائی سعید باجوہ صاحب بھی میرے ہمراہ تھے۔ امداد کی تقسیم کے بعد عزیزم مولانا عثمان زاہد صاحب نے مجھے علاقے کی صورتحال سے تفصیلاً آگاہ کیا۔

کوٹ سلطان سے سیدھا ہم نے لیہ آنا تھا۔ یہاں پر بھی متاثرین میں خیمہ جات، راشن اور نقدی تقسیم کرنی تھی۔ جامع مسجد فاروق اعظم میں یہ تقریب منعقد کی گئی تھی۔

میں یہاں ایک بات کو ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہم نے آخر کیوں

لوگوں کو اکھٹا کر کے ایک الگ جگہ پر امداد دی ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ علاقے کے لوگوں صورتحال یہ ہو چکی تھی کہ جو بھی مخیر حضرات جاتے ان کے ساتھ برا سلوک ہوتا بعض بیچارے مخیرین کو متاثرین نے مارا پیٹا بھی سہی جو کہ ایک مہذب اور تعلیم یافتہ قوم خصوصاً مسلم قوم کے لیے ہرگز زیبا نہیں۔

خیر! جامع مسجد فارق اعظم لیہ میں محترم جناب قاری صبغت اللہ، بھائی محبوب عالم، بھائی حافظ محمد مجتبیٰ ودیگر لوگوں نے حسن انتظام کی ایک مثال قائم کر رکھی تھی۔ مختصر سا خطاب کر کے خیمہ جات اور راشن وغیرہ تقسیم کیا اور پھر ہم لیہ سے چوک اعظم چل دیے، یہاں ایک اسلامی لائبریری شروع کی گئی ہے جس کا مقصد اہل علاقہ کی علمی ضروریات کو پورا کرنا ہے۔ لائبریری میں چند منٹ ہم رکے اور وہاں سے پھر سیدھا فتح پور جا پہنچے۔

فتح پور میں جامعہ اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند میں امدادی سامان کی تقسیم کا انتظام کیا گیا تھا۔ علاقے کی ہر دل عزیز شخصیت جناب قاری محمد ایوب، مولانا محمد افضل، بھائی عبید اللہ نے پہلے سے ٹوکن وغیرہ جاری کر رکھے تھے۔ یہاں پر کروڑ لعل عیسن، بستی قاضی، بستی شینہ والا اور مضافات سے متاثرین آئے ہوئے تھے۔

میں خصوصاً ان کم سن طالب علم بھائیوں کا جنہوں نے امدادی سامان کی پیکنگ بڑی جانفشانی سے کی، جہاں شکر گزار ہوں وہاں ان کے لیے دعا گو بھی ہوں کہ اللہ ان سب کو اخلاص کے ساتھ اپنے دین کے لیے قبول فرمائے۔ باقی سیلاب زدہ علاقوں میں سے راجن پور، جام پور، کوٹ ادو، دائرہ دین پناہ، تونسہ، ڈیرہ اسماعیل خان کے ساتھیوں سے نقدی تعاون کیا اور تھوڑا بہت سامان راجن پور کی طرف بھیجا۔

یہ سب کچھ احناف میڈیا سروس کی ٹیم نے ویڈیوز کی صورت میں محفوظ کر کے اپنی مذکورہ بالا ویب سائیٹس اور یوٹیوب پر اپ لوڈ کر دیا ہے۔ اللہ ان کی محنتوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ میں اپنی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں اور بھائیوں سے عرض کروں گا کہ آپ ہمارا کام دیکھیں اور اس کے بعد ہمارے ساتھ اس کار خیر میں دل کھول کر تعاون کریں۔

سیلاب زدہ علاقوں میں ''احناف میڈیا سروس'' کی ٹیم نے وہاں چند دن سیلاب بیتی کے نام سے ایک سلسلہ شروع کیا تھا اور ہر روز ہزاروں لوگوں تک اپنا پیغام بذریعہ ای میل پہنچاتے رہے۔ سیلاب بیتی اصل میں وہاں کے متاثرہ علاقوں کی کارگزاری ہے۔ آپ ان کو پڑھیں، اگر ان کی ویڈوز کو دیکھنا ہو تو ہماری مذکورہ ویب سائٹس اور یوٹیوب پر اس کو ملاحظہ فرمائیں۔

سیلاب بیتی نمبر 1:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: تمام حضرات کو اس بات سے مطلع کیا جاتا ہے کہ ''احناف ٹرسٹ'' اور ''حقانیہ ٹرسٹ''کی مشترکہ محنتوں سے متاثرین سیلاب زدگان کی امداد کا سلسلہ جاری وساری ہے۔ 250 خاندانوں کی مکمل کفالت اور ان کی دیکھ بھال کی ذمہ داری کارکنان احناف و حقانیہ ٹرسٹ کے رضاکار بڑی جانفشانی سے ادا کر رہے ہیں۔ اس وقت تک 4 ٹرک راشن اور 3 لاکھ روپے سے زائد مالیت کی ادویات بھیجی جا چکی ہیں جو وہاں پر متاثرین میں تقسیم کر دی گئی ہیں۔ ٹرسٹ کے زیر انتظام ایک ماہر تجربہ کار ڈاکٹر صاحب موجود ہیں جو متاثرین کے امراض کی تشخیص اور ان کے علاج معالجہ کی ڈیوٹی سر انجام دے رہے ہیں۔

احناف ٹرسٹ کے ذمہ داران آج متاثرہ علاقوں کا دورہ کریں گے اور آپ حضرات کو وہاں کی تازہ ترین صورتحال سے آگاہ کریں گے اور ایک سلسلہ بنام سیلاب بیتی کے نام سے شروع کیا جارہا ہے جس میں آپ وہاں کے متاثرین کے انٹرویوز اور ان کی دُکھ بھری کہانی سن سکیں گے۔

احناف ٹرسٹ کے ذمہ داران صبح 7 بجے یہاں سے روانہ ہو چکے ہیں اور اپنے ساتھ 85 واٹر پروف خیمے اور راشن کا ایک ٹرک لے کر جا رہے ہیں۔

سیلاب بیتی نمبر 2:

سیلاب سے متاثرہ علاقوں لیہ، فتح پور، کروڑ اور مضافات میں آج ہمارا پہلا دن ہے۔ یہاں کی صورتحال انتہائی خراب ہے، دریائے سندھ میں شدید طغیانی ہے، لوگوں کے پکے مکانات تک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں اور ان کے مال مویشی اور غلے کے محفوظ ذخائر وغیرہ بھی سیلاب کی نذر ہو چکے ہیں۔ بزرگ عالم دین مولانا محمد افضل صاحب علاقہ میں اپنے رفقاء کار کے ساتھ متاثرین کی مکمل معاونت کر رہے ہیں اور مکمل جانچ پڑتال کے بعد اصل مستحقین تک امدادی اشیاء پہنچا رہے ہیں۔ ہم علی الصبح ان شاء اللہ تعالی کچے کے علاقے شینہ والا، بستی قاضی، بستی لسکانی والا، بستی خیر شاہ، گرہ سواگہ، چک شہانی، بستی گنڈہ وغیرہ کا دورہ کریں گے اور وہاں کی تازہ ترین صورتحال سے آپ کو آگاہ کریں گے۔

علاقے میں انٹرنیٹ کی معقول سہولت میسر نہ ہونے کی وجہ سے آج کی ویڈیوز، انٹرویوز اور تصاویر کو ای میل کے ساتھ اٹیچ کرنا اور یوٹیوب پر اپ لوڈ کرنا ناممکن ہے۔ ہماری کوشش ہوگی کہ کل رات تک لیہ شہر پہنچ کر ویڈیوز، انٹرویوز اور

تصاویر کو اپ لوڈ کر کے آپ تک پہنچا سکیں۔

سیلاب بیتی نمبر 3:

آج صبح سات بجے ہم لوگ فتح پور سے کروڑ شہر اور بستی شینہ والا کی طرف نکلے۔ راستے میں جا بجا لوگوں کے اجڑے مکانات نظر آئے، کروڑ سے بستی شینہ والا تک جاتے ہوئے ہمیں یہاں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ لگ گیا حالانکہ یہ راستہ صرف 15 سے 20 منٹ کا ہے سڑک مکمل طور پر ٹوٹ چکی تھی اور لوگوں نے گہری جگہوں پر گزرنے کے لیے کھجور کے لمبے لمبے تنے ڈال رکھے تھے اور اپنی مدد آپ کے تحت وہاں سے اپنا سامان منتقل کر رہے تھے۔

گھر ٹوٹے ہوئے، چہرے پژمردہ، اداسی اور مایوسی کا عالم، کیا بچے کیا بوڑھے سب اپنے گھروں کے ملبے ہٹانے میں مصروف ہیں اور ان کی از سر نو تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن سادہ چاردیواری کی تعمیر میں بھی کم از کم ایک ماہ لگ جائے گا۔ اس وقت تمام متاثرین کا مطالبہ تھا کہ ہمیں فوری طور پر خیمے فراہم کئے جائیں تاکہ ہماری باپردہ خواتین اور معصوم بچے اپنا سر چھپا سکیں ہم نے کچے کے جن دور دراز علاقوں کا دورہ کیا وہاں کے لوگوں کا کہنا تھا کہ کسی بھی سرکاری یا غیر سرکاری رفاہی تنظیم نے ہمیں ایک مٹھی بھر راشن بھی فراہم نہیں کیا۔ راستے کی جو کیفیت تھی اور جن مشکلات میں ہم وہاں تک پہنچے ان کو دیکھتے ہوئے ان لوگوں کا یہ شکوہ سو فیصد سچ محسوس ہو رہا تھا۔

مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کی ہدایت پر بزرگ عالم دین مولانا محمد افضل صاحب اور ان کے رفقائے کار مختلف ٹولیوں کی شکل میں علاقے بھر کے دور دراز مقامات اور بستیوں میں جا کر متاثرین کا اندراج کر رہے تھے اور مکمل جانچ پڑتال کے

بعد ان تک امدادی سامان کی فراہمی کو ممکن بنا رہے تھے۔ چند ویڈیوز اور تصاویر ہم نے کیمرے کی آنکھ سے محفوظ کر لی ہیں جو عنقریب آپ تک پہنچا دی جائیں گی۔

ہم سب نے مل کر ان کے دکھوں کا مداوا کرنا ہے عید بالکل قریب ہے لوگ آپ کی امداد کے منتظر بلکہ شدت کے ساتھ منتظر ہیں۔ ہم نے باہمی مشورے سے یہ طے کیا ہے کہ جن مستحق گھرانوں کا اندراج کیا گیا ہے سامان خورونوش کا ایک عید پیکج ان گھرانوں تک پہنچایا جائے۔ ایک گھرانے کے لیے تقریباً سات سے دس دن تک کے عید پیکج کی مالیت تقریباً سولہ سو روپیہ ہے۔ جن مستحق گھرانوں کا مکمل جانچ پڑتال کے بعد اندراج کیا ہے ان کی تعداد پانچ سو سے زائد ہے اور ان میں اکثر وہ گھرانے ہیں جن کے پاس فی الحال سوائے مولانا محمد افضل اور احناف ٹرسٹ کے علاوہ دیگر کوئی سرکاری یا غیر سرکاری ادارہ نہیں پہنچا۔ آیئے! آگے بڑھیے اور ان متاثرین کی امداد کر کے اپنے اللہ کو راضی کیجیے۔ حالات بہت سنگین ہیں اور وقت بہت کم۔ جلدی کیجئے! کہیں دیر نہ ہو جائے۔

آج ہم دو گھنٹے سے زیادہ کا سفر موٹر سائیکل پر طے کر کے لیہ شہر پہنچے تا کہ آپ تک متاثرین کی ویڈیوز، انٹرویوز اور ان کے مکانات کی حالت زار کی تصاویر پہنچا سکیں۔ وائے حسرت یہاں بھی بجلی ندارد اور موبائل پر براؤزنگ کرتے ہوئے صرف ٹیکسٹ ہی لکھا جا سکتا ہے۔ ویڈیوز اور تصاویر اپ لوڈ یا اٹیچ نہیں کی جا سکتیں۔ انشاء اللہ ان علاقوں سے واپسی پر آپ تک یہ تمام ویڈیوز اور تصاویر پہنچا دی جائیں گی۔

سیلاب بیتی نمبر 4:

حسب معمول ہم لوگ صبح سویرے اپنے متاثرین بھائیوں کے دکھ درد میں

شریک ہونے کے لیے نکل کھڑے ہوئے راستہ میں ہم نے چار خاندانوں میں تقریبا75 ہزار نقدی تعاون بھی کیا۔ ان میں سے ایک بیوہ تھی، بیوہ کی صورت حال یہ تھی اس بیچاری کا کمانے والا کوئی نہیں تھا۔ چار جوان بیٹیاں ہیں جو باپردہ ہیں اور وہ بیچاری ضعیف العمر ہونے کی وجہ سے راشن اور سامان لینے کے لیے قطاروں کی مصیبت بالکل برداشت نہیں کر سکتی۔

اس کے علاوہ کوٹ سلطان کے علاقہ میں ایک شخص سے ملے جس کے بارے میں ہمیں معلوم ہوا اس کا جوان سالہ بیٹا اس سیلاب میں بہہ گیا ہے اور وہ خود دماغی توازن کھو بیٹھا ہے۔ اس وقت اس کا پورا خاندان بالکل بے آسرا اور بے یار و مددگار ہے۔

انہوں نے احناف ٹرسٹ سے بات کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ”ہمارے پاس بالکل کوئی امداد نہیں پہنچی ہم نے ایک سو روپے کا پلاسٹک شاپر خریدا ہے جو ہم سب گھر والے رات کو اوپر لے کر سوتے ہیں نہ ہمارا مکان ہی بچا اور نہ ہی ہمیں خیمے ملے۔“ ان کی ہچکیاں بندھ چکی تھی ہم نے ان سے حسب وسعت نقدی تعاون کیا اور ان کو خیمہ دینے کا وعدہ بھی کیا۔

مغرب کے قریب ایک شخص غلام عباس صاحب تشریف لائے۔ سیلاب کے دنوں میں انہوں نے اپنی چارپائی ایک درخت کے اوپر باندھ دی تھی، تین دن تین رات مسلسل اس چارپائی پر گزارے۔ ہم صبح ان شاء اللہ ان کے علاقے (بیٹ بلوچ خان) میں جا رہے ہیں ہماری کوشش ہوگی کہ ہم ان سے اسی چارپائی پر بیٹھا کر تفصیلی انٹرویو لیں اور اس کی ویڈیو بہت جلد آپ حضرات تک پہنچائیں گے۔ تاکہ آپ

کو اندازہ ہوسکے کہ متاثرین کن مشکل حالات سے دوچار ہیں۔ ”احناف ٹرسٹ“ اور ”حقانیہ ٹرسٹ“ کی مشترکہ کاوشوں سے امدادی سامان سے لدا ہوا ایک اور ٹرک ان شاء اللہ کل صبح اس علاقے میں پہنچے گا۔

اس وقت متاثرین کو خیموں کی شدید ضرورت ہے ایک خیمہ تقریباً 12 ہزار میں آرہا ہے۔ دن کو یہاں شدید گرمی ہوتی ہے اور رات کو شبنم بارش کی طرح گرتی ہے۔ لوگوں کے 80 فیصد مکانات تقریباً گر چکے ہیں۔ رمضان المبارک کی بابرکت ساعتوں میں اپنے مسلمان بھائیوں کے دکھ درد میں شریک ہو کر اپنی آخرت کے لیے زادِ راہ جمع کیجئے۔

سیلاب بیتی نمبر 5:

مدرسہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ کوٹ سلطان سے آٹھ افراد پر مشتمل ہمارا قافلہ کوٹ سلطان کے متاثرہ علاقوں موضع بلوچ خان، موضع بکھری احمد خان، موضع گاڈی، موضع زور، موضع بالو، موضع گجی، موضع نوراسی، موضع شاہ والا اور پتن شاہ والا کی طرف چل نکلا۔

راستے میں ہم نے لوگوں کے وہ خود ساختہ خیمے دیکھے جو انہوں نے دو چارپائیوں کو کھڑا کر کے اوپر کپڑا ڈال کر بنا رکھے تھے۔ کسی نے اپنے گھر کے سامان کو رکھ کر اوپر سے ایک پلاسٹک کا لفافہ ڈال رکھا تھا۔ ہم نے سوچا کہ چلو سیلاب کا اب خطرہ نہیں رہا لیکن اب بھی اگر تیز بارش شروع ہو جائے تو یہ ”خود ساختہ“ کمزور خیمے کہاں کام دیتے ہیں؟ اور یہ پھٹا پرانا پلاسٹک لفافہ کس کس چیز کو بچائے گا؟ یہ لوگ اللہ توکل بیٹھے ہیں۔

اس بات کا صحیح اندازہ ہمیں اس وقت ہوا جب ہم نے ایک معمر شخص کا انٹرویو لیا جب اس سے ہمارے ساتھی نے پوچھا کہ اتنا لمبا عرصہ ہو چکا ہے سیلاب آئے، کیا آپ تک کوئی امداد پہنچی؟ تو اس نے رندھی آواز اور ڈبڈباتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ آسمان کی طرف منہ کیا اور کہا ''ہمارا اللہ ابھی بھی ہے وہ اپنی مخلوق پر ظلم نہیں کرتا۔ ''ہم نے اس شخص کے توّکل اور صبر کا یہ عالم دیکھا تو حیرت میں ڈوب گئے۔

ایک کچے گھر کا ملبہ دور سے ہمیں گویا یوں کہہ رہا تھا کہ مجھے دیکھو میں بھی کسی کی بے بسی کی تصویر ہوں۔ جب احناف ٹرسٹ کی ٹیم وہاں پہنچی تو معلوم ہوا یہ پانچ یتیم بچوں کا گھر ہے جو سیلابی پانی سے مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ ہم نے بچوں کے سروں پر شفقت کا ہاتھ رکھا اور جتنا ہم ہو سکا ان سے نقدی تعاون کیا۔ رقم دیتے ہوئے ہمارا ضمیر ہمیں جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر کہہ رہا تھا: ''جو کچھ بھی ہے سب ان کو دے دو۔ ''لیکن باہمی مشاورت میں یہی طے پایا تھا کہ دیگر خاندانوں میں بھی تقسیم کرنا ہے اس لیے............

راستے میں ہم نے لوگوں کی اپنی مدد آپ کے تحت بنائی ہوئی کشتیاں بھی دیکھیں، لوہے کے خالی ڈرموں کو آپس میں باندھنے کے بعد ان پر ایک چارپائی ڈال کر کشتی بنائی گئی تھی۔ ایک اور ننھے ملاح کو ہم نے لوہے کے ایک بڑے کڑاہ پر اکیلے ہی سیلابی پانی کا سفر کرتے ہوا دیکھا۔ یہ وہ کڑاہ ہے جس میں گنے کے رس کو پکا کر گڑ بنایا جاتا ہے۔ ہم نے یہ منظر بھی کیمرے کی آنکھ میں محفوظ کر لیا۔ جب اس کو بلند آواز سے پکار کر کہا: ''تم کدھر جا رہے ہو؟'' تو اس بچے نے جواب دیا کہ میں اپنے ملیر (ماموں کے بیٹے) کو لینے جا رہا ہوں۔

ہم نے اس ننھے ملاح کی جرأت وہمت کو داد دی اور آگے روانہ ہو گئے۔

متاثرہ علاقوں کا دورہ کرتے ہوئے ہم لوگ ''پتن شاہ والا'' پہنچ گئے۔ ''پتن'' دریا کے اس کنارے کو کہتے جہاں سے کشتی کے ذریعے سفر کر کے دوسرے کنارے تک جایا جاسکے۔ ہم چاہتے تھے کہ دوسرے کنارے پر جائیں اور وہاں کے لوگوں کی صورت حال کا جائزہ لیں۔ لیکن دریا کے درمیان میں پہنچ کر پانی کی منہ زور موجوں نے کشتی کو مزید آگے جانے کی اجازت نہ دی۔ اس جگہ تقریباً دریا کا پاٹ پانچ سے چھ کلو میٹر چوڑا تھا۔ نہ چاہتے ہوئے بھی ہمیں واپس آنا پڑا۔

واپسی پر ہم بستی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ میں گئے وہاں مکمل طور پر شہید ایک مسجد اور مدرسہ کے ساتھ نقدی تعاون کیا۔ پس اسی دوران ہمیں فون پر اطلاع ملی کہ لاہور سے آنے والا امدادی سامان کا ٹرک جامع اہل السنۃ والجماعۃ فتح پور پہنچ چکا ہے۔

ہم کوٹ سلطان سے لیہ، لیہ سے چوک اعظم، چوک اعظم سے فتح پور پہنچے۔ امدادی سامان مدرسہ کے ایک بڑے ہال میں اتارا گیا جہاں امدادی سامان کی پیکنگ کی جائے گی اور اس کو متاثرہ لوگوں تک پہنچانے کا انتظام کیا جائے گا۔

باقی ایام میں احناف ٹرسٹ کے ساتھی کام کاج میں اتنے مصروف ہو چکے تھے کہ ان کے بقول ہمیں سیلاب بیتی لکھنے کا بھی وقت نہیں ملا۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو اخلاص کے ساتھ کام کرنے کی توفیق بخشے اور مصیبت زدہ بھائیوں اور بہنوں کی مشکلات ختم فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم

محمد الیاس گھمن

تحفظ ناموس رسالت ... تمام مکاتب فکر کا اتحاد

قافلہ حق، جنوری، فروری، مارچ 2011ء

ایک بار پھر تمام دینی جماعتیں تحفظِ ناموس رسالت کے لیے متحد ہو چکی ہیں۔ ناموس رسالت اس وقت اہل اسلام کے لیے سب سے اہم ایشو ہے۔ قانون توہین رسالت میں ترمیم کرنے کے لیے بعض ناعاقبت اندیش حکمران چند ٹکوں کے عوض اپنے ایمان کو داؤ پر لگا رہے ہیں اور شیریں رحمن صاحبہ، گورنر پنجاب سلمان تاثیر اور دیگر ان کے ہم نوا یہ چاہتے ہیں کہ توہین رسالت کے قانون میں ترمیم کر لی جائے۔ گورنر پنجاب نے یہاں تک اپنے خُبثِ باطن کا اظہار کیا ہے کہ ”یہ کالا قانون ہے۔“ العیاذ باللہ۔

کوئی روشن خیال اس جرم توہین رسالت کے مرتکب پر نافذ کردہ سزا کے بارے میں کہتا ہے کہ ”یہ ظلم ہے، اسلام محبت اور رواداری کا سبق دیتا ہے“ اور کوئی یوں ہذیان بکتے بکتے منہ سے جھاگ نکالتے ہوئے کہتا ہے ”یہ دقیانوسیت ہے، اسلام میں امن و آشتی اور باہمی الفت کا درس پنہاں ہے۔“ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام رواداری اور محبت کا علمبردار ہے۔ امن و آشتی اور باہمی الفت اس کی بنیادی تعلیمات میں شامل ہیں۔ لیکن قرآن کریم کی ترتیب کے مطابق رحماء بینھم بعد میں ہے۔ اشداء علی الکفار پہلے ہے۔

جب ظلم بڑھ رہا ہو، شرک والحاد کے بھوت منہ کھولے کھڑے ہوں، جب ڈکیتی، قتل و غارت، لوٹ کھسوٹ، دنگا فساد، رشوت ستانی، سود خوری، دین اسلام کا

مذاق، صحابہ کرام، اہل بیت و ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن کریم، اسلام کی مقتدر شخصیات پر تبرابازی اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی اور توہین اور معاشرتی اور اخلاقی جرائم عام ہونا شروع ہو جائیں تو اسلام کے حدود و قصاص کے قوانین کو عمل میں لانا بہت ضروری ہو جاتا ہے۔

جب اعداء اسلام ؛ دینِ اسلام کو مٹانے کے لیے کمربستہ ہو جائیں اور اسلام کے شعائر کا مذاق اڑانا شروع کر دیں۔ تو اسی امن و آشتی کے علمبردار اسلام کا حکم ہے فاضربوا فوق الاعناق ان کی گردنوں پر مارو۔ نہیں بلکہ واضربوا منھم کل بنان ان کے جوڑ جوڑ پر مارو۔ جب قتل و غارت گری شروع ہو تو ولکم فی القصاص حیوۃ کا زریں اصول بھی اسلام ہی کا ہے۔ جب شراب خوری معاشرے میں جنم پانے لگے تو حد شرب خمر کا حکم بھی اسلام دیتا ہے۔ جب چوری جیسی لعنت پھیلنے لگے تو ہاتھ کاٹنے کا حکم بھی یہی اسلام دیتا ہے۔ الغرض ہر جرم کے مطابق سزا کا قانون خود خالق لم یزل نے مرتب کر دیا ہے۔

پوری دنیا میں کوئی ملک ایسا نہیں جہاں جرائم کے سدباب کے لیے قوانین موجود نہ ہوں۔ ہر قوم میں اپنے مقتدر شخصیات کی عزت و عظمت اور احترام کے قوانین موجود ہیں اور جو کوئی بھی ان قوانین کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اسے سزا کا سامنا ضرور کرنا پڑتا ہے۔

اسلام بھی ایک سچا اور کھرا دین ہے۔ احترام آدمیت کا جتنا اسلام محافظ ہے اتنا کوئی اور مذہب نہیں ہے۔ اسلام ایک عام انسان کی بھی عزت و حرمت کا نگہبان ہے اور معاملہ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا آجائے تو پھر اسلام حکم دیتا ہے کہ

ان کے گستاخ اوران کے بارے میں یاوہ گوئیاں کرنے والا کعبۃ اللہ کے غلاف میں چھپا ہوا ملے تو بھی اسے قتل کرڈالو۔ قانون توہین رسالت تمام قوانین میں سب سے زیادہ چمکتا دمکتا قانون ہے۔والیٔ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اورناموس کامسئلہ توتمام مسائل میں سب سے اہم اور بنیادی مسئلہ ہے۔ اس پر کوئی مسلمان سمجھوتہ نہیں کر سکتا۔ مسلمان بے عمل ہوسکتاہے اوربد عمل بھی ہوسکتاہے لیکن عشق رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہر گز نہیں ہوسکتا۔ بلکہ میرا عقیدہ ہے کہ جو شخص محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہے وہ مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں۔

قانون توہین رسالت میں ترمیم کابل اسمبلی میں پیش ہوچکاہے انگریز کے حاشیہ بردار حکمران تمام اہل اسلام کے جذبات ایمانی سے کھیل کراس میں تبدیلی لاناچاہتے ہیں اور میرا قلم بھی اس کیفیت کولکھنے میں ہمت ہار جاتاہے کہ کیسے!!! آخر کیسے!!! یہ لوگ دشمن رسول کوخوش کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوناراض کرنے کایارا کرلیتے ہیں۔ کیاضمیر مردہ ہوچکے ہیں کیا اقتدار اور دولت کانشہ اس قدر مست کیے ہوئے ہے کہ ایمان بھی یاد نہیں؟

اللہ جزائے خیر دے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین واراکین کو جنھوں نے بر وقت معاملہ کی حساسیت کوبھانپتے ہوئے آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کانفرنس انعقاد عمل میں لایا۔ کانفرنس میں راقم کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ میں یہ بات کہنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتا کہ منتظمین نے ہر حوالے سے اس کانفرنس کوکامیاب بنانے میں جو خدمات سرانجام دی ہیں وہ یقینا لائق تحسین بھی ہیں اور قابل تقلید بھی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا عبدالمجید دامت برکاتہم نے اپناترجمان مولانا فضل الرحمن کو منتخب فرمایااور یقیناوہی اس کے اہل تھے۔ مولانا کی بصیرت افروز، نپی تلی اور جامع مانع گفتگو نے شرکائے کانفرنس کے حوصلوں کو پھر سے جوان کر دیا۔ محترم قاری محمد حنیف جالندھری صاحب نے نقابت کے فرائض بڑی ہی متانت سے سرانجام دیے۔

کانفرنس میں شریک تمام مکتبہ فکر کے قائدین نے ناموس رسالت کے لیے اتحاد کا اعلامیہ دیا۔ دینی، مذہبی، اسلامی، مسلکی اور سیاسی جماعتوں کایوں آپس میں کسی مسئلہ پر متحد ہوناہی اس مسئلہ کی اہمیت بتلانے کے لیے کافی ہے۔ میں ان تمام علمائے کرام کا جنہوں نے بڑی سنجیدگی سے اس معاملہ پر پالسیاں وضع کیں اور ایک لائحہ عمل طے کیا، دل سے شکر گزار ہوں کیونکہ ہمارا ماٹو یہ ہے کہ اسلام ہر چیز پر مقدم ہے عقائد و نظریات کے سامنے سیاست کو ایک بار نہیں لاکھ بار قربان کیاجاسکتاہے۔

یہاں یہ بتانا ضروری سمجھتاہوں کہ بعض عیسائیت زدہ دماغ عام طور پر سوچتے ہیں کہ یہ دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث ہیں۔ یہ آپس میں ہی لڑیں گے اور ہماری جان چھوٹی رہے گی۔

خبردار! اگر کسی نے یہ مفروضہ گھڑ کر اپنے ذہن پر سوار کر رکھاہے تو وہ اپنی اس غلط فہمی کو دور کرلے۔ عیسائیت کے مقابلے میں ہم ایک گھر میں بیٹھے ہوئے افراد ہیں۔ ہم تم سے لڑیں گے پھر گھر بیٹھ کر آپس میں دلائل کے ساتھ تصفیہ کرلیں گے۔ اور اللہ اللہ خیر سلا۔ ہم ناموس رسالت کے لیے ایک ہو چکے ہیں۔ ہم ختم نبوت کے لیے بھی ایک ہو چکے ہیں، بلکہ میری اس بات سے اہل انصاف اتفاق کریں گے کہ دیگر

اجماعی مسائل وعقائد میں بھی ہمیں ایک ہونا چاہیے۔

حالات یہ کہتے ہیں عجب وقت پڑا ہے ......ہر شخص خدا ہے
اس شہر خرابات کے احکام نئے ہیں......پیغام نئے ہیں
صیاد پرانے مگر دام نئے ہیں.........الزام نئے ہیں
بے حال کیا معرکہ روح و بدن نے......احوال چمن نے
چرکے بھی لگائے ہیں عزیزانِ وطن نے...یارانِ کہن نے
اے اہل قلم ! میں تو قلم توڑ رہا ہوں ...... سر پھوڑ رہا ہوں
رہوار خطابت کی عناں چھوڑ رہا ہوں......رخ موڑ رہا ہوں
اے خاصہ خاصانِ رسل وقت دعا ہے
امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے

والسلام

محمد الیاس گھمن

لاہور میں کل جماعتی ناموس رسالت کانفرنس

18 دسمبر 2011ء کو جمعیت علماء اسلام (س) گروپ کی طرف سے کل جماعتی کانفرنس کا لاہور میں انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس میں علماء، عمائدین علاقہ اور سیاسی طبقہ کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ کانفرنس کا ایجنڈا ایک عیسائی خاتون آسیہ بی بی کی طرف سے شان رسالت میں گستاخی اور اس پر عدالت کی طرف سے سزا اور پھر اس سزا کے فیصلے کو گورنر پنجاب سلمان تاثیر کی طرف سے غلط قرار دیے جانے پر ایک متفقہ لائحہ عمل طے کرنا تھا۔

اتحاد اہل السنۃ و الجماعۃ پاکستان کی نمائندگی کرتے ہوئے مولانا عبد الشکور حقانی نے محفل کو زینت بخشی۔ ان کے ہمراہ مولانا رضوان عزیز بھی تھے، مولانا عبد الرؤف فاروقی کا خصوصی شکریہ ادا کرتے ہوئے مولانا عبد الشکور حقانی دامت برکاتہم نے اپنی تجاویز یہ پیش کیں کہ:

1: ایسا قانون بنایا جائے کہ جس میں مقتدر شخصیات کی توہین کرنے والے کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

2: سلمان تاثیر نے عدالت کے فیصلے کے بارے میں کہا ہے کہ ”یہ صحیح نہیں“ اس طرح جہاں اس نے توہین رسالت کی مرتکب خاتون کی حوصلہ افزائی کی ہے وہیں اس نے توہین عدالت بھی کی ہے۔ کیونکہ اس سزا پر اگر کسی کو اعتراض ہے تو وہ اس کے بعد قانونی طور پر معاملہ کو ہائی کورٹ اور بعد میں سپریم کورٹ میں چیلنج کر سکتا ہے۔ لیکن گورنر نے صاف کہا کہ یہ فیصلہ غلط ہے۔ لہذا گورنر سلمان تاثیر کو بھی انصاف کے کٹہرے میں کھڑا کیا جائے تا کہ پتہ چل سکے کہ ہمارے ملک میں عدلیہ آزاد ہے۔

سالانہ اجتماع؛ ماضی، حال اور مستقبل

قافلہ حق، اپریل، مئی، جون 2011ء

الحمد للہ! اللہ تعالی کا لاکھ لاکھ فضل ہے کہ اہل حق کی نمائندہ جماعت ”اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ“ نے پورے ملک بلکہ بیرون ممالک میں مسلک کی اشاعت اور حفاظت میں ہر اول دستے کا کام دیا ہے۔ ملک پاکستان کے باسیوں کو اس کا شدت سے احساس ہو گا کہ ہماری دن رات کی محنت کو اللہ تعالی نے جس قبولیت سے نوازا ہے اس کی مثالیں تاریخ میں بہت کم ملتی ہیں۔

ہمارا ہر سال جماعت کا سالانہ اجتماع ہوتا ہے جس میں اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کے قائدین، اراکین، محبین اور متوسلین اور مرکز اہل السنۃ والجماعۃ میں ایک سالہ تخصص کرنے والے فضلائے کرام کے علاوہ ملک کے طول وعرض سے تشریف لانے والے حضرات کثرت سے شریک ہوتے ہیں۔ اس اجتماع میں بھی جماعت کے امیر محترم استاذ العلماء مولانا منیر احمد منور، جماعتی عہدے داران خصوصاً مولانا شفیق الرحمن صاحب، مولانا عبد الشکور حقانی صاحب، مولانا عبد اللہ عابد صاحب تشریف لائے۔

اجتماع میں شریک مہمانان گرامی کے سامنے لائحہ عمل، نصب العین اور پورے سال کی کارگزاری اور مستقبل کے عزائم سے آگاہی کے لیے مشورہ میں یہ طے پایا کہ ضرورت فقہ اور فقہاء پر امیر محترم بیان فرمائیں گے، مناظرہ مباحثہ کی ضرورت کے وقت کیا کیا جائے اس کی ذمہ داری محترم مولانا عبد اللہ عابد صاحب پر

تھی جبکہ جماعتی پالیسی جو کہ اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کے دستور میں طے شدہ ہے وہ مجھے حکم دیا گیا کہ میں اس کو بیان کروں۔ جبکہ مولانا عبد الشکور حقانی و دیگر علمائے کرام نے اپنے اپنے مقررہ عنوانات پر جامع مانع بیانات فرمائے۔ جماعتی پالیسی کے اعتبار سے جو کچھ میں نے اجتماع میں بیان کیا اسے اور جماعتی کارگزاری کو تحریری شکل میں پیش کر رہا ہوں۔

اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کی پالیسی:

1: اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ خالصۃً علمی و تحقیقی کام کرے گی۔

2: اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کسی بھی ملکی و بین الاقوامی مسئلہ پر احتجاج کا راستہ اختیار نہ کرے گی، البتہ اگر کسی اہم مسئلہ پر دیگر سیاسی و مذہبی جماعتیں کوئی احتجاج کریں تو اس میں شرکت و عدم شرکت کا فیصلہ مرکزی شوریٰ اور ہنگامی طور پر مرکزی امیر، ناظم اعلیٰ کے مشورہ سے فیصلہ کرے گا۔

3: اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ حکومت مخالف یا موافق کسی بھی تحریک میں شرکت نہ کرے گی۔ اگر کبھی ضرورت پیش آئے تو اس کا فیصلہ مرکزی امیر، مرکزی شوریٰ کے مشورہ سے کرے گا۔ ہنگامی صورت میں مرکزی امیر، ناظم اعلیٰ کے مشورہ سے فیصلہ کر سکتا ہے۔

4: اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ، اہل السنۃ والجماعۃ (احناف علمائے دیوبند) کے عقائد و نظریات اور مسائل کی اشاعت اور بھرپور دفاع کرے گی۔

نوٹ: اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک مسلک دیوبند کی جماعت سے وہ جماعت مراد ہے جو رسالہ ''مسلک علماء دیوبند'' مصنفہ قاری محمد طیب قاسمی صاحب مہتمم

دارالعلوم دیوبند، اور ''المہند علی المفند'' مصنفہ مولانا خلیل احمد سہارنپوری ومصدقہ علماء دیوبند میں مذکورہ تمام عقائد سے مکمل متفق ہو۔

5: اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ مسلک دیوبند کی کسی جماعت کے ساتھ کسی بھی قسم کی محاذ آرائی سے اجتناب کرے گی۔

6: اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ تشدد کاراستہ قطعاً اختیار نہ کرے گی، سیاست اور عسکریت سے عملاً کنارہ کش رہے گی۔

7: اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کا مزاج داعیانہ، ناصحانہ اور واعظانہ ہو گا۔

8: اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کا کوئی پرچم نہ ہو گا۔

جماعتی کارگزاری:

انتہائی قابل صد احترام امیر محترم استاذ العلماء حضرت مولانا منیر احمد صاحب دیگر قابل صد احترام حضرات علمائے کرام اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کے کاز سے وابستہ محترم بزرگو اور نوجوان ساتھیو!

آپ حضرات دور دراز سے سفر کرکے اس مجلس میں تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی حاضری قبول فرمائے اور ہم سب کو اس عظیم کاز اور محنت کے لیے مرتے دم تک اپنی اپنی بساط کے مطابق کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

میں اس مختصر وقت میں گزشتہ چند سالوں کی جماعتی کارگزاری کے حوالے سے کچھ باتیں عرض کروں گا اور مستقبل میں ہمارے کیا عزائم ہیں؟ اس کا بھی تذکرہ کروں گا۔

الحمدللہ! پانچ سال کے مختصر عرصہ میں بزرگوں کی دعاؤں، محنت وفکر اور

اخلاص سے اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کے نام سے جو تنظیمی ڈھانچہ بنا تھا اب ایک شجرہ سایہ دار اور بار آور درخت بن کر ہمارے سامنے موجود ہے۔ بے سروسامانی، بغیر تعارف کے اکابرین اہل السنۃ والجماعۃ کی سرپرستی میں اس جماعت نے نہ صرف یہ کہ پاکستان میں بلکہ دیگر بیرون ممالک میں بھی اپنے وجود کا سکہ منوا لیا ہے۔ ہمارا دشمن جس بوکھلاہٹ، پریشانی اور تلملاہٹ کا شکار ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہمارے علمی وتحقیقی تیر نشانے پر لگ رہے ہیں۔ دشمن آئے روز پروپیگنڈے اور دیگر ہتھکنڈے استعمال کرکے اس کام کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔ لیکن الحمد للہ! یہ پہلے بھی ناکام رہے اور آئندہ بھی ناکام ہی رہیں گے۔ (ان شاء اللہ)

پانچ سال کا عرصہ کسی بھی جماعت اور تحریک کے لیے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی صلاحیت پیدا نہیں کرتا بلکہ اس عرصہ میں تو کسی کی انگلی پکڑ کر بھی چلنا مشکل ہوتا ہے۔ لیکن اس مختصر وقت میں ہمارا کام ہماری توقع سے بڑھ کر ہوا ہے اور اس کے نتائج واثرات پورے ملک میں نظر آرہے ہیں۔ چند قابل ذکر منصوبے جو کام کی ابتداء کے وقت ہمارے پیش نظر تھے میں ان کا تذکرہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں اس سے کام کی کارکردگی کے ساتھ ساتھ کام کرنے والوں کا حوصلہ وعزم بھی بڑھتا ہے اور مزید مستقبل میں کام کرنے کے حوالے سے سہولت فراہم ہوتی ہے۔

1: اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کے معرض وجود میں آنے کا مقصد علمی وتحقیقی کاوشوں کو امت کے سامنے لانا ہے۔ ہمارے مسلک اور اکابر علمائے دیوبند پر جو علمی اشکالات، شکوک وشبہات پھیلا کر لوگوں کو گمراہ کیا جارہا ہے اور شرک وبدعات کا شکار کیا جارہا ہے ان کا رد کرنا ہے۔ جب کسی فرقہ باطلہ سے گفتگو ہو مناظرہ یا مباحثہ ہوتا

تھا تو ایک الجھن یہ ہوتی تھی کہ اس گفتگو کے لیے کس شخص کو لایا جائے؟ قحط الرجال کا دور تھا، ان موضوعات پر تحقیقی گفتگو کرنے والے علماء بہت کم تھے تو اس قحط الرجال کو دور کرنے کے لیے جو بنیادی ٹھوس قدم اٹھایا گیا وہ علماء و فضلاء کے لیے ایک سال کا تخصص فی التحقیق والدعوۃ ہے جو بحمد اللہ یہاں مرکز اہل السنۃ والجماعۃ میں عرصہ پانچ سال سے چل رہا ہے، پانچ سالوں میں فضلا کی تعداد بالترتیب 15، 25، 35، 55 اور 70 ہے۔ والحمد للہ علی ذلک

ان میں سے بہت سے فضلاء مرکز کی تشکیل اور تقریبا تمام کے تمام مرکز سے رابطہ میں ہیں۔ گویا پانچ سال قبل جو افراد کی کمی تھی تو اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ نے دو سو کے قریب مناظرین پاکستان کو دے کر اس کمی دور کیا اور آئندہ ہمارا پروگرام ایک سو طلبہ کے تخصص کرانے کا ہے۔ ان شاء اللہ

2: دوسرا اہم کام جو اتحاد اہل السنۃ کی کاوشوں کا نتیجہ ہے وہ ہے لائبریریوں کا قیام۔ الحمد للہ! اس مختصر عرصہ میں جن شہروں میں ہماری لائبریریاں قائم ہوئی ہیں ان میں سر فہرست یہ مرکز کی عظیم الشان لائبریری ہے جہاں بنیادی ضروری کتب کا وسیع ذخیرہ موجود ہے۔ اسی طرح روالپنڈی، لاہور، گجرات، منڈی بہاؤالدین، فیصل آباد، اوکاڑہ، جہانیاں منڈی، کہروڑ پکا وغیرہ میں بھی جماعتی اساس پر لائبریریاں قائم ہوئی ہیں ان سے اہل علاقہ بھی استفادہ کر رہے ہیں اور ہماری مذہبی و مسلکی ضروریات کو بھی پورا کیا جا رہا ہے۔

3: فضلا جب یہاں سے تخصص پورا کر کے نکلتے ہیں تو ان کی صلاحیتوں سے استفادہ کرنے کے لیے جماعتی تشکیل کے مطابق انہیں مختلف علاقوں میں بھیجا جاتا ہے

جن میں راولپنڈی فیصل آباد، سندھ کے علاقے، اوکاڑہ، لاہور وغیرہ جیسے شہر شامل ہیں۔ فضلا اپنے متعلقہ علاقوں میں اٹھنے والے ہر فتنہ کی سرکوبی کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں، درس قرآن، درس حدیث، خطاب، وعظ ونصیحت اور مناظرہ ومباحثہ کے ذریعے لوگ ان کی خدمات سے استفادہ کر رہے ہیں۔ جماعت باقاعدہ ان کو وظائف دیتی ہے اور ان کی ضروریات کا خیال رکھتی ہے اور آئندہ بھی اس سلسلے کو آگے بڑھانے کے عزائم رکھتی ہے تاکہ بڑے بڑے شہروں میں عوام الناس کو علمی، مسلکی مسائل میں دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

4: پرنٹ میڈیا کے حوالے سے جن کاموں کی ضرورت تھی ان میں سرفہرست سہ ماہی مجلہ قافلہ حق ہے جو اتحاد کی طرف سے مسلسل شائع کیا جارہا ہے۔ علماء، طلبا کی علمی ضرورت کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ عوام الناس کے لیے بھی بہت مفید ہے۔ اس کی اندرون وبیرون ملک ترسیل ہورہی ہے۔ مزید یہ کہ سالانہ ایڈیشن جن میں پورے سال کے رسائل موجود ہوتے ہیں وہ بھی چھپ کر مارکیٹ میں آچکے ہیں۔ ہمارا ارادہ ہے کہ آئندہ جنوری سے یہ رسالہ ماہانہ ہوجائے ان شاء اللہ۔ مستورات کے لیے مسلکی حوالے سے رہنمائی کا بہت بڑا فقدان تھا، تو بنات اہلسنت کے نام سے ہمارا دوسرا رسالہ چھپ کر اس کمی کو پورا کر رہا ہے۔

5: فرق باطلہ مثلاً مماتیت نے اپنے عوام وطلبہ کے اذہان اپنے باطل نظریات کے مطابق ڈھالنے کے لیے چند چیزوں کا سہارا لیا ہے ان میں سے ایک دورہ تفسیر ہے۔ اس حوالے سے بہت کمی محسوس کی جارہی تھی کہ ایسے دورہ تفسیر کا قیام عمل میں لایا جائے جس میں نظریاتی ومسلکی حوالے سے صحیح رہنمائی موجود ہو، الحمدللہ اس کا

آغاز یہاں مرکز سے کیا گیا۔ حضرت امیر محترم (حضرت مولانا منیر احمد منور مدظلہ) خود تشریف لاتے ہیں اور ایک جم غفیر طلبہ کا اس دورہ تفسیر سے فیض یاب ہوتا ہے۔ اسی طرح جامعہ حقانیہ لاہور میں بھی یہ دورہ تفسیر کامیابی سے ہورہا ہے۔ اس سال سے روالپنڈی میں بھی دورہ شروع کرنے کا ارادہ ہے۔ جہاں دورہ تفسیر کا قیام ممکن نہ ہو وہاں آپ حضرات کم از کم پندرہ دن کا دورہ تحقیق المسائل قائم کرکے ہر فرقہ باطلہ کے متعلق عوام الناس کو آگاہ کریں۔

6: ہمارا ایک بہت مؤثر اقدام صراط مستقیم کورس کی ترتیب ہے۔ جس کا بنیادی مقصد اسکول، کالجز اور یونیورسٹی کے وہ طلبہ وطالبات جو پورا سال مدارس سے وابستہ نہیں رہ سکتے ان کی دینی رہنمائی کرنا ہے اور ان تک دین کی دعوت پہنچانا ہے۔ سکول وکالجز کی حد تک اس حوالے سے بہت کمی تھی جسے اتحاد اہل السنۃ نے پورا کیا چالیس اسباق پر مشتمل اس کورس میں روازنہ پانچ چیزیں ہیں: ایک آیت کریمہ، ایک حدیث، ایک عقیدہ، شرعی مسئلہ اور مسنون دعا۔ ہمارے کورس اور دیگر مروجہ کورسوں میں فرق یہ ہے کہ ہماری محنت کا مقصود اور Target عقائد و نظریات کی پختگی ہے۔

7: من جملہ ان کورسوں کے ایک اہم کورس ”تحقیق المسائل کورس“ ہے جس کا دورانیہ ہر انگریزی مہینے کی پہلی جمعرات ظہر سے لے کر ہفتہ کی ظہر تک ہے۔ اس کورس کا مقصد ان ملازمت پیشہ اور کاروباری حضرات کی رہنمائی کرنا ہے جن کا دل چاہتا ہے کہ عقائد و نظریات سیکھیں لیکن انہیں وقت نہیں ملتا۔

8: اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کی کارگزاری کے حوالے سے ایک اہم اقدام لٹریچر کی فراہمی ہے۔ مختلف مسلکی عنوانات پر کتابچے، رسالے، پمفلٹ اور خوبصورت

چارٹ عوام الناس کو مہیا کرنا جن سے انہیں اپنے عقائد و نظریات اور اعمال پر اطمینان قلبی ہو، اتحاد کا بڑا کارنامہ ہے۔ اسی طرح تقریری مواد آڈیو اور ویڈیو سی ڈیز کی صورت میں بھی عوام الناس تک پہنچایا جا رہا ہے۔

9: انٹرنیٹ کی دنیا میں ہماری ویب سائٹ اپنے مسلک کی نمائندہ ویب سائٹ ہے جس میں مختلف عنوانات مثلاً: بیانات، مناظرے، سیمینارز، متفرق ویڈیوز، آڈیوز، قافلہ حق کے شمارے، اور مسلکی کتب وغیرہ موجود ہیں۔

www.alittehaa.org کے نام سے یہ ویب سائٹ وزٹ کی جا سکتی ہے۔

مزید ''احناف میڈیا سروس'' کے نام سے ایک شعبہ قائم کیا ہے اس کا تفصیلی تعارف مذکورہ ویب سائٹ پر موجود ہے۔ ''احناف میڈیا سروس'' کی اپنی مستقلا ویب سائٹ تیار ہو رہی ہے ''www.ahnafmedia.com'' مارچ کے آخر تک تیار ہو کر لانچ ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ

11: اتحاد کے زیر اہتمام ایک قابل قدر کام ''احناف ٹرسٹ'' کا قیام بھی ہے جس کا بنیادی مقصد غریبوں، مستحقوں، بیواؤں اور یتیموں کی مدد کرنا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے مقاصد میں جو ساتھی دور دراز کے پسماندہ علاقوں میں مسلکی حوالے سے کام کر رہے ہیں ان کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا، لائبریریوں کا قیام اور آفات سماوی (سیلاب زلزلہ وغیرہ) کے مواقع پر اپنی خدمات پیش کرنا ہے۔ اس ٹرسٹ کے ذریعے اس سال سیلاب کے موقع پر بہت سے شہروں اور دیہاتوں میں 20 سے 22 لاکھ روپے کی امداد پہنچائی گئی ہے۔ الحمد للہ

11: مستقبل میں ہمارا ارادہ ٹی چینل کا ہے جو پوری دنیا میں مسلک دیوبند کا نمائندہ

چینل ہو گا، اس کے قیام کے لیے Paper Work ماہرین کی نگرانی میں مکمل کر لیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اس کے لیے وسائل مہیا فرمائیں گے تو عنقریب اس کا اجرا ہو گا۔

12: ہمارا ارادہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کے نام سے ایک انٹرنیشل کانفرنس بلائی جائے جس میں پوری دنیا سے مشائخ بلائے جائیں۔ جن میں شوافع، حنابلہ اور مالکیہ بھی شامل ہوں، اسلامی ممالک کے سفراء، سیاسی، مذہبی جماعتوں کے قائدین بھی مدعو ہوں تاکہ دنیا کو یہ بتایا جا سکے کہ حنفیت بہت بڑی طاقت ہے۔ اس کے لیے مجوزہ مقام انٹرنیشنل کنونشن سینٹر اسلام آباد ہے۔ جہاں بین الاقوامی سطح کے کنونشن ہوتے ہیں۔

جماعتی پالیسی کے تحت پہلے پانچ سال ہم چھوٹے لیول پر یہ پروگرام ترتیب دیں گے جن کی پہلی کڑی گزشتہ سال کا ''امام ابو حنیفہ سیمینار'' ہے۔ امسال بھی 19 جون کو فیصل مسجد کے نزدیک الدعوۃ اکیڈمی میں ''امام ابو حنیفہ سیمینار'' کا ارادہ ہے، جس میں وکلاء پروفیسرز، ڈاکٹرز اور سماجی شخصیات مدعو ہوں گے، چھٹے سال ان شاء اللہ ہم یہ پروگرام انٹرنیشنل کنونشن سینٹر میں کریں گے۔

اللہ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

امام اعظم ابوحنیفہ اور اعتراضات کا علمی جائزہ

قافلہ حق، جولائی، اگست، ستمبر 2011ء

آج کے دور میں مخالفین کی روحانی نسل پھر سے امام اعظم ابوحنیفہ کی شخصیت پر کیچڑ اچھالنے اور ان کی بے داغ زندگی کو (العیاذ باللہ) داغدار ثابت کرنے کے لیے چند شبہات کو ہوا دینے کا منفی پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے۔ ہم ان شاء اللہ انتہائی مثبت انداز میں امام صاحب کے مناقب بھی بیان کریں گے اور آپ کی ذات پر کیے جانے والے اعتراضات کا دفاع بھی اس سلسلے میں اتحاد اہل السنت والجماعت پنڈی کے زیر اہتمام مورخہ 19 جون کو اسلام آباد میں ایک عظیم الشان سیمینار کا انعقاد ہو رہا ہے۔

اس کے اغراض ومقاصد میں جامع بات یہی ہے کہ فقہ اور فقہاء کی اہمیت کو بیان کر کے معاشرے میں مروج اور موجود ایسے تمام رسوم ورواج کو بالکل جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے جن سے علمی فتنے اور عملی فسادات رونما ہو رہے ہیں۔ ہم مثبت انداز میں سیاست اور عسکریت سے بالکل الگ تھلگ اپنی علمی کاوشوں میں شب وروز مصروف ہیں۔ ہاں! البتہ اگر دین کے نام پر علمی اور اعتقادی فتنے دین ہی کو نقصان دینے کا سوچیں گے تو ہم اپنے اکابر کے نقش قدم پر ان کا بھرپور علمی انداز سے جواب پہلے بھی دیتے تھے، اب بھی دے رہے ہیں اور آئندہ بھی دیتے رہیں گے۔ باقی رہا ضد اور تعصب ...سیدھی سی بات ہے ہمارے پاس اس لاعلاج مرض کی کوئی دوا نہیں۔

قارئین ذی وقار! حرماں نصیب لوگوں نے امام صاحب کی شخصیت پر ویسے تو کئی "لام کاف" کہے ہیں اور اتہامات لگائے اور پھیلائے ہیں لیکن ان میں چند ایک کو مخالفین

بہت مضبوط سمجھتے ہیں۔ ذیل میں اللہ کی توفیق سے ان شبہات کا جائزہ لیتے ہیں۔

خطیب بغدادی کی تاریخ کا حوالہ دیتے ہوئے امام عبد اللہ بن مبارک کے قول کو پیش کیا جاتا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

كان ابو حنيفة يتيماً فى الحديث

تاریخ بغداد، خطیب ج11 ص292

کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حدیث میں ”یتیم“ تھے۔ محمد یوسف جے پوری نے بھی اسی بات کو ”قیام اللیل“ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

حقیقۃ الفقہ 118

یتیمافی الحدیث کا کلمہ تنقیص اور جرح کے لیے نہیں بلکہ کلمہ مدح ہے کیونکہ محاورہ میں ”یتیم“ کے معنی یکتا، منفرد اور بے مثل کے بھی آتے ہیں۔ ملاحظہ ہو !!!

كل شئ مفرد يعنى نظيره فهو يتيم يقال درة يتيمة۔

الصحاح امام جوہری ج5 ص 342، مختار الصحاح امام رازی ج 1 ص745، المعجم الوسط ج2 ص 1063

ہر وہ اکیلی چیز جس کی مثال کمیاب ہو ”یتیم“ ہے جیسے کہا جاتا ہے درۃ یتیمۃ (نایاب موتی)

باقی امام عبد اللہ بن مبارک تو امام ابو حنیفہ کے ایسے مداح ہیں کہ ان کی زبان مبارک سے امام صاحب کے بارے میں ہمیشہ مدح اور منقبت ہی صادر ہوئی ہے۔ مثلاً وہ خود فرماتے ہیں کہ

افقه الناس ابو حنيفة ما رايت فى الفقه مثله

تہذیب التہذیب لابن حجر ج 6 ص 559، 560

لوگوں میں سب سے بڑے فقیہ ابوحنیفہ ہیں، میں نے فقہ میں ان کی مثل کسی کو نہیں دیکھا۔

یہی امام عبدا اللہ بن مبارک یہ بھی فرماتے ہیں کہ

لولا ان اللہ تعالیٰ اغاثنی بابی حنیفۃ وسفیان کنت کسائر الناس

تہذیب التہذیب لابن حجر ج6ص559، 560

اگر اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ اور امام سفیان کے ذریعہ میری مدد نہ کرتا تو میں عام لوگوں کی طرح ہوتا۔

امام ابوحنیفہ کی مزید مدح کرتے ہوئے امام عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں:

ان کان الاثر قد عرف واحتیج الی الرائ ؛ فرای مالک وسفیان وابی حنیفۃ وابوحنیفہ احسنھم وادقھم فطنۃ واغوصھم علی الفقہ وھوافقہ الثلاثۃ۔

تاریخ بغداد ج 11 ص 266

اگر اثر (حدیث) میں فقہ کی ضرورت پیش آئے تو اس میں امام مالک امام سفیان اور امام ابوحنیفہ کی رائے معتبر ہوگی۔ امام ابوحنیفہ ان سب میں عمدہ اور دقیق سمجھ کے مالک ہیں فقہ کی باریکیوں میں گہری نظر رکھنے والے اور تینوں میں بڑے فقیہ ہیں۔

بلکہ امام ابوحنیفہ پر ناز کرتے ہوئے عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ

ھاتوا فی العلماء مثل ابی حنیفۃ والا فدعونا ولا تعذبونا

مناقب موفق مکی ج2 ص 52

علماء میں امام ابو حنیفہ کی مثل لاؤ ورنہ ہمیں معاف رکھو اور کوفت نہ دو۔

ان کے علاوہ کئی اقوال امام صاحب کی منقبت وشان میں امام عبداللہ بن مبارک میں مختلف کتب میں پائے جاتے ہیں۔ لہذا یتیما فی الحدیث سے جرح سمجھنا امام ابو بکر خطیب بغدادی کی غلطی ہے جسے مؤلف ”حقیقۃ الفقہ“ نے محض عناد کی وجہ پیش کیا ہے۔

اس کے علاوہ حافظ ابوالحسن احمد بن ایبک ابن الدمیاطیؒ م749ھ کو قول نقل کر دیا جائے جو اس امر میں کافی ہے، فرماتے ہیں:

هذا بالمدح اشبه منه بالذم فان الناس قد قالوا درة يتيمة اذا كانت معدودة المثل وهذا اللفظ متداول للمدح لا نعلم احدا قال بخلاف۔ وقيل؛ يتيم دهره وفريد عصره وانما فهم الخطيب قصر عن ادراك مالا يجهله عوام الناس۔

المستفاد من ذيل تاريخ بغداد ج2ص93

یتیما فی الحدیث کا لفظ مدح کے زیادہ مشابہ ہے نہ کہ ذم کے کیونکہ عام طور پر جب کسی چیز کی مثالیں کم ملتی ہو تو لوگ ”درۃ یتیمۃ“ کا لفظ بولتے رہتے ہیں اور یہ لفظ عام طور پر رائج ہے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ کسی نے اس میں اختلاف کیا ہو جیسا کہ یتیم دھر اور فرید عصر وغیرہ الفاظ بولے جاتے ہیں خطیب بغدادی کی فہم اس بات کو سمجھنے سے قاصر رہی جس سے عوام بھی بے خبر نہیں۔

اس کے بعد قارئین ہم ایک مشہور اعتراض کی طرف آتے ہیں جو آج کل ہر ایرے غیرے کی تحریر اور تقریر میں سننے اور پڑھنے کو ملتا ہے کہ ”تاریخ ابن خلدون میں ہے:

فابو حنیفۃ یقال بلغت روایۃ الی سبعۃ عشر حدیثاً

حقیقۃ الفقہ ص118 ؛ محمد یوسف غیرمقلد و دیگر کتب غیر مقلد

امام ابوحنیفہ کی نسبت کہا گیا ہے کہ ان کو سترہ حدیثیں پہونچی ہیں۔“

اس کا جواب بہت واضح ہے کہ علامہ عبدالرحمن ابن خلدون م808ھ نے کسی مجہول شخص کا قول نقل کیا ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ خود لفظ ”یقال“ سے تعبیر کرنے میں اس کے ضعف اور باطل ہونے کی طرف اشارہ بھی کر دیا۔ بلکہ علامہ ابن خلدون نے اس کا یوں رد فرمایا ہے کہ

وقد تقول بعض المبغضین المتعسفین الی ان منھم من کان قلیل البضاعۃ فی الحدیث فلھذا قلت روایتہ ولا سبیل الی ھذا المعتقد فی کبار الائمۃ لان الشریعۃ انما توخذ من الکتاب والسنۃ۔

تاریخ ابن خلدون ج1 ص666

بغض سے بھرے اور تعصب میں ڈوبے لوگوں نے بعض ائمہ کرام پر یہ الزام لگایا ہے کہ ان کے پاس حدیث کا سرمایہ بہت کم تھا اسی وجہ سے ان کی روایتیں بہت کم ہیں۔ کبار ائمہ کی شان میں اس قسم کی بدگمانی رکھنے کی کوئی معقول وجہ نہیں کیونکہ شریعت قرآن وحدیث سے لی جاتی ہے۔

اس صراحت سے معلوم ہوا کہ سترہ حدیثیں روایت کرنے کا الزام وغیرہ محض متعصبین کا تعصب ہے، ائمہ حضرات کے دامن اس جیسے الزام سے پاک ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صحیح راویات واسانید سے مروی خبار وآثار بیان کر دیے جائیں جن سے امام صاحب کی حدیث میں وسعت اطلاع، وفور علم اور جلالت شان معلوم ہو۔ چنانچہ

1: امام ابوعبداللہ الصیمری اور امام موفق بن احمد مکی نے اپنی سند سے امام حسن بن صالح سے روایت کیا ہے: امام ابوحنیفہ ناسخ منسوخ احادیث کے پہچان میں بہت ماہر تھے۔ حدیث جب نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ کے اصحاب سے ثابت ہو تو اس پر عمل کرتے تھے اور اہل کوفہ (جو اس وقت حدیث کا مرکز تھا) کی احادیث کے عارف تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل کے حافظ تھے۔

اخبار ابی حنیفہ للصیمری ص 11، مناقب موفق مکی ج 1 ص98

2: امام موفق مکی سند صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ امام ابویوسف فرماتے ہیں: (امام ابو حنیفہ کے قول کی تقویت میں) کبھی مجھے دواحادیث ملتیں اور کبھی تین میں انہیں امام صاحب کے پاس لاتا تو آپ بعض کو قبول کرتے بعض کو نہیں اور فرماتے کہ یہ حدیث صحیح نہیں یا معروف نہیں، تو میں عرض کرتا حضرت آپ کو کیسے پتا چلا؟ تو فرماتے کہ میں اہل کوفہ کے علم کو جانتا ہوں۔

مناقب موفق مکی ج 2 ص151، مناقب کردری ج2 ص103

3: امام یحیٰی بن نصر بن حاجب فرماتے ہیں: میں امام ابوحنیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کا گھر کتابوں سے بھرا ہوا تھا میں نے عرض کی یہ کیا ہیں؟ فرمایا: یہ ساری احادیث ہیں، میں ان سے وہ بیان کرتا ہوں جس سے عوام کو نفع ہو۔

مناقب ابی حنیفہ للنیسا بوری بحوالہ مناقب کردری ج1 ص151 ، مسند ابی حنیفہ لابی نعیم بحوالہ الجواہر المنیفہ للزیدی ص 31 مناقب موفق مکی ج1 ص95

4: امام حافظ اسماعیل العجلونی الشافعی م1162ھ فرماتے ہیں: (ابوحنیفہ) فھو رضی اللہ عنہ حافظ حجۃ فقیہ۔

عقد الجوہر الثمین للعجلونی ص4

قارئین آپ اندازہ فرمائیں کہ اس قول میں امام صاحب کو حافظ اور حجت کہا گیا حافظ ایک لاکھ احادیث کی سند و متن اور احوال رواۃ کے جاننے والے کو کہتے ہیں اور حجۃ تین لاکھ حدیثوں کے حافظ کو کہتے ہیں۔

قواعد فی علوم الحدیث ؛عثمانی ص29

5: امام محمد بن سماع فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ نے اپنی تمام تصانیف میں ستر ہزار سے کچھ اوپر احادیث ذکر کی ہیں اوراپنی کتاب الآثار چالیس ہزار احادیث سے انتخاب کر کے لکھی ہے۔

مناقب کردری ج1 ص151 ، ذیل الجواہر المضیئہ ؛ملا علی القاری ج2 ص 474

امام اعظم پر قلت حدیث کا الزام غلط محض ہے آپ کثیر الحدیث تھے اور اصطلاح محدثین میں حافظ وحجت تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ۔ ہم ان شاء اللہ امام اعظم کی تعلیمات کو اپنائیں گے بھی اور اس کے خلاف ہونے والے بے جا گھناؤنے پروپیگنڈے کا علمی سد باب بھی کریں گے اور ہم اس کے لیے پر عزم ہیں کہ وطن عزیز میں فقہ حنفی کو نافذ کیا جائے اگر ہمیں اس کے لیے اپنی جان جوکھوں میں ڈالنی پڑی تو ہم اس کو اپنے لیے سعادت سمجھیں گے۔ اللہ تعالی ہم سب کو اپنی پناہ میں رکھے اور روز قیامت اپنے امام ابو حنیفہ کی معیت اور صحابہ کرام کی پیروی میں بہشت کے ان اعلی درجات میں جگہ عطا فرمائے جہاں ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی کا شرف نصیب ہو... آمین والسلام

محمد الیاس گھمن

سوئے حرم

قافلہ حق، اکتوبر، نومبر، دسمبر 2011ء

خالقِ کائنات نے انسان پر جو عبادات لازم فرمائی ہیں ان میں سے ''حج'' ایک پر لطف عبادت ہے۔ یہاں عابد اپنے معبود کے اس گھر کی طرف رختِ سفر باندھتا ہے جس کے لئے خود محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رخت سفر باندھا ہے۔ جیسے محب اپنے محبوب کے اشارے پر دیوانہ وار احکام کی بجاآوری کیلئے اپنے آرام وسکون کو قربان کر دیتا ہے یہی حال اس بیت اللہ کے زائر کا ہوتا ہے۔

دو چادریں پہن کر محبوب کی رضا کے حصول کیلئے بیت اللہ کی طرف رواں دواں ہوتا ہے، اپنے محبوب خالق ومالک کا نام لینا اس کا مشغلہ بن جاتا ہے، عاشقانہ انداز میں ''لبیک اللھم لبیک'' کی صدائیں بلند کرتا ہے، اٹھتے بیٹھتے نشیب وفراز غرض ہر مقام پر اس تلبیہ کی صدائیں لگا کر اپنے عشق ومحبت کا اظہار کرتا ہے، مسجد حرام میں پہنچ کر جب نگاہ کعبۃ اللہ کی عمارت پر ڈالتا ہے تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو چھلک پڑتے ہیں، تلبیہ ختم کرکے نگاہ اسی مرکزِ تجلیات پر مرکوز کرلیتا ہے، تلاش محبوب میں دیارِ محبوب کے چکر پر چکر لگانا اس کا کام بن جاتا ہے۔

کبھی حجر اسود کو بوسہ دے رہا ہوتا ہے تو کبھی صفا مروی کے درمیان حکمِ محبوب سے سعی کرتا دکھائی دیتا ہے۔ مزدلفہ ومنیٰ میں ارکان کی ادائیگی میں مشغول رہتا ہے۔ سرکشی اور نافرمانی پر ابھارنے والے شیطان کو کنکریاں مار کر اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ خالقِ کائنات کے احکامات کی تعمیل سے روکنے والے لعین کی سزا یہی ہے۔

میدان عرفات میں مناجات کا عالم وصالِ محبوب سے کچھ کم نہیں ہوتا۔ اپنی رازونیاز کی باتیں کرتا اور اپنے دلی احوال کو باری تعالیٰ کے سامنے پیش رکھتا ہے گویا زبانِ حال سے کہہ رہا ہوتا ہے:

مالی سوی قرعی لبابك حیلة
فلان رددت فای باب اقرع

ترجمہ: میرے پاس تیرے دروازے کو کھٹکھٹانے کے علاوہ کوئی اور حیلہ نہیں اگر اس در سے بھی لوٹادیا گیاتو کون سادروازہ ہے جس کو کھٹکھٹاؤں؟

اس سفر میں مدینہ طیبہ کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہوتا ہے، روضہ رسول علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی زیارت کی نیت سے سفر کر کے عشقِ رسول کا عجب اظہار ہوتا ہے۔ وہاں پہنچ کر درود وسلام کا تحفہ پیش کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شفاعت کی درخواست پیش کرنا اس کا محبوب ترین مشغلہ بن جاتا ہے۔ اپنے محبوب رسول جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کر کے بموجبِ حدیث شفاعت کا مستحق بن جاتا ہے۔

روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے والا شخص یہ بخوبی جان لیتا ہے کہ چند عاقبت نااندیش لوگ جو حیات الانبیاء علیہم الصلوٰۃوالسلام کے عقیدے کو کفروشرک سے تعبیر کرتے ہیں ان کے قول کی کیاوقعت ہے؟ اگر انبیاء علیہم السلام کو قبر میں حیاۃوسماع حاصل نہیں تو عرب وعجم کے مسلمان کیوں یہاں درودوسلام کا ہدیہ پیش کرتے ہیں؟ اگر سعودی حکومت والے بھی اسی باطل عقیدے کے قائل ہوتے کہ انبیاء علیہم السلام کو قبر میں حیاۃوسماع حاصل نہیں تو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

پر یہ اشعار نہ جانے کب کے ختم کر دیئے جاتے۔

یا خیر من دفنت بالقاع اعظمه
فطاب من طیبهن القاع والاکم
نفسی الفداء لقبر انت ساکنه
فیه العفاف وفیه الجود والکرم

ترجمہ: اے وہ بہترین ذات جو ٹیلے میں مدفون ہے جس کی پاکیزگی سے یہ ٹیلے اور صحرا بھی پاکیزہ ہو گئے، میری جان اس قبر پر فدا ہو جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم رہائش پذیر ہیں (اس لئے کہ) اس میں عفت، سخاوت اور کرم نوازی ہے۔

سعودی حکومت سے ریال در آمد کرنے والے کاش ان سے ان کا عقیدہ بھی لے لیتے۔ سعودی حکومت والوں کا اس بارے میں جو نظریہ ہے ان کے علماء وفقہاء کی ان تصریحات سے معلوم ہو جاتا ہے:

1 : امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب مسند احمد بن حنبل میں یہ حدیث مبارک ذکر فرمائی ہے۔

عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مررت لیلة اسری به علی موسیٰ فرأیته قائماً یصلی فی قبره۔

مسند احمد بن حنبل ، رقم الحدیث 12231

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معراج کی رات میرا گزر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ہوا، میں نے دیکھا کہ آپ علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔

2: علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

ولكن كان الداخل يسلم على النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقوله ما من احد يسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتیٰ ارد عليه السلام، وهذا السلام مشروع لمن كان يدخل الحجرة

فتاویٰ ابن تیمیۃ کتا ب الزیا رۃ ج:27:ص:145

ترجمہ: لیکن روضہ رسول میں داخل ہونے والا آپ کی ذات گرامی پر سلام بھیجے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے جو آدمی مجھ پر سلام کرے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو واپس لوٹاتے ہیں یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں اور یہ سلام کرنا اس آدمی کیلئے مشروع ہے جو حجرہ اقدس میں داخل ہو۔

3: علامہ ابن قیم الجوزیہ رقمطراز ہیں :

واذا كان هذا فی الشهداء كان الانبياء بذلك احق واولیٰ مع انه، قد صح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الارض لا تاكل اجساد الانبياء ...وقد اخبر بانه ما من مسلم يسلم عليه الا رد اللہ عليه روحه حتیٰ يرد عليه السلام الی غير ذلك

کتاب الروح لابن قیم، المسئلۃ الرابعہ ص:42

ترجمہ: جب یہ حیاۃ شہداء پائی جاتی ہے تو انبیاء علیہم السلام میں تو بدرجہ اولیٰ پائی جائے گی۔ مزید یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث ثابت ہے کہ زمین انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو نہیں کھاتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد بھی فرمایا ہے کہ کوئی بھی مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم (کی قبر) پر سلام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح لوٹا دیتے ہیں اور نبی علیہ السلام اس کا جواب دیتے ہیں

اس کے علاوہ بھی کئی احادیث اس بارے میں مروی ہیں۔

4۔ شیخ عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب فرماتے ہیں،

والذی نعتقد ان رتبة نبيناصلی الله عليه وسلم اعلی مراتب المخلوقين علی الاطلاق وانه صلی الله عليه وسلم حی فی قبره حيوٰة مستقرة ابلغ من حيوٰة الشهداء المنصوص عليها فی التنزيل اذهو افضل منهم بلا ريب وانه صلی الله عليه وسلم يسمع من يسلم عليه

اتحاف النبلاء ، ص: 415

ترجمہ: ہمارا اعتقاد یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ تمام مخلوقات سے علی الاطلاق اعلیٰ ہے اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں دائمی طور پر زندہ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حیات شہداء کی حیات سے جو قرآن پاک میں منصوص ہے بہت بالا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بلا ریب افضل ہیں۔ اور آپ روضہ ء اطہر میں سلام عرض کرنے والوں کے سلام کو خود سنتے ہیں۔

4: شیخ محمد بن عبد الوہاب وسیلہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کرنے کے جواز کے قائل ہیں۔

عقیدۃ الشیخ محمد بن عبدالوہاب السلفیہ ، ج:1، ص:325، تاریخ وہابیت ،ص:157

لہذا حرمین کے مبارک سفر میں جہاں انورات بیت اللہ سمیٹ کے آئیں وہال خناس کے وساوس سے بھی ضرور بچیں۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ ماضی، حال، مستقبل

قافلہ حق، جنوری، فروری، مارچ 2012ء

اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کے قیام کا بنیادی مقصد اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد ومسائل کی ترویج اور اس پر وارد ہونے والے اعتراضات کو زائل کرنا ہے۔ بحمد اللہ اپنے اس مقصد پر پورا اترتے ہوئے اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ اپنے پانچ سال مکمل کر کے چھٹے سال میں قدم رکھ رہی ہے۔ اس مختصر سے عرصہ میں کثیر مقاصد کا حصول اتحاد کی مقبولیت کی علامت، نیز اس کا بات کا بھی ثبوت ہے کہ یہ مسلسل ترقی کی جانب گامزن ہے۔

ماضی کے حوالے سے دیکھا جائے تو ہر باطل کے خلاف ہمارے اکابرین کا کام موجود ہے۔ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے لیکر مولانا محمد مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ اور ان سے لیکر حجۃ اللہ فی الارض امین الملۃ حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ تک تمام اکابرین نے اپنے اپنے دور میں باطل کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

انہی اکابرین کے نقش قدم پر اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ نے بھی یہ کام شروع کیا ہے۔ باطل مختلف طریقوں سے عوام الناس کو حراساں کر رہا تھا۔ تقریر و، لٹریچر، مناظرہ کا چیلنج غرض ہر انداز سے سادہ لوح سنی عوام پر حملہ کی کوشش کر رہا تھا۔ بحمد اللہ اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے باطل کی اس کوشش کو ناکام بنا دیا۔ تقریر کے حوالے سے اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ نے ان کے تقریری مواد کے زبردست جوابات دیئے۔ راقم کے بیانات بھی اسی نوعیت کی کڑی ہیں۔

سعودی عرب میں عرصہ دس سال سے معراج ربانی غیر مقلد نے علماء اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند کے عقائد و نظریات پر کفر وشرک کے فتویٰ لگا رکھے تھے۔ اس کی تلبیسات کا جواب دے کر اسے خاموش کرایا گیا۔ عالمی مبلغ حضرت مولانا محمد طارق جمیل دامت برکاتہم پر مشہور غیر مقلد توصیف الرحمن نے کئی نازیبا اعتراضات کئے تھے، اسکا بھی وافی وشافی جواب دے کر ان اعتراضات کو صاف کیا گیا۔

لٹریچر کے حوالے سے اتحاد کا کام قابل قدر ہے۔ مختلف موضوعات پر کتب، رسائل، پمفلٹ اور پوسٹرز کی صورت میں عوام کو اپنے دلائل سے روشناس کرایا گیا ہے۔ مختلف فرق باطلہ کی تاریخ، ان کے عقائد و نظریات اور ان کی تلبیسات کو تشت ازبام کر کے ان کی حقیقت کو واضح کیا ہے۔ ہمارا ارادہ ہے کہ ہر باطل کے خلاف اس قسم کا لٹریچر مہیا کیا جائے تاکہ عوام الناس ان کے فریب سے بچ سکیں۔

باطل سے گفتگو اور مناظرہ جات کے حوالے سے ”تخصص فی التحقیق والدعوۃ“ کا آغاز ایک بہترین پیش رفت ہے۔ تخصص کے اس چھٹے سال میں متخصصین کی تعداد 60 ہے جو جید اساتذہ کی زیر نگرانی اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد ومسائل پر مدلل تیاری میں مصروف ہیں۔ اس تخصص کا مقصد باصلاحیت اور صاحب ذوق مناظرین تیار کرنا ہے جو اس میدان میں مدلل اور تحقیقی گفتگو کر سکیں۔ انہی متخصصین میں سے منتخب فضلاء کو مختلف شعبہ جات مثلاً تصنیف و تالیف، تحریر و تقریر، مناظرہ وتدریس وغیرہ میں تشکیل دی جاتی ہے۔

مستقبل کے حوالے سے اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کے سامنے چند منصوبہ جات ہیں۔ ان میں سر فہرست متخصص طلباء کی تیاری ہے۔ ملک بھر سے ذی استعداد طلباء کی

آمد اور مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا میں علمی و عملی طور ان کی بہترین تربیت ہماری اول ترجیح ہے۔ باصلاحیت افراد ہی سے ہمیں مطلوبہ دینی مقاصد حاصل ہو سکتے ہیں۔ اس کے لئے تخصص میں ہر سال طلباء کی تعداد میں اضافہ نیک فال ہے۔

پرنٹ میڈیا کے حوالے سے لٹریچر کی فراہمی دوسری بڑی ترجیح ہے کہ مبسوط کتاب سے لیکر پمفلٹ تک مختلف صورتوں میں مواد فراہم کیا جائے تا کہ ہر طبقہ واستعداد کے لوگ مستفید ہوں۔ بحمد اللہ اس پر مستقل کام جاری ہے۔ حال ہی میں راقم کی تین کتب منظر عام پر آئی ہیں۔

لا مذہبوں کے اعتراضات رفع کرنے کے لئے مختلف عنوانات پر پوسٹر ترتیب دیے گئے ہیں جو اپنی افادیت کے لحاظ سے بہت مقبول ہوئے ہیں۔ آئندہ انہیں مختصر کتابچہ کی صورت میں شائع کرنے کا منصوبہ ہے تا کہ یہ اعلیٰ مواد ہر کسی کے ہاتھ میں ہو۔ زیر نظر مجلہ ''قافلہ حق'' کی مقبولیت کے بعد ''فقیہ'' کے نام سے ایک ماہنامہ مجلہ جنوری 2012ء سے شائع ہو رہا ہے۔ جس میں فقہ کی اہمیت، فقہاء پر اعتماد، دور حاضر میں سیاسی، مذہبی، معاشرتی اور تجارتی مسائل کا فقہ کی روشنی میں حل اور فقہ و فقہاء کی مخالفت پر مبنی تحریرات کا خوب علمی و تحقیقی جائزہ لیا جائے گا۔ اللہ کے فضل سے یہ مجلہ اپنے مثبت اور علمی پہلو کے پیش نظر نہایت مفید ثابت ہو گا۔

الیکٹرونک میڈیا کے حوالے سے ہمارا کام پوری دنیا میں اپنی اہمیت منوا چکا ہے۔ ڈیڑھ سال کے مختصر عرصہ میں الحمدللہ ہماری دو بہترین اور عمدہ ویب سائٹس

www.alittehaad.org اور www.ahnafmedia.com

ہمارے مسلک کی نمائندگی کر رہی ہیں۔ ان میں آڈیو و ویڈیو بیانات، مناظرے، سیمینارز، کتب سیکشن وغیرہ عوامی ضروریات کو پورا کر رہے ہیں۔ دنیا بھر سے آئے ہوئے سوالات کے تحقیقی جوابات کے لئے ہمارے میل اکاؤنٹس بھرپور انداز میں کام کر رہے ہیں۔ آئندہ ہمارا عزم لاہور میں ایک اسٹوڈیو کے قیام کا ہے۔

احناف میڈیا سروس کے دفتر کے ساتھ ہی ایک عظیم الشان اسٹوڈیو زیر تعمیر ہے، جس میں ریکارڈنگ کا مکمل انتظام موجود ہو گا تا کہ مختلف موضوعات پر مواد معیاری ریکارڈنگ کے ساتھ عوام کے پاس پہنچ سکے۔

ہماری یہ کوشش ہے کہ عقائد و مسائل کے حوالے سے امت مسلمہ کی بھرپور رہنمائی کی جائے تا کہ کسی موڑ پر بھی باطل انھیں گمراہ نہ کر سکے۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ حق کی مدد و نصرت فرمائے اور باطل کی تمام کوششوں کو ناکام فرمادے۔

آمین یارب العلمین

والسلام

محمد الیاس گھمن

اپنی ملت پہ قیاس اقوام مغرب سے نہ کر

قافلہ حق اپریل، مئی، جون 2012ء

اسے مرعوب ذہن کی پیداوار کہیے یا اغیار کی محبت کا ثمرہ، کہ آج کا مسلمان مغربی افکار اور نظریات سے اتنا مرعوب ہے کہ اسے ترقی کی ہر منزل مغرب کی پیروی میں ہی نظر آتی ہے۔ ہر وہ قول و عمل جو مغرب کے ہاں رائج ہو چکا ہے اس کی پیروی لازم سمجھتا ہے۔ جہاں یہ بات قابلِ تشویش ہے وہاں قابلِ اصلاح بھی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اعمال سے تو ہاتھ دھو ہی بیٹھا کہیں اسلام کو ہی سلام نہ کر بیٹھے۔

آہ! اقبال مرحوم کا وہ شعر وردِ زبان ہو جاتا ہے۔

اپنی ملت پہ قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

مسلمان اگر اسلام کی چھاپ اپنے اوپر لگا لے تو یہ باطل کے ہزار ہا رنگ سے بدرجہا بہتر ہے۔ یہی اصول قرآن کریم کے مطالعہ سے ملتا ہے:

صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً

البقرہ:138

ترجمہ:

[ہم نے قبول کر لیا] رنگ اللہ کا، اور کس کا رنگ بہتر ہے اللہ کے رنگ سے؟

"اپریل فول" دورِ حاضر کا وہ قبیح ترین عمل ہے جو مغربی ممالک میں رواج پذیر ہے۔ دیکھا دیکھی مسلمان بھی اس میں شریک ہو جاتے ہیں۔ نہ جانے کیوں انھیں

محسوس نہیں ہوتا کہ اس میں پائی جانے والی عقلی قبائح سے قطع نظر اخلاق بھی اس کی اجازت نہیں دیتا کہ خوش عنوانی کی آڑ میں دوسرے مسلمانوں کی عزت ومال سے کھیلا جائے۔

تاریخ سے تھوڑی سی بھی شدھ بدھ رکھنے والا انسان بخوبی جان لیتا ہے کہ اس تہوار کی بنیاد اسلام اور مسلم دشمنی پر رکھی گئی ہے۔ تاریخی طور پر یہ بات واضح ہے کہ اسپین پر جب عیسائیوں نے دوبارہ قبضہ کیا تو مسلمانوں کا بے تحاشا خون بہایا۔ آئے روز قتل وغارت کے بازار گرم کیے لیکن اتنی زیادہ تعداد میں قتل ان کے بس میں نہ تھا۔ بالآخر تھک ہار کر بادشاہ فرڈیننڈ نے عام اعلان کروایا کہ مسلمانوں کی جان یہاں محفوظ نہیں، ہم نے انہیں ایک اور اسلامی ملک میں بسانے کا فیصلہ کیا ہے۔ جو مسلمان وہاں جانا چاہیں ان کے لیے ایک بحری جہاز کا انتظام کیا گیا ہے جو انہیں اسلامی سرزمین پر چھوڑ آئے گا۔

حکومت کے اس اعلان سے مسلمانوں کی کثیر تعداد اسلامی ملک کے شوق میں جہاز پر سوار ہو گئی۔ جب جہاز سمندر کے عین درمیان میں پہنچا تو فرڈیننڈ کے فوجیوں نے بحری جہاز میں بذریعہ بارود سوراخ کر دیا اور خود بحفاظت وہاں سے بھاگ نکلے۔ دیکھتے ہی دیکھتے پورا جہاز غرقاب ہو گیا۔ عیسائی دنیا اس پر بہت خوش ہوئی اور فرڈیننڈ کو اس شرارت پر داد دی۔ یہ یکم اپریل کا دن تھا۔ آج یہ دن مغربی دنیا میں مسلمانوں کو ڈبونے کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ یہ ہے اپریل فول کی حقیقت!

ظاہر بات ہے کہ جس عمل کی بنیاد اسلام دشمنی پر ہو اس کے شر بلکہ اشر ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

اگر سنن ابی داوٗد کی اس حدیث:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

رقم:4033

کہ جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے۔

پر غور کریں تو جسم پر لرزہ طاری کیے بغیر نہیں رہ سکتے کہ جو لوگ اپریل فول مناتے ہیں اندیشہ ہے ان کا انجام بروز قیامت یہود و نصاری کے ساتھ ہو۔ جھوٹ کی غلاظت میں لت پت یہ دن کہیں ہمیں اس حدیث سے غافل نہ کر دے۔

آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

صحیح البخاری، رقم الحدیث:33

ترجمہ:

منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، وعدہ کرتا ہے تو خلاف ورزی کرتا ہے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے۔

اور یہ حدیث بھی کہ:

إِنَّ الصِّدْقَ بِرٌّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْكَذِبَ فُجُورٌ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ

صحیح مسلم، رقم الحدیث:2607

ترجمہ:

سچ بولنا نیکی ہے اور نیکی جنت لے جاتی ہے اور جھوٹ بولنا گناہ ہے اور گناہ [جہنم کی] آگ کی طرف لے جاتا ہے۔

اس دن مذاق کے عنوان سے دوسروں کو ڈرانے اور دھمکانے کا جو سلسلہ ہے اس کے نتائج 2 اپریل کے اخبارات سے بخوبی معلوم ہو جاتے ہیں کہ کتنے لوگ ہارٹ اٹیک کا شکار ہو گئے۔ کتنے لوگ جلد بازی کی بھینٹ سے چڑھ کر حادثات کی موت مر گئے اور کتنے لوگ ذہنی ڈپریشن میں پڑ کر جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

لہٰذا تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ اس قبیح فعل سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں اور حکومت وقت کو بھی اس پر پابندی لگانے میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ اللہ تعالی سمجھ عطا فرمائیں۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

رمضان المبارک کو قیمتی بنائیے!

قافلہ حق، جولائی، اگست، ستمبر 2012ء

رمضان المبارک نیکی کمانے کا سیزن ہے۔ اللہ رب العزت کی عنایات اور ظاہری وباطنی نعمتوں کی برسات جس طرح اس مہینہ میں ہوتی ہے دوسرے ماہ میں نہیں ہوتی۔ اس کی عظمت وبرکت بادل کی طرح چھا جاتی ہے، جس کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک مشیر ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ أَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيمٌ مُبَارَكٌ

صحیح ابن خزیمہ بحوالہ فضائل اعمال از شیخ الحدیث رحمہ اللہ ص472

ترجمہ: اے لوگو! تم پر ایک عظمت وبرکت والا مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے۔

دن کو روزہ رکھنا قربِ خداوندی کا بہترین ذریعہ ہے۔ روزہ ریاء و دکھلاوے سے پاک عبادت جب اس معبود کے لیے رکھا جاتا ہے جو رحیم وکریم ہے، تو اس کا بدلہ رحیم ذات اپنے شایانِ شان خود عنایت فرماتے ہیں: حدیث قدسی ہے:

اَلصَّوْمُ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِه

صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث1900

ترجمہ: روزہ میرے لیے ہے اور میں خود اس کی جزاء دوں گا۔

رات کی عبادات میں قیامِ رمضان یعنی ”تراویح“ رب تعالیٰ سے مناجات کا ذریعہ ہے۔ مساجد میں عشاء کی نماز کے بعد عجیب سماں ہوتا ہے۔ کلام اللہ کے شائقین پروانہ وار اس مقدس کلام کو سن رہے ہوتے ہیں جو محبوبِ رب صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔

20رکعت کا یہ قیام جہاں ثواب کے انبار لگا کر اس حدیث مبارکہ:

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

صحیح بخاری ج۱ص ۱۰

[جس نے ایمان اور ثواب کی نیت سے رمضان میں قیام کیا(تراویح ادا کی)تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔] کی رو سے گناہ کی آلائشوں سے پاک کر دیتا ہے، وہاں لمبے قیام کے پر لطف ماحول میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس دور کی یاد بھی تازہ ہو جاتی ہے جس طرف روایات میں ان الفاظ سے اشارہ ملتا ہے:

وَكَانُوا يَتَوَكَّئُونَ عَلَى عِصِيِّهِمْ فِي عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ شِدَّةِ الْقِيَامِ.

السنن الکبریٰ: رقم الحدیث 4801

ترجمہ: لوگ شدتِ قیام کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں لاٹھیوں کا سہارا لیتے تھے۔

اس پر کیف و سرور ماحول میں انسان کے ابتداءِ آفرینش کے دشمن ”شیطان“ کو پابندِ سلاسل کر دیا جاتا ہے، تاکہ وہ مؤمنین کی عبادات میں خلل نہ اندازی نہ کرے، تو انہی دنوں ”خناس“ اس کی کمی کو پورا کرنے کی کوشش میں ہمہ تن مصروف ہو جاتا ہے۔ شیطان کا ہدف تو یہ ہے کہ مؤمن اعمال صالحہ کا رخ ہی نہ کرے، لیکن خناس کی محنت اس سے بھی ”اعلیٰ“ ہے کہ مؤمن اعمال تو کرے لیکن اجر و ثواب سے محروم رہے۔

قرآن و سنت کے نور سے بے بہرہ، اسلاف کی راہ سے منحرف، ائمہ کرام رحمہم اللہ کی تقلید و اتباع پر شرک کے فتوے لگانے والا یہ ”خناس“ رمضان

المبارک میں اپنی محنت میں مصروف ہوتا ہے۔ مؤمن جب غروب آفتاب کا منتظر ہوتا ہے تاکہ روزہ افطار کرے تو خناس غروب سے قبل ہی افطار کرا دیتا ہے۔ قیامِ رمضان بیس رکعات ہے، لیکن سہل پسندی کی خاطر تخفیف کرکے آٹھ رکعات بنا دیتا ہے۔ یوں خناس کی اس ”تحقیق“ پر عمل پیرا انسان ”نہ تین میں نہ تیرہ میں“ جیسے اعمال کر کے ثواب سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

لہٰذا جہاں رمضان کی برکات وسعادات سمیٹنے کی کوشش کی جائے وہاں خناس کے وساوس سے بھی بچا جائے جو ”الَّذِیۡ یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ“ کا مصداق بن کر مسلمانوں کے دلوں میں وساوس ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

شمع بت خانہ مجھے ؟ ...

قافلہ حق، اکتوبر، نومبر، دسمبر 2012ء

27 ستمبر 2012 کی وہ شام کس قدر حسین تھی جب اس ذرۂ خاک کو رفعتِ افلاک سے ہمکنار ہونے کے لئے چن لیا گیا۔ اگرچہ قید وبند، پابندئ سلاسل یا زہر ہلاہل آسودہ حال زندگی کے لئے سوہانِ روح ہیں لیکن دشت جنوں کے آبلہ پاؤں کے لئے کسی نعت عظمٰی سے کم نہیں۔ یہی تو وہ مقامِ دلنواز ہے جس سے ابنائے عصر بے خبر ہیں کہ کسی کے لئے مرنا ہی تو زندگی ہے اور پھر مرنا بھی اس کے لئے جو سببِ زندگی ہے۔ ہفت اقلیم کی بادشاہتیں اس کی اک ادائے فقر پر قربان۔

دل و جان تو کچھ بھی نہیں دو جہاں بھی شہِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر کٹ مرتے تو حق ادا نہ ہوتا۔ روز روشن کی آزمائشیں کوئی نئی نہیں، جنوں کی منزل کے یہ ابتدائی مرحلے ہیں۔ ہم جیسے شوریدہ سر سوبار اس آتش و آہن کا کھیل کھیلے ہیں، زنجیروں کا زیور پہن کر عروسِ نو کی طرح اپنی زیبائش پر اترانا تو ہمیں وراثت میں ملا ہے۔

ہم نے چومی ہیں بہت دار ورسن کی چوٹیاں
سجدے امڈے ہیں جبیں میں باب زنداں دیکھ کر

کبھی اس کے یاروں رضی اللہ عنہم اجمعین کی ناموس میں پا بہ زنجیر ہوئے، کبھی اس کے کلمے کی بلندی کے لئے پسِ زنداں ہوئے تو کبھی حق گوئی کی پاداش میں پابندِ سخن ہوئے۔ اس دارورسن سے آنکھ مچولی تو تب سے شروع ہے جب مسوں نے

پھوٹ کر مرد آہن اور صنف نازک میں خطِ امتیاز نہ کھینچا تھا۔ اگرچہ آج تو خط امتیاز میں بھی چاندنی اتر آئی ہے، مگر ہم ہیں کہ اس شعر کے مصداق سے ہٹنے کو تیار نہیں:

وہ جہاں تھے وہیں کھڑے ہوں گے
جو کسی بات پر اڑے ہوں گے

راقم کو ہر دور میں مصلحت پسندی کا درس دینے والوں نے اپنی نصیحتوں میں کمی نہ کی لیکن میں مجبور ہوں کہ جب بات فخر موجودات سرور کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی آجاتی ہے تو پھر مجھے اپنا سر بال دوش محسوس ہوتا ہے اور خواجہ یثرب کی حرمت پر کٹ مرنے کو دل بے چین ہو جاتا ہے اور میری اسی دیوانگی نے دیوانوں کو جگا دیا۔

جب 27 ستمبر کو ختم نبوت کانفرنس میں تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی اہمیت بتانے اور ان راہزنوں کی حقیقت کو آشکار کرنے کے لئے بندہ نے کمر ہمت باندھی تو بہت سوں کے کمر بند ڈھیلے پڑ گئے۔ اور ناجائز پروپیگنڈہ کر کے شہر کی انتظامیہ کو مجھے پابند سلاسل کرنے پر مجبور کر دیا لیکن کب تک؟

آخر ختم نبوت کی خاطر گرفتاری ہو اور خدا کی رحمت جوش میں نہ آئے، آج خدا کی وہ رحمت اور محبت کا منظر میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں بندگان خدا کا ایک لشکر ہے جو اپنے جذبات کا اظہار کر رہا ہے۔ ختم نبوت کے لئے یہ چار دن کی گرفتاری نے مجھے جو عزت بخشی ہے تو ان کی عزت کا عالم کیا ہو گا جو ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کٹ گئے۔

باہر لوگ نعروں سے سینہ افلاک کو چاک کر رہے ہیں۔ اور میں گاڑی میں

بیٹھا جنگ یمامہ کا منظر دیکھ رہا ہوں جب 12 سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ناموس ختم نبوت پر کٹ رہے ہیں میری آنکھوں کے سامنے ان کے کٹے ہوئے جسم ہیں۔۔۔ یہ بوڑھی اماں کون ہے جو اپنے بیٹے کے سر سے سہرا اتار کر پیشانی چوم کر کچھ کہہ رہی ہے؟ ٹھہرو اے قافلہ والو! ذرا مجھے اس بوڑھی کی آواز تو سننے دو:

”بیٹا! آج تیرے سر پر شادی کا سہرہ میں نے دیکھ لیا ہے اب جاؤ اور دیکھو لوگ کس طرح ختم نبوت پر کٹ رہے ہیں، بیٹا اپنی جان دے دو آج محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم تیری طرف دیکھ رہے ہیں۔“

سعادت مند بیٹا آگے بڑھا اور گولیوں کا نشانہ بن کر جامِ شہادت نوش کر گیا۔ یہ میں کہاں سے کہاں آگیا؟ شاید جنگ یمامہ سے لاہور کے مال روڈ پر آگیا ہوں جہاں ایک ہی دن میں سینکڑوں جوان ناموس رسالت اور ختم نبوت کے لئے قربان ہوگئے۔ کاش میں بھی ختم نبوت کے تحفظ میں کام آجاؤں، کاش میرا خدا مجھے وہ کیل بنادے جو مرزائیت اور دنیائے الحاد کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہو۔

مجھے گرفتار کرنے والوں کے ذہن میں تھا کہ شاید اس سے دیوانے دب جائیں گے مگر کہاں، یہاں تو جوش جنوں اور بڑھا ہے:

خانہ زادِ زلف ہیں، زنجیر سے بھاگیں گے کیوں
ہیں گرفتارِ وفا، زنداں سے گھبرائیں گے کیا

کاش یہ بات ان ملعونوں کو بھی معلوم ہو جائے جو توہین رسالت کا ارتکاب کرتے ہیں کہ مسلمان تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر کٹنا کس قدر سعادت سمجھتے ہیں کہ میرے جیسا عام آدمی بھی اگر ناموس رسالت کے لئے چار دن پابند

سلاسل ہو جائے تو یہ اس کے استقبال کی تاریخ رقم کر دیتے ہیں تو جو پھانسی کے پھندوں پر جھول جانے والے ہیں، ان کا مقام و مرتبہ کیا ہو گا۔ میری گرفتاری پر نوجوانوں کا لشکر جن کی ظاہری وضع قطع تو صلحاء والی نہ تھی مگر اس ظاہری بے دینی کے لبادے میں وہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے معمور دل رکھتے تھے۔

یہ نوجوان آج سڑکوں پر دیوانہ وار نعرہ رسالت بلند کر رہے تھے، ایک دوست مجھ سے کہنے لگے یہ سب آپ کی قربانی کا نتیجہ ہے کہ ہزاروں جوان شبان ختم نبوت میں شامل ہو کر تحفظ ختم نبوت کا فریضہ سر انجام دینے کو تیار ہو کر نکلے ہیں اور آپ کے اس تھوڑی سی تکلیف اٹھانے سے مرزائیت کے دجل کا پردہ اٹھ گیا ہے۔ میرے دل سے اک ہوک سی اٹھی۔

میرے مٹنے سے جو بڑھ جائے حرم کی روشنی
آؤ گل کر دو سمجھ کر شمع بت خانہ مجھے

والسلام

محمد الیاس گھمن

ضرورت ’’فقیہ‘‘

ماہنامہ فقیہ، جنوری 2012ء

ذہنی عیاشی اور تحریر و تقریر کی بدکاری نے آج جو گل کھلا رکھے ہیں عقل سلیم اور طبع مستقیم رکھنے والے پر وہ مخفی نہیں۔ اظہار خیال کی اس آزادی نے ملک کی فضاء کو مسموم کر دیا ہے۔ روشن خیالی کی خیالی روشنی نے چار سو پھیل کر جس تاریکی کا اضافہ کیا ہے اس تاریکی نے علم و عمل کے بہت سے میناروں کو دھندلا دیا ہے۔

’’وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ آدَمَ‘‘ کا قرآنی اصول جسے اقوام عالم نے (Dignity of Man) کے نام پر تسلیم کیا ہے آج کے قلم فروش طبقہ کی نظروں سے اوجھل ہے۔ بربنائے جہالت کہیے یا برائے تعصب، اسلاف امت کی پگڑیاں اچھالنے کو تحقیق سمجھا جاتا ہے اور پھر اپنی اس خود ساختہ تحقیق کے خوشگوار کھلونوں سے جوانان ملت کو ذہنی طور پر اغوا کیا جاتا ہے۔

ایسے وقت میں جب حالات اس قدر دگرگوں ہوں تو اہل حق پر حق ہے کہ اس ظلمت کدہ میں نور حق سے ضیاپاشی کریں اور کند ذہنی و غباوت کو فقاہت سے آشنا کریں۔ اسی ذہنی پسماندگی کو درماندگی سے بچانے اور اسے علم و معرفت کی منزل سے ہمکنار کرنے کے لئے اہل حق کی طویل مشاورت اور اصحاب خیر کے اصرار سے ماہنامہ ’’فقیہ‘‘ کا اجرا کیا گیا ہے، جس کا پہلا شمارہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

جو اپنے ماضی سے واقف ہو وہی اپنے مستقبل کے لئے کوئی راہ عمل متعین کر سکتا ہے۔ حق قوم اپنے اسلاف کے کارنامے بھول جائے تو اس کا حال بے حال اور

مستقبل مشکوک ہوتا ہے۔ ”فقیہ“ ہمیں اپنے اسلاف کی درخشندہ تاریخ دکھائے گا کہ ہم اس مصفی آئینے میں اپنا چہرہ باطن سنوار لیں۔

جب انسان فوت ہو جائے تو اس پر تنقید آسان ہو جاتی ہے۔ فوت شدہ انسان اگرچہ محسن انسانیت ہو مگر انسانی فطرت اس کی تحریر و تقریر سے خبث نفس کی تسکین کے لئے عیب چننے میں دیر نہیں کرتی۔ بعد والے کسی کی عیب جوئی سے ضروری نہیں کہ گزر جانے والے اسلاف کو ہدف تنقید بنایا جائے۔ قطرہ پنہاں صدف میں گرتا ہے تو موتی بنتا ہے اور سانپ کے منہ میں گرتا ہے تو زہر بن جاتا ہے۔ ”فقیہ“ کو سانپ کے زہر سے غرض نہیں البتہ صدف میں پڑے موتی کا تعارف و تحفظ اس کا حق ہے۔

”فقیہ“ محض دفع الوقتی یا فارغ البالی کا حل نہیں بلکہ میدان علم و تحقیق میں ایک انقلاب برپا کرنے کا عزم رکھتا ہے، جس میں ماضی سے مضبوط رشتہ ہو گا، حال کی الجھی گتھیاں سلجھائی جائیں گی اور مستقبل کے لئے ایک ایسی دیرپا یاد تعمیر کی جائے گی جو رہروان حق کو تا صبح قیامت انشاء اللہ نشانِ منزل کا کام دے گی اور ہم بقول شورش اس عزم کے داعی ہیں کہ ”مختصر با مقصد زندگی بے مقصد طویل زندگی سے بہتر ہے۔

بلوط اور ببول کے درخت صدیوں زمین پر بوجھ بنے رہتے ہیں۔ ان کی طویل زندگی بے مقصد اور بے لطف ہوتی ہے۔ پھول کے لبوں پر ہر صبح تبسم سجتا ہے، تو شام کو اس کی پتیاں بکھر کر فناء کی گود میں سو چکی ہوتی ہیں۔ مگر ان مختصر لمحات کی زندگی میں پھول فطرت کو رعنائی، کائنات کو رنگینی، ویرانے کو رونق، عندلیب کو قرار، آنکھوں کو مسرت، دل کو فرحت، روح کو سرور اور وجدان کو کیف دے جاتا ہے۔

پس ”فقیہ“ وہ پھول ہے جو بعض نا عاقبت اندیشوں کے افکار کی سرانڈ کو

عظمت فقہ وفقہاء کے معطر تذکروں سے ختم کرے گا۔ خداوند قدوس سے ہماری دعا ہے کہ ہماری اس حقیر سی کوشش کو اپنی بارگاہ صمدیت میں شرف قبولیت بخشے۔ اگر ہمارا عمل اور ہماری ٹیم کی محنت اس کی بارگاہ میں قبول ہوگئی تو ہمیں اس بات سے کوئی غرض نہیں کہ دنیا ہمارے بارے میں کیا کہتی ہے اور اگر خدانخواستہ ہماری کوئی تحریر یا تقریر اس کے ہاں نامقبول ہے تو اے اللہ ہم اس سے اعلان برأت کرتے ہیں، اگرچہ ساری دنیا اس کی تعریف میں رطب اللسان ہو۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

سال نو کا آغاز

ماہنامہ فقیہ، فروری 2012ء

اسے حسن اتفاق کہیے یا حسن ترتیب کہیے سال نو کا آغاز اپنے ساتھ فقہاء کی عظمت کا نیک شگون لئے طلوع ہوا ہے۔ فقہاء کرام کی مساعی جمیلہ اگرچہ عرصہ دراز سے تاریخ کی زینت بن کر سرد خانے میں پڑی تھیں اور زمانہ تیز روی سے گرد اڑاتا ہوا جارہا تھا انسانیت جدید چکا چوند سے نشان منزل گم کر چکی تھی اگرچہ یہ بے رحم سرچ لائٹس جو ریسرچ کے نام پر اندھیرا پھیلانے میں مصروف ہیں ان کا مقصد سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قافلہ انسانیت صحراءزیست کے سرابوں میں یوں ہی بھٹکتا رہے۔

سو ہم نے یہ سوچا جب تک ان پرانے چراغوں کی محبت بھری لو سے راہ عمل متعین نہ کی جائے تب تک سوائے گمراہی بے راہ روی اور اسلاف سے بدگمانی کے اور کچھ حاصل نہ ہو گا لیکن اس "جب اور تب" کا درمیانی فاصلہ ختم کرنے کے لئے دوں ہمتی کو خیر آباد کہتے ہوئے میدان میں اترنا ہی تھا۔ سو الحمد للہ ہم نے اللہ عزوجل کے فضل و کرم سے اس میدان میں قدم رکھا اور دفاعی حالت سے نکل کر حالت اقدام میں آئے اور طرز کہن کو خیر آباد کہتے ہوئے جدیدیت سے متاثرہ طبقہ کو فقہاء کرام سے آشنا کرنے کے لئے سردست محدود وسائل کے ساتھ دو اہم کام کئے اور یہ دونوں کام الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا سے متعلق ہیں۔

جہاں تک بات الیکٹرونک میڈیا کی ہے تو اس کے ذریعے دعوت کا کام بحمد اللہ عرصہ سے جاری ہے اور اس سال کے آغاز ہی میں 8 جنوری 2011ء لاہور فور

سیزن ہوٹل میں "مقام فقہ "کے عنوان سے ایک سیمینار منعقد ہوا جس میں صرف ڈاکٹرز اور وکلا حضرات مدعو تھے۔ انہیں فقہ کی اہمیت سے روشناس کروایا گیا۔ ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب پی۔ ایچ۔ ڈی۔ لندن نے اور بندہ نے اس حوالہ سے کچھ تجاویز پیش کی۔ یہ بارش کا پہلا قطرہ تھا جو فقہ سے بے تعلق زمینوں کی پیاس کو بجھانے کے لئے کود پڑا ہے۔ ان شاء اللہ اس بابرکت موسلا دھار بارش سے بنجر زمینیں سیراب ہو کر سبزہ زار ہوں گی اور پیاسی روحیں اپنی تشنہ لبی کو شاد کرے گی۔

الیکٹرانک کے بعد دوسرا مرحلہ ایسے پرنٹ میڈیا کا تھا جو صرف فقہاء کی عظمت وخدمات کو اجاگر کرتا ہو۔ سو اس کے لئے "ماہنامہ فقیہ "کا اجراء کیا جاچکا ہے جس کا دوسرا شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ اس سال کے آغاز میں چولی دامن کا ساتھ لیے ہوئے دونوں کام جو خدمت دین کے لئے معروف ہیں، منصہ شہود پر جلوہ افروز ہوئے، خدا انہیں ہمیشہ تروتازہ رکھے۔

تحدیث بالنعمۃ:

اول یہ کہ ہم اللہ کی اس نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس عدیم الفرصتی کے دور میں پابندی وقت کو اپنا شعار بنایا ہے اور ہماری جماعت کی سرپرستی میں ہونے والا ہر پروگرام پابندی وقت کا ایک شاہکار ہوتا ہے۔ ہم پروگرام کا انعقاد کرکے دعوت بادیہ پیمائی دے کر محمل نظارہ آبلہ پائی نہیں کرتے بلکہ اول سے آخر اپنے تمام پروٹوکولز کو ترک کرکے خالص دعوتی طرز پر تمام انتظامات میں مصروف رہتے ہیں اور وقت سے شروع ہو کر مقررہ وقت پر ہی ہمارا پروگرام ختم ہوتا ہے۔ اس پابندی وقت پر میں اپنے رفقاء کو ڈھالنا، اچھالنا اور اجالنا نہیں چاہتا کیونکہ ہر شخصیت ذاتی خوبیوں سے

بنتی ہے الفاظ کے اسراف سے نہیں اور راقم اس بات پر خدا کا شکر گذار ہے کہ اس نے مجھے ایسے رفقاء عطاء فرمائے جو ان خوبیوں سے مزین ہیں۔

ہماری پالیسی:

چونکہ تحریکوں کے عروج وزوال پر نظر رکھنے والے کسی بھی شخص سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ نظریاتی تحریکیں جو عقائد کے تحفظ کے لئے بنائی جاتی ہیں ان میں سیاست کبھی بار آور نہیں ہوتی اور عسکری قوت سے اپنے نظریات دوسروں پر تھونپنے سے نظریاتی فصل کبھی شاداب نہیں ہوتی۔ اس لئے ہماری تحریک کی پالیسی ہی یہ ہے جس پر ہم سختی سے کاربند ہیں کہ عملاً سیاست اور عسکریت سے کنارہ کش ہو کر خالص علمی ماحول میں خدمت دین کے فریضے کو سرانجام دیا جائے تاکہ علمی تحریک تشدد کا شکار ہو کر اپنے خالص علمی اہداف سے نہ ہٹ جائے۔ اس لئے ہم نے اپنی پالیسی کو علی الاعلان واضح کیا ہے کہ ہم عملاً سیاست اور عسکریت سے کنارہ کش محض پرامن طریقہ سے علمی کام کرنے کے داعی ہیں۔

دشمن کی چال اور ہمارے سیدھے سادے بھائی:

دنیا کے قدیم مذاہب میں ایک مذہب عیسائیت ہے لیکن پیش آمدہ روزمرہ کے مسائل کو حل کرنے سے یہ مذہب عاجز ہے اس لیے کہ ان کا دین اجتہاد کی نعمت سے محروم ہے۔ ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں جس میں ہمیں تغیر پذیر انسانیت کے تقاضوں کو شریعت کے مطابق پورا کرنے کے لئے قرآن وسنت اجماع اور قیاس شرعی جیسے چار اصول عطاء فرمائے جن سے ہمارے فقہاء کرام نے ہمارے ہزاروں مسائل کا حل پیش کیا ہے۔ فجزاھم اللہ عن المسلمین احسن الجزاء۔

ہمارے کچھ بھائی عیسائیت سے متاثر ہو کر اجماع اور قیاس شرعی کا انکار کر بیٹھے اور تقریباً ایک صدی سے زائد عرصہ تک ان کی محنت اجماع اور قیاس کے انکار پر مبنی رہی، اب الحمد للہ ہماری اس مختصر سی مگر پر خلوص کاوش سے ان حضرات نے بھی اجماع اور قیاس شرعی کو ماننا شروع کر دیا ہے۔ بقول شاعر

لجھا گئے شرما گئے دامن چھڑا گئے
اے عشق تیرا شکریہ یہاں تک تو آ گئے

ہمارے ان فقہاء کرام کی یہ خدمات بلا شک وشبہ تاریخ اسلامی کا ایک زریں کارنامہ ہے مگر جیسے کہ مولانا حسرت موہانی نے فرمایا تھا کہ مسلمان قومی خدمات کی صرف سزا دے سکتے ہیں جزاء تو صرف اللہ کے پاس ہے۔ کاش ہماری قوم اپنے فقہاء کرام اور ان کی مساعی جمیلہ کی قدر کرنا سیکھتی۔

کرنے کا کام اور ہمارا المیہ:

ہماری قوم کا اخلاقی مذاق چونکہ معصیت زدہ ماحول کے باعث نیکی سے روز افزوں دور ہو رہا ہے اس لئے اگر نہاں خانہ دل میں چھپی ایمان کی روشنی اگر کسی نیکی پر اکساتی ہے تو معاشرے کی آزاد روی کسی تھری پیس سوٹ میں ملبوس مغرب زدہ مفکر کے آستانے پر اس نیک خواہش کو ذبح کر دیتی ہے اور روحانیت اور تعلیم دین کے پھول چننے کے خواہش مند ان ڈاکٹرز اسکالرز اور جدیدیوں کے پھیلائے کانٹوں سے اپنا دامن ایمان تار تار کر بیٹھتے ہیں۔ لیکن اس سے بڑا المیہ یہ ہے کہ اس رہزن کو پھر رہبر بھی سمجھتا ہے اور متاع ایمان ویقین لٹوا کر بھی اسے احساس زیاں نہیں ہوتا۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

اور ہمارا جرم صرف یہ ہے کہ ہم افکار اسلاف کو لباس اسلاف ہی میں بیان کرتے ہیں لوگوں کے داد و تحسین کے حصول کے لئے مسجد پر مندر کی پیوند کاری نہیں کرتے۔ ہمیں تو محبوب خدا کی ہر اداء اپنی جان سے محبوب ہے۔ کاش مغرب زدہ طبقہ بھی ان اغیار کی ایجنٹوں کو پہچاننے، اور اپنے گھر کے افراد کی قدر کرنا سیکھیں۔

غیروں سے مانگتے پھرتے ہیں مٹی کے چراغ
اور خود اپنے خورشید پہ سائے پھیلا دیے ہیں

کسی بھی شعبہ کی ترقی میں ظاہری اسباب کو ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ ہم نے جس بے سروسامانی کے عالم میں ہر علمی محاذ پر دفاع حق کا مقدس فرض سر انجام دینا شروع کیا ہے اور اب تک بے شمار مالی مشکلات کے باوجود بحمد اللہ ہم رواں دواں ہیں، بس یوں سمجھئے کہ فی الحال اتباع پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میں ابھی ہم مکی دور سے گذر رہے ہیں۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہمارے تمام شعبہ جات میں خصوصی فضل والا معاملہ فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم

والسلام

محمد الیاس گھمن

فرقہ واریت کا خاتمہ کیسے ممکن ہے؟

ماہنامہ فقیہ، مارچ 2012ء

اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے لیے دین اسلام پسند فرمایا اور اسے کامل و اکمل فرما کر امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کو عطاء فرمایا۔ دین اسلام ہی وہ واحد دین ہے جو قیامت تک باقی رہے گا۔ اور حدیث کی رو سے ایک جماعت اسے قیامت تک لے کر چلے گی۔ میری امت کا ایک گروہ اللہ تعالی کے حکم پر ہمیشہ قائم رہے گا جو کوئی ان کو ذلیل کرے گا یا ان کی مخالفت کرے گا تو وہ ان کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکے گا اور قیامت تک وہ اسی حالت [احکام الہی] پر ثابت قدم رہیں گے۔
صحیح البخاری حدیث نمبر 3641

دین میں بگاڑ دو وجوہ سے آتا ہے۔ ایک الحاد اور دوسرا بدعت سے۔ اگر ثابت شدہ مسائل کا انکار کیا جائے تو یہ "الحاد" ہے اور اگر دین میں غیر ثابت شدہ مسائل کو داخل کیا جائے تو یہ "بدعت" ہے۔ یہی الحاد و بدعت فرقہ بندی کا سبب بنتے ہیں جو امت کے شیرازہ کو بکھیر کر اسے کئی ٹکڑوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔

موجودہ دور میں ہم جن مسائل سے دوچار ہیں ان میں ایک مسئلہ یہی "فرقہ بندی" بھی ہے۔ ایک فرقہ دوسرے کے مخالف، ایک مسجد والوں کا پروپیگنڈا دوسری مسجد والوں کے خلاف اور ایک تنظیم کا دوسری تنظیم سے اختلاف۔ غرض مسلمان باہم دست و گریباں نظر آتے ہیں۔ اس کشمکش میں جہاں باطل حق کے خلاف زبان درازی کرتا ہے وہاں عوام الناس بھی عجیب الجھن کا شکار ہو جاتے ہیں کہ آخر حق بات کس کی ہے، باطل کس کی؟؟؟

یہ اختلاف اگر علمی دائرے میں ہو، دوسرے فریق کے جذبات اور عزّت نفس کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی رائے و موقف کا اظہار کیا جائے تو ایک حد تک درست لیکن اگر انا پرستی اور ذاتی رنجش کی بنا پر ہو تو یقیناً مذموم اور قابل مذمت ہے۔ اس اختلاف کا حل اگر ڈھونڈنا ہے تو ہمیں یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو ملحوظ خاطر رکھنا ہو گا۔

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ

سنن الترمذی رقم الحدیث 2676

ترجمہ:

میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو جو ہدایت یافتہ ہیں۔

قرآن و سنت کی وہ تشریحات جو صحابہ کرام خصوصاً حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں اختلاف کے ختم کرنے کا سبب بن سکتی ہیں۔

ہماری موجود حکومت نے فرقہ واریت کے خاتمہ کے لیے مختلف اقدامات کیے ہیں۔ اسی سلسلہ میں 2 فروری 2012ء بروز جمعرات شام آٹھ بجے جناب میاں شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب نے دیوبند کے مقتدر علماء کا اجلاس بلایا۔ جن میں حافظ فضل الرحیم جامعہ اشرفیہ لاہور، مولانا مجیب الرحمن انقلابی، حافظ اسد عبید، مولانا عبد الشکور حقانی اور دیگر علماء بشمول راقم الحروف شامل تھے۔ اجلاس کا ایجنڈا تھا "فرقہ واریت کی روک تھام کیسے ممکن ہے؟" شرکاء علماء کرام نے وزیر اعلیٰ سے بات چیت کے لیے راقم کو نمائندہ تجویز کیا۔

راقم نے چند امور وزیر اعلی کے سامنے رکھے جن کا خلاصہ پیش خدمت ہے:

1: راقم نے تمام علماء کی جانب سے میاں شہباز شریف صاحب کی خدمات کو سراہا کہ انھوں نے مستحقین حضرات کے لیے پکی پکائی روٹی کا انتظام، رہائشی مکانات کی فراہمی اور تعمیرات کے حوالے سے بہت عمدہ کام کیا ہے۔ ٹریفک کے مسائل کا حل، سڑکوں کی توسیع، پلوں کی تعمیر اور نئی سڑکوں کی فراہمی یقیناً قابل مدح کام ہیں۔ اس وزارت کی ایک واضح خصوصیت یہ بھی ہے کہ جس کام کا بھی عزم کرتے ہیں متانت وسنجیدگی کے ساتھ بروقت کرتے ہیں۔

2 : فرقہ واریت کے خاتمہ کے لیے سب سے بنیادی کام یہ کیا جائے کہ مذہبی اجتماعات اور جلسوں کو اپنی اپنی مساجد و مدارس تک محدود رکھا جائے، یا اگر عوامی اجتماع منعقد ہوں تو خاص میدان میں اجازت ہو، کھلے عام سڑکوں پر آنے اور روڈ بلاک کرنے سے روکا جائے۔ ظاہر ہے کہ جب ایک فریق کھلے عام سڑکوں اور گلی کوچوں میں اپنے خصوصی افکار و نظریات کا اظہار کرے گا خصوصاً دوسرے فریق کی مسجد و مدرسہ کے سامنے تو یقیناً یہ امر باہمی منافرت اور فرقہ واریت کی بنیاد بنے گا۔ لہذا یہ سلسلہ یکسر ختم کیا جائے۔

3 : سڑکوں پر کھڑے ہو کر چندہ مانگنے پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔ اس سے جہاں دین کا ایک مذاق اڑایا جاتا ہے وہاں ایک مسلک میں دوسرے مسلک کے خلاف کشاکش کے جذبات بھی ابھرتے ہیں۔

4 : ایک اونچی سطح کا اجلاس بلایا جائے جس میں تمام مسالک کے جید علماء شریک ہوں۔ فرقہ واریت کو روکنے کے لیے تمام شرکاء کی باہمی مشاورت سے ایسا قانون بنایا جائے جس پر تمام مسالک عمل پیرا ہوں۔ اس سے باہمی منافرت کے ختم ہونے کے

امکانات کافی حد تک میسر ہوں گے۔

5 : ایک مسلک والوں کا دوسرے مسلک والوں کی مساجد پر قبضہ کرنے کی صورت میں سختی سے نوٹس لیا جائے اور قبضہ شدہ مساجد واپس اسی مسلک والوں کے حوالے کی جائیں۔ اسے ایک حتمی و قانونی شکل دی جائے تا کہ ہماری مساجد لڑائی جھگڑے سے پاک ہوں۔

6: ہمیں باوثوق ذرائع سے یہ پتا چلا ہے کہ ایک قانون بنایا جارہا ہے کہ جس علاقہ و محلہ میں جس مسلک والوں کی اکثریت ہوگی اس علاقہ میں مسجد بھی اسی مسلک والوں کی ہوگی۔ یہ قانون غیر مناسب ہے۔ اس لیے کہ اگر اس تجویز پر عمل کیا جائے تو ہر علاقہ کی اقلیت وہاں کی اکثریت کے لیے درد سر بن جائے گی اور ایک نیا مسئلہ جنم لے گا جو مزید آفات اور پریشانیوں کا باعث ہو گا۔ لہذا عبادت گاہوں کی بجائے عابدین کو کنٹرول کیا جائے جو اپنی عبادت گاہوں سے نکل کر سڑکوں پر آجاتے ہیں اور دوسرں کے جذبات کو مجروح کرتے ہیں۔

راقم نے آخر میں وزیر اعلیٰ پنجاب جناب میاں شہباز شریف کو یہ یقین دہانی کرائی کہ باہمی مشاورت سے جو لائحہ عمل طے ہو گا علماء دیوبند اس کی پوری طرح سے پابندی کریں گے، بھلائی اور خیر کے کاموں میں بھرپور تعاون کریں گے اور حکومت کے لیے کسی قسم کی مشکل اور پریشانی کا باعث نہیں بنیں گے۔ ان شاء اللہ

والسلام

محمد الیاس گھمن

زندگی اصول ہے

ماہنامہ فقیہ، اپریل 2012ء

جی ہاں! بالکل ایسے ہی ہے کہ جب تک شریعت اسلامیہ کے بنیادی عقائد و نظریات، مسنون اعمال اور روز مرہ کے پیش آنے والے ضروری مسائل کا علم نہیں ہو گا اس وقت تک ”زندگی فضول ہے“ والی بات ہو گی۔

قرآن کریم میں ہے أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا کیا ابن آدم نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ ہم نے اسے یونہی بیکار پیدا کر دیا؟ نہیں بلکہ اللہ رب العزت نے حیاتِ مستعار کے چند لمحے عطا کیے ہیں کہ اس میں کون میرے احکامات اور مسنون طریقے کے مطابق زندگی گزارتا ہے اور کون خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ کا مصداق بن کر آتا ہے۔

دنیا مقصود ہے یا ضرورت؟ آج تک ہمارے روشن خیال طبقے کی خیالی روشنی اس کو ”روشن“ نہیں کر سکی، بلکہ روشن کیا خاک کرتی الٹا تاریک کر دیا ”ضرورت“ کو ”مقصود“ کا درجہ دے بیٹھے۔ حالانکہ مقصود تو صرف اسلام کی تعلیمات تھیں اور بس! ظلم بالائے ظلم تو یہ کہ میرے معاشرے نے عملاً مقصود کو ضرورت کا درجہ بھی نہ دیا اور اسلام کو ”غیر ضروری“ سمجھ کر توجہ ہی نہ کی۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ ہمارے کتنے ”مسلمان“ ہیں جن کے نام صرف مسلمانوں والے ہیں ذہن غیر مسلموں جیسے۔ لارڈ میکالے نے کہا تھا کہ وہ برصغیر کے باشندوں کی شکل کو نہ بدل سکا تو ذہن ضرور بدل دے گا شکل سے تو برصغیر کا باشندہ نظر آئے گا لیکن اس کا ذہن فرنگی افکار کا

ترجمان ہو گا۔ چنانچہ اس سلسلہ کو بڑھانے کے لیے لارڈ میکالے اور ساری اسلام دشمنوں قوتوں نے مل کر زور لگایا اور ایسے نصاب تشکیل بھی دیے جس میں وہ کامیاب ہوسکتے تھے لیکن اللہ جزائے خیر دے علمائے حق کو جنہوں نے برصغیر کے باشندگان کا کسی کو نہ چہرہ بدلنے دیا نہ ہی سوچ اور فکر۔ اب چونکہ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ علماء کی محنتوں کو ضائع ہونے سے بچائیں ورنہ لارڈ میکالے کی ذرّیت کہیں......

خیر !اس وقت باطل کی سب سے بڑی یلغار تعلیمات اسلامیہ کو محو کرنا ہے اس بارے میں وہ اپنے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کر رہا ہے۔ یاد رکھیں کہ باطل اپنی سب سے بڑی فتح مسلمانوں کے اذہان و قلوب کو مسخر کرنا سمجھتا ہے۔ آج سلف بیزاری، ذہنی آوارگی، آزاد خیالی، فحاشی و بے حیائی کا دور دورہ ہے۔ ہماری نوجوان نسل بد قسمتی سے فتنوں کے منہ زور سیلاب میں ڈوبتی ہی چلی جارہی ہے۔ ایسے وقت میں جب ”مسلمان“ اپنے بنیادی عقائد سے بے بہرہ ہو چکا ہو، اس کی زندگی سے سنت کی بہاریں روٹھ چلی ہوں، اخلاقیات کا جنازہ اٹھ چکا ہو، ادب اور علم نام کی چیز بھی ناپید ہو چکی ہو تو ضروری ہے اس کی فکر پہلے سے بھی زیادہ کی جائے۔

اسی سلسلے میں ہمارے ہاں اندرون اور بیرون ملک ”صراط مستقیم کورس“ کے نام سے چند دنوں کی علمی اور عملی تربیت گاہوں کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں جہاں علمی ماحول میسر آتا ہے وہاں عقائد و نظریات، مسائل و احکام اور مسنون طرز زندگی کو جِلا ملتی ہے۔

راقم کے سامنے اس وقت سینکڑوں کی تعداد میں وہ افراد ہیں جن کی زندگی میں ہمارے کورسز کی بدولت علم و آگہی کا عظیم انقلاب آیا، ان کے قلوب و اذہان میں اور ان

کے گھروں میں سکون واطمینان آیا۔ شریعت کی ”پابندی“ کو بسر و چشم قبول کیا۔ حسب سابق اس سال بھی موسم گرما کی تعطیلات میں ملک بھر میں صراط مستقیم کورس بڑی آب و تاب سے منعقد ہو گا۔ ہاں! ایک بات کرنا تو میں بھول ہی گیا۔ یہ سب کچھ صرف مرد حضرات کے لیے ہی نہیں بلکہ ہماری ماؤں اور بہنوں کے لیے بھی الگ سے اس کو ترتیب دیا گیا ہے۔ سابقہ تجربات کی بنیاد پر یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ شرکاء کورس اپنے آپ میں علمی، روحانی اور اخلاقی ترقی محسوس کریں گے۔ پھر ”زندگی فضول ہے“ والی بات ختم بلکہ ”زندگی اصول ہے“ والی بات شروع۔

خواہ آپ زندگی کے کسی بھی شعبے سے تعلق رکھتے ہوں اپنے علاقے میں یہ کورس منعقد کرا سکتے ہیں۔ اپنی مسجد، مدرسہ، اسکول، کالج، دفتر، گھر وغیرہ جہاں بھی آپ اس کا انتظام کر لیں۔ کتاب منگوانے کے لیے ہمارے مکتبہ اہل السنت والجماعت 87 جنوبی سرگودھا اور دار الایمان لاہور سے رابطہ کریں، ان شاء اللہ آپ کو کتاب گھر بیٹھے مل جائے گی۔

سالانہ اجتماع 2012ء

یکم مارچ 2012 مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی سرگودھا میں اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کا سالانہ اجتماع منعقد ہوا، جس میں جماعت کے قائدین، اراکین اور مرکز اہل السنۃ والجماعۃ کے متخصصین کے علاوہ ملک بھر سے لوگ شریک ہوئے۔ صبح 10 بجے سے شام 5 بجے تک یہ اجتماع جاری رہا۔ امیر محترم شیخ التفسیر مولانا منیر احمد منور دامت برکاتہم، برادر محترم مولانا محمد عبد اللہ عابد وڑائچ، مولانا عبد الشکور حقانی، مولانا ابو ایوب قادری، مولانا عبد القدوس گجر، مولانا عبد الواحد قریشی، قاری رسال

محمد، مولانا مقصود احمد، مفتی شبیر احمد اور مرکز کے متخصصین نے علمی بیانات ارشاد فرمائے۔ اجتماع میں حسب ذیل امور طے ہوئے:

1. کسی بھی اہل باطل سے مناظرہ ہوگا تو اس کی تحریر پر تین رکنی کمیٹی مشتمل بر سہ افراد مولانا عبد اللہ عابد وڑائچ، مولانا ابو ایوب قادری اور مولانا محمد رضوان عزیز میں سے کسی ایک کے دستخط کا ہونا ضروری ہے، بصورت دیگر اس مناظرے کی حیثیت مقامی ہوگی جماعت کی طرف سے نہیں ہوگا۔
2. یہ خطباء اتحاد کے نمائندے خطیب ہوں گے۔ مولانا منیر احمد منور، راقم الحروف، مولانا عبد اللہ عابد، مولانا شفیق الرحمٰن پنڈی، مولانا عبد الشکور حقانی، مولانا ابو ایوب قادری، مولانا رضوان عزیز، مولانا مقصود احمد، مولانا عبد الواحد قریشی، مولانا عبد القدوس گجر۔

بعد از نماز مغرب مرکز کے متخصصین کا پہلا خصوصی اجلاس ہوا، جس میں مسلکی کام میں مزید بہتری لانے کے لیے لائحہ عمل طے کیا گیا۔ صبح نماز فجر کے بعد دوسرا اجلاس برائے متخصصین منعقد ہوا جو اساتذہ کی اہم ہدایات کے ساتھ اختتام کو پہنچا۔ دعا فرمائیں اللہ تبارک وتعالیٰ نظر بد سے ہم سب کو محفوظ رکھے۔

آمین بجاہ النبی الکریم

والسلام

محمد الیاس گھمن

"ستی" اور ہم

ماہنامہ فقیہ، مئی2012ء

اسلام نے جاہلانہ رسوم ورواج کو جس طرح کچل کر ختم کیا ہے اس طرح کی تاریخ کا حامل کوئی اور مذہب نہیں ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا:

كل شيء من أمر الجاهلية تحت قدمي موضوع

صحیح مسلم: رقم 1218

جاہلیت والا ہر کام میرے پاؤں کے نیچے ہے۔

لیکن افسوس آج ہم نے دوبارہ انہی جاہلانہ رسوم کو گلے لگالیا ہے ۔ چونکہ ہم بہت عرصہ سے ہندوانہ معاشرہ میں جی رہے ہیں، اس لئے ہندؤوں کی ایک عادت کہ بیوہ عورت سے نکاح نہ کرنا ہمارے اندر سرایت کر گئی ہے۔ ہندو لوگ اپنی عورتوں کو بیوہ ہونے کے بعد خاوند کے ساتھ ہی جلا دیتے تھے، عورتیں جل مرنے کو تیار اسی لئے ہو جاتیں تھی کہ زمانے کے تلخ حقائق کا سامنا اپنی بیوگی کے ساتھ کیسے کریں گی ۔

عورتوں کی جل مرنے کی اس رسم کو" ستی کی رسم "کہتے ہیں، مگر اسلام نے نکاح بیوگان پر زور دیا ہے کہ معاشرہ بے راہ روی سے محفوظ بھی رہے اور عورت جیسی صنف نازک بھی اپنی عفت کا آبگینہ گناہ کی نحوست سے بچا سکے ۔ لیکن ہم لوگوں نے بیوہ سے نکاح کرنے کو اہمیت نہ دی، نتیجہ یہ نکلا کہ حالات سے دوچار ہو کر بیوہ زندہ رہتے ہوئے بھی بے رحم معاشرے کی آگ میں جل کر ستی ہو گئی۔

علماء کرام نے دامے درمے سخنے اس لاپرواہی کی طرف قوم کو متوجہ تو کیا ہے

مگر عملاً معاملہ سست روی کا شکار رہا۔ بندہ نے پانچ اپریل 2012ء کو حضرت مولانا مفتی زین العابدین رحمہ اللہ کی بیوہ بیٹی سے عقد ثالث کر کے اس رسم کو توڑا ہے۔ آپ بھی قدم بڑھائیں تاکہ ان مروجہ رسومات کی بیخ کنی ہو سکے اور اسلامی معاشرہ پاکیزگی کا نمونہ بن سکے۔

آمین بجاہ النبی الکریم

والسلام

محمد الیاس گھمن

متجددین کی غلط فہمی

ماہنامہ فقیہ، جون 2012ء

اللہ تعالیٰ نے علم کی پہچان خدا کا خوف قرار دی ہے اور فرمایا ہے کہ اللہ سے صحیح معنیٰ میں ڈرنے والے علماء کرام ہیں۔ جب تک علم کے ساتھ خدا کا خوف نہ ہو اس وقت تک اسے معلومات کا ذخیرہ تو کہہ سکتے ہیں مگر علم نہیں کہہ سکتے ہمارے موجودہ دور کے بعض روشن خیال کو متجددین یہ غلط فہمی ہو گئی ہے کہ ہم جو زبان مروڑ مروڑ کر باتیں کر لیتے ہیں شاید ہم علم میں اسلاف سے بھی بڑھ گئے ہیں کیمرے کی چمک اور مجمع کی توجہ نے ان کو اس کی حقیقت سے بے خبر کر دیا ہے اور اپنے چند لفظی معلومات پر تکبر کرنے لگ گئے ہیں۔

اپنے کمپیوٹر یا ہارڈ ڈسک میں موجود لاکھوں کتب کے ڈیٹا کے سامنے انہیں وقت کے جلیل القدر ائمہ کا علم بے حیثیت نظر آتا ہے اور بڑی بے باکی سے کہتے ہیں ابو حنیفہ ہوں یا شافعی، مالک ہوں یا ابن حنبل ان بے چاروں کے پاس اتنی سہولیات نہیں تھی کہ سارا علم ان کے پاس جمع ہو جاتا ہماری کثرت کتب اور نیٹ اور انٹر نیٹ کے پروگرامز میں موجود معلومات ان حضرات سے زیادہ ہیں۔

جو اکابرین قرون اولیٰ کے علم سفینہ ہے، سفینہ کا علم بالآخر کر ختم ہو سکتا ہے مگر ہمارے ائمہ اسلام کا علم جو ان کے سینوں میں محفوظ تھا اس پر آنچ نہیں آسکتی کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ایسے ناداں لوگوں کے بارے میں جو چند کتب دیکھ کر ہی اسلاف کی علمی خدمات سے بدگمان ہو جاتے ہیں۔

ان پر عربی کا یہ شعر صاق آتا ہے

وکم للشیخ من کتب کبار
ولکن لیس یدری ما دھاھا

ترجمہ:

شیخ کے پاس کتنی ہی بڑی بڑی کتابیں ہیں لیکن وہ نہیں جانتا کہ ان میں کیا کیا مضامین موجود ہیں۔

علامہ ابن حزم نے کیا خوب کہا ہے۔

فان تحرقوا القرطاس لا تحرقوا الذی
تضمنته القرطاس بل ھو فی صدری
یسیر معی جئت استقلت رکائتی
ینزل ان انزل ویدفن فی قبری

ترجمہ:

اگر تم کاغذ جلا بھی دو گے تو کاغذ کے مضمون کو نہیں جلا سکتے اس لیے کہ وہ میرے سینے میں ہے وہ میرے ساتھ چلتا ہے جہاں میرے اونٹ مجھے لے کر چلیں اور اگر میں نیچے اتروں تو وہ بھی اتر تا ہے اور میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہو گا۔

اسی لیے الحمدللہ اہل حق اہل السنۃ والجماعۃ کبھی ان مسمی متجددین کی ہوائی گپوں سے متاثر نہیں ہوئے بلکہ ہر دور میں اپنے ائمہ اسلاف کی عظمت کے گُن گائے۔

داستان لہو لہو:

گزشتہ ماہ مئی میں پے درپے شہادتوں کا ایسا تسلسل ہوا کہ عقل دنگ تھی کہ

یہ ظالم آخر چاہتے کیا ہیں جو علماء کے مقدس خون سے اپنی عاقبت برباد کر رہے ہیں۔

جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کے استاد الحدیث مولانا نصیب خان صاحب رحمہ اللہ کی المناک مظلومانہ شہادت اور پھر داعی قرآن استاد محترم مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمہ اللہ کا سانحہ جاں گزار پر صدمہ ایسا ہے کلیجہ چاک کیے دیتا ہے۔ راقم نے استاد محترم مولانا شیخوپوری شہید سے شرح مائۃ عامل اور نحو میر پڑھی ہے۔ انداز تدریس سب سے الگ اور عام فہم اتنا کہ ہر طبقے کے طالب علم کی سمجھ میں بآسانی آجائے۔

غم کی اس عظیم گھڑی میں راقم اپنی ٹیم کے تمام افراد کے ساتھ پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات کو بلند فرمائے۔

آمین ثم آمین

والسلام

محمد الیاس گھمن

امام اعظم ابو حنیفہ امت اور سراج امت

ماہنامہ فقیہ، جولائی، اگست 2012ء

گرد چھٹ گئی، چند شوریدہ سروں کی آبلہ پائی نے صحراء کو سمیٹ کر رکھ دیا۔ بدعت والحاد کے خارستان میں تلووں کو سہارنے والے کس قدر خوش تھے جب انہیں بام منزل سے پکارا گیا کہ آؤ تمہاری منزل تو یہ ہے روشن خیالی کی خیالی روشنی کسی چکاچوند سے امت کو اسلاف سے بدگمان کرنے کی کوشش کی تو بندہ نے عزم کیا کہ ان شاء اللہ امت کے ان چراغوں کی روشنی کو اور تیز کریں گے اور اس روشنی سے مستفید ہونے کے راستے میں حائل شکوک وشبہات کی رکاوٹوں کو ختم کریں گے۔

پس پاکستان کے دار الخلافہ میں امت کے محسن امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے فضائل ومناقب بیان کرنے اور امت کو سراج امت سے روشناس کروانے کے لیے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سیمینار کا انعقاد کیا گیا جس کا تیسرا پروگرام 10 جون بروز اتوار 2012ء کو اسلام آباد ہوٹل میں وقوع پذیر ہوا۔

پروگرام ہماری توقع سے بڑھ کر کامیاب رہا اور عوام الناس، ڈاکٹروں سکالروں اور ایلیٹ کلاس طبقہ کی انتہائی ذوق وشوق سے شمولیت نے استاد محترم حضرت مولانا زاہد الراشدی حفظہ اللہ کے اس جملے کی حقانیت پر مہر تصدیق ثبت کر دی کہ اگر ماضی کی الجھی گتھیاں امام اعظم کی فقیہانہ بصیرت سے سلجھی تھیں تو امت کا مستقبل بھی امام ابو حنیفہ ہی کی راہ دیکھ رہا ہے۔

آج اغیار ہمیں اپنے ماضی سے کاٹ کر مستقبل کے گرداب میں پھنسانا چاہتے

ہیں جہاں کوئی راہ نما ہو نہ نشان راہ، اس بین الاقوامی سازش کے راستے میں بندھ باندھنے کے لیے اور ذہنی آوارگی کی موثر روک تھام اور ریگولر مسلمانوں کو سیکولر ہونے سے بچانے کے لیے ہر سال اسلام آباد میں اور ملک بھر میں مختلف سیمینارز کا اہتمام کیا جاتا ہے، جس میں سیاست و عسکریت سے ہٹ کر خالصتاً علمی مسائل پر گفتگو کی جاتی ہے اور علم دوست طبقہ اس پروگرام کا سال بھر انتظار کرتا ہے۔

ہمارے تمام سیمینارز کا مقررہ وقت پر شروع ہو کر مقررہ وقت پر پایہ تکمیل تک پہنچنا ہمارے خدا کا خالص فضل ہے۔ اور ویسے بھی وقت کی پابندی زندہ قوموں کا شیوہ ہوتا ہے اور اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پابندی وقت میں بحمد اللہ بے مثال جماعت ہے۔

مشائخ کی شرکت اور عوام الناس کے انہماک نے اس نورانی مجلس کو اور زیادہ پر نور بنا دیا۔ خدا ہمارے عزائم کی تکمیل فرمائے اور انگریز کی پیدا کردہ آزادی مذہب کا بے ڈھب افسانہ طاق نسیاں بن جائے۔

آمین بجاہ النبی الامی الکریم

والسلام

محمد الیاس گھمن

فتنوں کا تعاقب؛ ضرورت اور اہمیت

ماہنامہ فقیہ، ستمبر 2012ء

معاشرتی بگاڑ کی وجوہات میں سے ایک وجہ علم و عمل سے دوری ہے۔ علم کا فقدان لوگوں میں فتنہ وفساد کا سبب بنتا ہے۔ فتنہ وفساد کی یہ آگ جہاں عقائد و نظریات کو ٹھیس پہنچاتی ہے وہاں اعمال وافعال کو بھی اپنی زد میں لے لیتی ہے۔ حالیہ دور بلامبالغہ سابقہ ادوار سے اس حوالے ابتر ہے کہ اس میں فتنوں کی تعداد سابقہ دور سے کہیں زیادہ ہے۔ عقائد سے اعمال تک، اصول سے جزئیات اور فرائض سے سنن ونوافل تک ہر مرحلہ پر باطل کوششیں حملہ آور ہیں۔

باطل کہیں تو دین کے ثابت شدہ مسائل کا انکار کر رہا ہے اور کہیں غیر ثابت شدہ چیزوں کو دین کا نام دے رہا ہے۔ اول کو "الحاد" اور ثانی کو "بدعت" کہتے ہیں۔ گویا الحاد و بدعت کے فتنے وحدتِ امت اور دینِ کامل میں رخنے ڈالنے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔

فتنوں کے خلاف کام کرنے کی کتنی اہمیت ہے؟ اس کا اندازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد پیدا ہونے والے حالات سے لگایا جاسکتا ہے کہ کہیں مانعین زکوۃ کا فتنہ ظاہر ہوا، کوئی جھوٹی نبوت کا مدعی ہوا، کسی نے مدینہ پر حملہ کی کوشش تھی۔ لیکن سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی وہ ہستی تھیں جو ان فتنوں کے خلاف سیسہ پلائی دیوار بن گئی۔ ان کے خلاف اپنی جان تک کی پرواہ نہ کی اور وہ تاریخی جملہ فرمایا جو تاریخ نے اپنے سینہ میں محفوظ کر لیا:

أَيَنْقُصُ وأنا حي؟

جامع الأصول في أحاديث الرسول رقم الحديث 6426

دین میں کتر وبیونت ہو اور میں زندہ رہوں؟ یہ نہیں ہو سکتا۔

ہمارے اکابر حضرات علماء دیوبند کثر اللہ سوادہم نے اس الحاد وبدعت کے فتنے کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ قاسم العلوم الخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی پوری زندگی اسی کوشش میں نظر آتی ہیں ہے کہ ہر باطل کا مردانہ وار مقابلہ کیا، ان کے وساوس واعتراضات کا جرات، تدبر اور اعتدال سے جواب دیا اور ان کے بے بنیاد مذاہب و نظریات کو دلائل کی روشنی میں غلط ثابت کیا۔

شیخ الہند رحمہ اللہ کی" ایضاح الادلہ" ملحدین کے فتنہ کے خلاف ایسی علمی کاوش ہے کہ مخالفین سے اس کا جواب آج تک نہ بن پڑا۔ مولانا محمد اشرف علی تھانوی ، مولانا محمد انور شاہ کشمیری، مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری، مولانا محمد حسین اختر، مولانا خیر محمد جالندھری، مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہم اللہ وغیرہ تمام اکابرین نے علمی طور پر رونما ہونے والے تمام فتنوں کے خلاف کام کرنا ضروری سمجھا اور اسے مٹانے کے لیے تمام تر کوششیں صرف کر دیں۔

اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ بھی اسی نظریہ و منہج پر باطل کے خلاف علمی و تحقیقی کام میں مصروف ہے ۔ اسلاف واکابر سے جو اعتدال کا درس ملتا ہے کسی لمحہ بھی اسے ہاتھ سے جانے نہیں دیتی۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہمارا تخصص فی التحقیق والدعوۃ ہے ، جس میں فاضل علماء کرام کو یک سالہ تخصص کروایا جاتا ہے، جس میں مختلف فنون کے اصول و قواعد اور باطل کے عقائد و نظریات کے محقق و مدلل جوابات سے لیس کرا کر

میدان میں اتارا جاتا ہے کہ جہاں کہیں بھی باطل اہلِ حق معترض ہو امسکت اور دندان شکن جوابات دیے جاسکیں۔

تخصص کے ساتویں سال کا افتتاح ہو چکا ہے اس امید پر کہ ہماری یہ کاوش اسلاف واکابر کے منہج پر رہ کر باطل کا راستہ روک سکے اور دینِ متین کی تطہیر کا ذریعہ بن سکے ہم باری تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ اس امت کو فتنوں سے محفوظ فرمائے اور اہل حق کا بول بالا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامی الکریم

والسلام

محمد الیاس گھمن

کیا یہی آزادی ہے؟

ماہنامہ فقیہ، اکتوبر 2012ء

ایک بار پھر پورے عالم اسلام کو ایک دلآزار فلم نے سراپا احتجاج بنا دیا۔ دنیا بھر کے مسلمان اپنے جذبات کا اظہار کر رہے ہیں جو ایک طرف آزادی رائے کا نعرہ لگانے والے ان وحشیوں کے منہ پر ایک طمانچہ ہے جو آئے روز اسلام اور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس پر حملہ آور ہوتے ہیں اور دوسری طرف یہی مظاہرے مسلمانوں کے ایمانی جذبات کا مظہر ہیں کہ دنیا کا کوئی بھی مسلمان خواہ وہ کسی بھی علاقہ سے تعلق رکھتا ہو، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں کسی قسم کی گستاخی کو برداشت نہیں کر سکتا۔ نائن الیون کی گیارھویں برسی کے موقع پر جاری ہونے والی اس گستاخانہ فلم Innocence of Muslim کا رائٹر اور پروڈیوسر امریکی ریاست کیلی فورنیا سے تعلق رکھنے والا ایک امریکی یہودی سام باسل ہے۔ 52 سالہ اس ملعون کا کہنا ہے: ”میری یہ فلم ایک سیاسی فلم ہے، جو اسلام اور مسلمانوں کے منافقانہ چہرے کو بے نقاب کرتی ہے، اسلام ایک سرطان ہے جس کے خلاف ہمیں اپنی بساط کے مطابق کوشش کرنی چاہیے۔“

اسلام کے خلاف یہ زہریلی زبان اور انتہائی نفرت انگیز جذبات کا سلسلہ عرصہ دراز سے جاری ہے۔ نائن الیون کے بعد مسلمانوں کے خلاف جاری ہونے والی جنگوں کو امریکی صدر نے ”صلیبی جنگوں“ کا نام دیا، ڈنمارک کے ایک ملعون نے گستاخانہ خاکے شائع کر کے مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا، ایک عیسائی پادری ٹیری جونز نے قرآن مجید کو ایک بناوٹی عدالت میں بطور مجرم کھڑا کر کے سزا سنائی جسے ایک

اور ملعون نے یوں پورا کیا کہ قرآن مجید کو جلاڈالا، فلم Message میں مسلمانوں کی قابل قدر شخصیات کو سکرین پر فلما کر توہین آمیز جملے ان کی شان میں کہے گئے۔ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کے خلاف توہین انگیز تحریرات لکھی گئیں، سلمان رشدی جیسے ملعون شاتمِ رسول کو وائٹ ہاوس بلوا کر خصوصی پروٹوکول سے نوازا گیا اور اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ توہین آمیز فلم ہے۔ جب ان شر انگیز سلسلہ وار اقدامات پر نظر ڈالی جاتی ہے تو ہر کڑی کے پیچھے مغربی لابی کار فرما نظر آتی ہے جو آزادی رائے کے نام پر دوسروں کی دل آزاری پر تلی ہے، جن کے نزدیک بے حمیتی، بے غیرتی اور بزدلی کو تحمل، برداشت اور احترامِ رائے کے معنی پہنائے گئے ہیں، جن کے ہاں غیرت و حمیت اور خود مختاری کو انتہاء پسندی اور بنیاد پرستی کا نام دیا جاتا ہے۔

اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسا کوئی سنجیدہ و مؤثر قدم اٹھایا جائے جس کی وجہ سے آئے روز مسلمانوں کی دل آزاری نہ ہو، خود ساختہ آزادی رائے کا یوں بے دریغ استعمال نہ کیا جائے جو اشتعال انگیزی کا سبب نہ بنے۔ مسلم حکمرانوں کو چاہیے کہ اس سلسلہ میں اپنا کردار ادا کریں۔ نیز اقوامِ متحدہ کو اس سلسلہ میں ٹھوس قدم اٹھانا چاہیے جس سے انسانیت کے عظیم معلمین حضرات انبیاء کرام علیہم السلام خصوصاً خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت ایک بین الاقوامی قانون بن جائے اور ان برگزیدہ ہستیوں کی ناموس پر کیچڑ اچھالنے والوں کو عبرت ناک سزا دی جا سکے۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

پہلی بات

ماہنامہ بنات اہلسنت، جنوری 2010ء

یہ سب کچھ جو آپ دیکھ رہی ہیں ... دنیا کی نیرنگیاں، زرق برق ملبوسات خوب صورت محلات، ماڈرن بنگلے، کانچ کے برتن، رنگارنگ تقریبات، جشن کے نام پر خوشیاں، غم غلط کرنے کے لیے مئے نوشی میناو جام وسبو، حسن کے مقابلے، نام ونمود، شہرت، غیر فطری مزین راستے، غلط خطوط پر منصوبہ بندیاں، پھیکی مسکراہٹیں، کھوکھلے دعوے، بے حیثیت باتیں، جھوٹی محبتیں وغیرہ۔ یہ کوئی نئی بات تھوڑی ہے یہ تو اسلام کے پہلے بہت پہلے معاشرہ کا قانون اور دستور تھیں۔

اس دور میں عورت کا وجود محض ایک کھلونے کے اور کچھ بھی نہیں تھا عورت معاشرہ میں نہ صرف یہ کہ مظلوم تھی بلکہ سماجی ومعاشرتی عزت وتوقیر اور ادب واحترام سے بھی محروم تھی۔ عورت کا وجود دلہن کے سفید ماتھے پر سیاہ جھومر کے مترادف تھا یونانی، ایرانی تہذیبیں اور ثقافتیں اس کو ثانوی حیثیت دینے کے لیے بھی تیار نہ تھیں۔

یہی وجہ تھی کہ یونانی فلاسفوں نے عورت کو ”شجرہ مسمومہ“ یعنی ایک زہر آلود درخت قرار دے کر عام خیال میں مرد سے کئی گنا زیادہ معیوب، بدکردار، آوارہ اور ترش وتلخ گوباور کیا۔ رومی تہذیب نے عورت کا کیا مقام بتلایا ہے ہسٹری کی بکس میں آج بھی دھندلے سے الفاظ گلکاریاں کررہے ہیں کہ ”عورت کے لیے کوئی روح نہیں بلکہ عذابوں کی صورتوں میں سے ایک صورت ہے۔“ فارسی تمدن بھی اس سے ملتا جلتا تھا اس میں بھی عورت کی وہی زبوں حالی تھی۔ بہنو! ہندی معاشرہ تو آپ سے

دور نہیں ویدوں کے احکام کے مطابق: ”عورت مذہبی کتاب کو چھو بھی نہیں سکتی ۔“ ویسٹر مارک ہندی معاشرے کی منظر کشی اپنی کتاب Wawes of the history of the Hindus میں یوں کرتا ہے: اگر کوئی عورت کسی متبرک بت کو چھولے تو اس بت کی الوہیت اور تقدس تباہ ہو جاتا ہے لہٰذا اس کو پھینک دینا چاہیے۔ “

عیسائی تصورات اور نظریات عورت کے بارے میں کیا تھے؟ ایک جھلک دیکھیے: ”576ء میں فرانسیسیوں نے ایک کانفرنس بلوائی جس میں پوپ اور بڑے بڑے پادریوں نے شرکت کی، کانفرس کے انعقاد کا سبب یہ سوال تھا کہ ”عورت میں روح ہے یا نہیں“ اسی کانفرس میں ایک پادری نے تو یہاں تک کہہ ڈالا کہ عورت کا شمار بنی نوع انسانی میں بھی نہیں بالآخر کانفرنس اس نتیجے تک جا پہنچی کہ عورت صنفِ انسانی سے تعلق رکھتی ہے مگر صرف دنیاوی زندگی میں مرد کی خدمت کرنے کے لیے روزِ آخرت تمام عورتیں غیر جنس جانداروں کی اشکال میں ظہور پذیر ہونگی۔ “

لیکن جب اسلام آیا اور ہدایت کا نیر تاباں جلوہ فگن ہوا، قرآن کا آفتاب عالم تاب چمکا تو یونانی تہذیب سے لے کر نصرانی ثقافت تک تمام کلچر اور تمام تہذیبیں پاش پاش ہو گئیں۔ سارے تمدن دھڑام سے نیچے آگرے۔ اسلام ساری انسانیت کے لیے احترام کا دستور لایا۔ عورت کو وہ مقام بخشا کہ جس کی مثال کسی مذہب اور کسی دین میں نہیں ملتی حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ ”بیٹی، بیٹی ہوتی ہے خواہ کافر کی کیوں نہ ہو۔ “ توقیر عورت کے لیے سب سے بڑا اعزاز ہے اسلام نے آکر عورت کو بے جا غلامی، ذلت اور ہتک آمیز رویوں سے نجات دی اسلام صنف نازک کے لیے نوید صبح بن کر آیا اور عورت کے لیے احترام کا پیامبر ثابت ہوا اب اگر یہی عورت اگر

ماں بن جائے تو اس کے قدموں میں جنت کو لا کر بسا دیا بیٹی ہو تو نعمت عظمیٰ اگر رشتہ بہن کا ہو تو احترام کا پیکر اور اہلیہ ہو تو اس کو جنت کی حوروں کی بھی سردار قرار دیا۔

بات دور نہ چلی جائے مختصراً یہ کہ اسلام نے عورت کو وقار بخشا، عزت بخشی ، حیا بخشی، شرف بخشا۔ اب ہمارے لیے دو راستے ہیں ایک خدا کی لازوال نعمتوں کا، خوشیوں کا ، مسرتوں کا اور دوسرا اس کے برعکس۔ قیامت کے دن کچھ چہرے خوب حسین تر ہونگے ، چمکدار ہوں گے ، ہنستے مسکراتے ہوں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت فرمائی ہے کہ یہ چمکدار چہرے والے ”اھل السنۃ “ہونگے۔

تو اے بناتِ اہل السنۃ ! تمہیں پھر وہی بھولا سبق یاد کرنا ہو گا جس کو پڑھ کر تم فضل وکمال کے اوجِ ثریا تک جا پہنچو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ازواج مطہرات اور بنات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے اور امت کی عظمت رفتہ کی بحالی میں اپنا کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اس رسالے کو سامنے لانے کا مقصد اسلام کی بیٹیوں کے اخلاق و اعمال اور عقائد کی اصلاح اور آنے والی نسلوں کی تربیت کے لیے ان کو تیار کرنا اور ان کو اس عظیم ذمہ داری کا احساس دلانا ہے جو خلاق عالم نے ازل سے ان کی تقدیر میں لکھ دی تھی۔ اے بنات اہل السنۃ! اس عظیم مقصد کو آگے بڑھانے اور گھر گھر تک اس آواز کو پہنچانے کے لیے ہم سب کو مل کر اپنا کردار ادا کرنا ہو گا۔ ماہنامہ بنات اہل السنۃ کی پوری ٹیم کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا اور اس کے پیغام کو ہر مسلمان بہن تک پہنچانے کی لیے ہمہ وقت تیار رہنا اور جو بن پڑے اس سے دریغ نہ کرنا۔ اللہ تمہارا حامی و ناصر ہو۔ والسلام

محمد الیاس گھمن

تہنیتی خطوط

ماہنامہ بنات اہلسنت فروری 2010ء

ماہنامہ بنات اہل السنۃ کا پہلا شمارہ جونہی چھپ کر مارکیٹ میں آیا تو ہاتھوں ہاتھ ہی نکل گیا۔ کئی مقامات سے آرڈر بک کروائے گئے لیکن ہم شمارہ نہ بھیج سکے وجہ یہی تھی کہ ہمارے ہاں بھی ختم ہو چکا تھا۔ قارئین اور قاریات کی کالز، میسجز اور ای میلز ہمیں موصول ہو رہے تھے جن میں ماہنامہ کے اجراء پر تہنیتی پیغامات بھی تھے اور اپنے اپنے علاقے میں اس شمارہ کو تقسیم کرنے کے عزائم، مختلف مشورے اور رسالے کی بہتری کے متعلق اظہار خیال بھی تھا۔

قارئین اور قاریات کی ایک کثیر تعداد نے اس مبارک اقدام پر ماہنامہ کی پوری ٹیم کو دل سے دعائیں دیں اور کہا کہ ”وقت کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر خواتین کے لیے اس طرح کی سعی اور کاوش ایک امر مستحسن ہے جس سے نہ صرف یہ کہ خواتین فائدہ اٹھا سکتیں ہیں بلکہ مرد حضرات بھی اس سے مستفید ہو سکتے ہیں۔“

ہمیں جتنے خطوط موصول ہوئے ہیں اور جتنی ای میلز اور کالز آئی ہیں ان کی تعداد بتاؤں تو اکثر قارئین ورطۂ حیرت میں پڑ جائیں گے۔ یہاں ہم ان خطوط میں سے دو کے جواب پر ہی اکتفاء کرتے ہیں، باقی حضرات کا بھی بہت بہت شکریہ جنہوں نے مختلف امور کی نشان دہی کی اور قابل قدر مشوروں سے نوازا، اللہ رب العزت ان سب کے اخلاص میں مزید ترقی عطا فرمائے۔

کراچی سے ایک قاریہ نے لکھا ”بنات اہل السنۃ کا شمارہ پہلی دفعہ نظر سے

گزرا شروع سے لے کر آخر تک پڑھا مضامین عمدہ تھے لیکن کچھ باتیں آپ کو بتلانا ضروری تصور کرتی ہوں جو میرے خیال میں رسالے میں مزید بہتری کے لیے از حد ضروری ہیں:

پہلی بات:

یہ کہ رسالے کا نام اگر کسی اچھے سے کاتب سے کتابت کرالیا جائے تو بہتر ہو گا کیونکہ آج کل یہ چیز سب سے زیادہ ضروری ہے اور پھر اس کو مستقل طور پر ہی استعمال کیا جائے بار بار تبدیل نہ کیا جائے۔

دوسری بات:

جو میں سمجھتی ہوں وہ یہ ہے کہ اس کے صفحات کو بھی ذرا بڑھا دیا جائے اور بجائے 32 کے 50 ہو جائیں تو مفید تر بن جائے گا کیونکہ مہینے میں ایک بار خریدنا ہوتا ہے تو ہم بجائے 15 روپے کے کچھ زیادہ بھی ادا کر سکتی ہیں لہذا صفحات کو بڑھا دینا بھی میرے خیال میں ضروری ہے۔

تیسری بات:

یہ ہے کہ مضامین ذرا تفصیلاً ہوں تو بات واضح طور پر سمجھ میں آتی ہے ورنہ ایک ڈیڑھ صفحے کا مضمون پڑھنے سے بعض دفعہ بہت سی ایسی باتیں اجمال کی صورت دھار لیتی ہیں جو یقیناً تفصیل کی محتاج ہوا کرتی ہیں۔

چوتھی بات:

یہ ہے کہ ہم اکثر رسائل اور ناول خریدتے رہتے ہیں کچھ ایسے مضامین بھی

ان میں شامل ہوتے ہیں مثلاً نا قابل فراموش واقعات اور سلسلہ وار کہانیاں وغیرہ لیکن دیکھا یہ گیا ہے کہ ان میں اکثر یا تو بالکل جھوٹی ہوتی ہیں اور بعض معلوم تو سچی ہوتیں ہیں لیکن اخلاقی اعتبار سے ان کا ذکر نا مناسب ہوتا ہے اس تناظر میں اگر آپ بھی سچی آپ بیتیوں کا اہتمام کریں تو آپ کے رسالے کی مقبولیت کی سطح اور بھی بلند ہو جائے گی۔ “

مری سے ایک قاریہ لکھتی ہیں:

آپ نے میرے مضمون کو شامل اشاعت کیا اس پر میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میں نے چند باتیں آپ سے کہنی تھیں امید ہے آپ اس پر ضرور توجہ دیں گے۔ جناب مدیر صاحب! پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ نے ہم خواتین کے لیے اس طرح کے میگزین کا اہتمام فرما کر ایک بہت ہی اچھا کام کیا ہے جو یقیناً آج کی بھولی بھٹکی انسانیت کے لیے صراط مستقیم ہے۔

ہمارے علاقوں میں مختلف NGO's ہیں جو دین کے نام پر لادینی پھیلا رہی ہیں، عیسائی مشنری بہت تیزی سے کام کر رہی ہے اوٹ پٹانگ اور من گھڑت واقعات عام ہو رہے ہیں جن میں انبیاء علیہم السلام ، ملائکہ مقربین اور امت کی برگزیدہ شخصیات کے تشخص کو مجروح کیا جاتا ہے اور پھر غضب یہ کہ ایسی خرافات کو دینی کتب قرار دے کر سر بازار مفت تقسیم کیا جا رہا ہے جن کو پڑھ کر یہ تصور پیدا ہوتا ہے کہ آج کے مغرب زدہ انسان اور انبیاء علیہم السلام میں صرف زمانے کا فرق ہے اور معاشرتی طور پر وہ بھی آزاد تھے اور ہم بھی آزاد۔

میرے خیال میں ایک سلسلہ شروع کیا جائے جس میں سابقہ انبیاء اور

امتوں کے احوال کے ساتھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنات اور صحابیات کے احوال بھی ضرور ہوں اس کے ساتھ ساتھ ماضی قریب وبعید میں نیک بخت خواتین کے واقعات بھی شامل اشاعت کیے جائیں تاکہ لوگ اصل حقائق سے آشنا ہوں اور موجودہ پھیلائی جانے والی لادینیت کا راستہ رک سکے۔

سب سے پہلے تو میں ادارہ کی طرف سے آپ لوگوں کا شکر گزار ہوں جنہوں نے ہماری اس محنت کو قدر کی نگاہ سے دیکھا اور پھر اس میں جو کمزوریاں تھیں ان کی طرف بھی توجہ دلائی یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی بھی نظام کو بہتر کرنے کے لیے جب تک کمزور پہلوؤں پر توجہ نہ دی جائے اور ان کے ازالے کی کوشش نہ کی جائے تب تک اس نظام میں ڈسپلن (Discipline) پیدا نہیں ہوسکتا۔ ہماری جن قاریات اور قارئین نے اس میں بہتری لانے کے لیے ہمیں اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا ان سب کا بہت بہت شکریہ!

کتابت اور صفحات کی زیادتی کے بارے ادارہ کا فیصلہ بھی آپ کو نظر آجائے گا جو کہ اسی شمارے میں آپ ملاحظہ فرمالیں گی۔ باقی رہی یہ بات کہ مضامین کتنے طویل ہوں اس کے بارے میں فی الحال میں اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ مضامین آپ لوگوں نے ہی بھیجنے ہوتے ہیں۔ یہ معاملہ مضمون نگار حضرات کی خدمت میں پیش کردیا جائے گا کہ مضمون کم از کم اڑھائی تین صفحات پر مشتمل ہو۔

اسی ضمن میں ایک بات کہتا چلوں کہ تمام وہ لوگ جو ہمیں مضامین ارسال کرتے ہیں وہ اس بات کا ضرور خیال کریں کہ سیاسی تبصروں، لچر اور فضول باتوں پر

مشتمل مضامین ہرگز ہرگز شامل اشاعت نہیں ہوتے۔ سچی آپ بیتیوں اور حکایات کا مستقل سلسلہ شروع کیا جارہا ہے جس میں آپ ہمیں اپنے ساتھ بیتے ہوئے زندگی کے ناقابل فراموش واقعات لکھ سکتے ہیں البتہ اس بارے میں ادارہ کا فیصلہ حتمی ہوگا کہ کس کو شامل اشاعت کیا جائے اور کس کو نہیں۔

مری سے جس قاریہ نے ہمیں خط لکھا اور اس خط میں اپنے علاقے کی صورتحال سے آگاہ کیا، اس سے کہیں زیادہ ہم ملکی سطح پر اس جیسے واقعات آئے دن سن رہے ہیں NGO's اور عیسائی مشنری نے جس تیزی سے مسلمانوں کے خلاف اقدام کیے ہیں اور آج بھی کر رہی ہے یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔

لیکن صرف اتنا کہہ لینے سے معاملہ حل نہیں ہو جاتا بلکہ اس کے لیے کچھ اور بھی کرنا پڑتا ہے اور سب سے اہم چیز یہ ہے کہ ہم مسلمان اپنے عقائد و نظریات کو سمجھیں اگر وہ حوادث زمانہ کی وجہ سے کمزور ہوگئے ہوں یا تغیر و تبدل کا شکار ہو چکے ہوں تو ان کی درستگی کی جائے اور کوئی لمحہ ضائع کیے بغیر اپنے عقائد و نظریات میں پختگی لائی جائے۔

اس کے لیے ہم سب کو دین کی تعلیم سے آگاہی حاصل کرنا ہوگی خود بھی قرآن کریم کی تعلیمات حاصل کرنا ہوں گی اور دوسروں کو بھی ان سے آگاہ کرنا ہوگا۔ جب تک ہم قرآن سے دور ہوں گے اور سنت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہوں گے اس وقت تک تبدیلی زمانہ کے خواب دیکھنا بس ''خواب'' ہی ہوں گے۔ اس کا ایک آسان حل یہ ہے کہ ہمیں ان بزرگوں کی زندگیوں کا مطالعہ کرنا چاہیے جو قرآن وسنت کے جاننے والے تھے اور پابند صوم وصلوۃ تھے ان کی تعلیمات پر عمل

پیدا ہونا ہو گا تب جا کر ہم ان فتنوں سے بچ سکتے ہیں ورنہ فتنوں کے اس دور میں اپنے دین کی حفاظت کرنا بہت مشکل ہے۔

آپ کے مشوروں کو ہم قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ادارہ ان پر غور و خوض بھی کر رہا ہے ان شاء اللہ ایک مضبوط لائحہ عمل ترتیب دے کر ان تمام پہلوؤں پر بڑی سنجیدگی اور متانت سے عمل کیا جائے گا۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ امت کی بیٹیاں اس عظیم مشن میں ہمارا ساتھ ضرور دیں گی اور اس رسالہ کو عام کریں گی جو اہل السنۃ کے عقائد و نظریات کا امین اور اس دور میں خواتین اسلام کے لیے ہدایت کا زینہ ہے۔ بنات اہل السنۃ کی پوری ٹیم کو اپنی دعوات صالحات میں فراموش نہ کیجیے گا!

والسلام

محمد الیاس گھمن

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں

ماہنامہ بنات اہلسنت، مارچ 2010ء

سامنے روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہے محبت والفت اور امن آشتی کے ٹھنڈے جھونکے قلب وجان کو فرحت بخش رہے ہیں۔ آج سے چودہ سو سال پہلے والا مدینہ (یثرب) اپنے اندر وہی سکون وہی بہار رکھتا ہے۔ مکہ کے ریگزاروں سے مدینہ تک، شعب ابی طالب سے طائف کی گلیوں تک، غار ثور سے لیکر غار حرا تک، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی قرطاس کے چہروں کو منور کر رہی ہے۔ زبان مبارک سے ادا کیا ہوا ہر لفظ مبارک اعضاء سے وجود پانے والا ہر آشارہ آج بھی قابل عمل اور ذریعہ نجات کی حیثیت رکھتا ہے اور اس بات پر شاہد ہے کہ آپ نے بلغ ما انزل الیك من ربك کو کتنی دیانتداری سے پہنچایا۔

لخت جگر بیٹیوں کو طلاقیں، ابو لہب کا سگا چچا ہو کر پتھر اچھالنا، جسد اقدس پر اوجھڑی، معاشی بائیکاٹ، وہی طائف کے پتھر جن سے آپ کا مبارک جسم لہو لہان ہو گیا، ان سنگریزوں اور پتھروں کو بوچھاڑ میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ایک مرتبہ گرتے ہیں درندے بغلوں میں ہاتھ ڈال کر پھر کھڑا کر دیتے ہیں پھر پتھروں کا مینہ برساتے ہیں آپ پھر گرتے ہیں.... نعلین مبارک لہو سے تر بتر ہو جاتے ہیں لیکن دین کی تبلیغ واشاعت کا سفر پھر بھی جاری وساری ہے۔

اپنا وطن، گھر بار، خاندان، رشتہ دار، قوم، قبیلہ، علاقہ ایک خدا کے لیے قربان کیا جارہا ہے صرف اس کی خوشنودی کے لیے چٹانوں کے دامن میں بسیرا ہو رہا

ہے۔ کبھی غاروں میں روپوشی ہو رہی ہے، بھوک اور بے سروسامانی کا عالم میں بدر واحد کے معرکے لڑے جا رہے ہیں۔

پیٹ پر ایک پتھر بلکہ دو دو پتھر باندھ کر خندق کو کھودرہے ہیں، اتنی عسرت اور تنگی کے عالم میں بھی خدائی احکام ادا کیے جا رہے ہیں، امت کو آپس میں جانثاری کا درس سنایا جارہا ہے، رنگ، نسل، نسب کا فرق مٹ رہا ہے، کالے گورے کی تمیز ختم ہورہی ہے، عجمی اور عربی میں تفریق اپنی موت آپ مر رہی ہے، خاندانی اور قبائلی تعصب حسد و کینہ سے پاک ہو رہے ہیں، مہاجرین وانصار یک جسم و یک جاں بنے ہوئے ہیں، اوس وخزرج کی دشمنی باہمی مودت اور موانست میں ڈھل رہی ہے۔

پھر اس میں عورت کہاں پیچھے ہے؟ صحابیات خصوصاً امہات المومنین ان تمام مشکل اور کڑے اوقات میں دین کی سربلندی کے لیے اپنے آپ کو وقف کرچکی ہیں۔ سب کی سوچ یہی ہے کہ باقی آنے والوں تک خدا کا یہ دستورِ حیات (قرآن کریم) پہنچ سکے، اس کے لیے زمانہ کے سرد وگرم برداشت کررہے ہیں خوشی و تنگی کے نشیب وفراز طے کرکے دین اسلام کو ہم تک پہنچانے کی سعی کی جارہی ہے۔

لیکن!!!

ہم نے اس دین کی کیا قدر کی؟ اس کے احکامات کا مذاق اڑایا، آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک فرامین سے رخ دوسری طرف پھیرا، اخلاقیات کا جنازہ نکالا، معاشرت کو غیروں کے طریقوں سے گزارنے کے لائحہ ہائے عمل بنائے، میلے ٹھیلے ناچ گانے اورموسیقی کو دین سمجھا، میں اسی طرح کی باتوں کو سوچ رہا تھا کہ وقت گزرنے کا احساس بھی نہ ہوا۔

یقین جانیے!

آنکھیں نم تھیں میں روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تاب نہ لا سکتا تھا۔ کبھی دیدار کی کوشش کرتا پھر خود ہی نظر کو نیچے جھکا دیتا اور اپنے آپ سے سوال کرتا ان آنکھوں کو کیا حق ہے کہ اس رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کریں؟

حالت عجیب ہو رہی تھی، اپنے اعمال اور امت مسلمہ کی زبوں حالی دونوں مجھے آقا کے حضور میں شرمندہ کر رہی تھیں کہ ہمارے اعمال آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیے جاتے ہیں اور ہم پھر بھی ٹس سے مس نہیں ہوتے۔

ہماری وجہ سے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنی تکلیف ہوتی ہو گی؟ دل مضطرب کو سوائے شفاعت کی کرن کے اور کوئی چیز مطمئن نہیں کر سکتی تھی۔ تحفہ درود و سلام پیش کرنے کے بعد بصد ادب واپس پلٹ آیا۔ اللہ مجھے اور آپ کو اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق بخشے اور انکی شفاعت خاصہ نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

والسلام

محمد الیاس گھمن

جھوٹ کا دروازہ اپریل فول

ماہنامہ بنات اہلسنت، اپریل 2010ء

آج سے تقریبا 500 سال پہلے فرڈینیڈ بادشاہ نے محکوم و مجبور لوگوں کو کہا: ’’تمام لوگ بحری بیڑے پر سوار ہو جائیں ان کے لیے ہم نے الگ سے ایک ملک بسانے کا انتظام کرلیا ہے۔‘‘ چشم زدن میں بحری بیڑا لوگوں سے اَٹ گیا۔ مرد، عورت، بچے، بوڑھے، معمر اور ضعیف، لاٹھیاں اور بیساکھیاں گھسیٹے لاغر و نحیف عمر رسیدہ لوگ بحری بیڑے میں اس شوق سے جا سوار ہوئے کہ ہمیں اپنے دین پر عمل کرنے کے لیے الگ مملکت دی جارہی ہے ان کے چہرے خوشی سے تمتمارہے تھے خواتین بچوں کو دودھ پلارہی تھیں اور اپنی آنکھوں میں الگ ریاست کے حسین خواب بھی دیکھ رہی تھیں ۔ نوجوان طبقہ اپنا کاروبار کھیتی باڑی اور کام کاج کو خیر باد کہہ کر انجانی منزل کی طرف رواں دواں تھا۔

لیکن! ان میں سے کسی کو کیا معلوم تھا کہ ہم سب چند لمحوں بعد موت کا لقمہ بننے والے ہیں۔ بادشاہ فرڈینیڈ دین کے لحاظ سے عیسائی تھا جو نہ صرف مسلمانوں کے خون کا پیاسا تھا بلکہ ان کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لیے عزم مصمم کرچکا تھا اس نے ایک خفیہ اسکیم بنائی کہ ان مسلمانوں کو الگ اسلام مملکت کے سبز باغ دکھا کر سمندر کی بے رحم موجوں کے حوالے کردیا جائے چند ہرکارے (سپاہی) اس بیڑے میں بٹھائے اور خفیہ طور ان کو ہدایات جاری کیں کہ جب بیڑا اتنی مسافت طے کرلے تو تم اس کے بیچ بارود سے سوراخ کردینا۔ تمہارے لیے حفاظتی کشتیاں پہلے سے موجود ہوں گی

ان پر سوار ہو کر نکل آنا۔

چنانچہ ایسے ہی کیا گیا مسلمانوں کو الگ اسلامی ریاست کا سہانا خواب دکھایا گیا اوران کو اس بیڑے پر سوار کر دیا گیا جس کی منزل انجانی تھی اور وہ چند لمحوں میں سمندر برد ہونے والا تھا۔ سفر شروع ہوا لوگ مسرت کے شادمانے بجار ہے تھے اور ابھی سے آبادی کی منصوبہ بندیاں کررہے تھے۔ ان کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ ان کے ساتھ ایک کھیل کھیلا گیا ہے۔ شاہی ہرکارے حرکت میں آئے اور بڑی چابک دستی سے بیڑے میں سوراخ کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ہزارہا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے پانی کی تہہ میں جاکر ہمیشہ کی نیند سو گئے۔

جس دن یہ کام کیا گیا وہ یکم اپریل کا دن تھا۔ پھر فرڈ ینیڈ کے ماتحت وزیروں مشیروں نے ایک جشن منایا کہ ہم نے مسلمانوں سے جھوٹ بول کر ان کو بے وقوف بنایا اور پھر ہر سال باقاعدگی سے اسے بطور جشن کے منایا جاتا رہا۔ اسی کا نام اپریل فول رکھا گیا۔ اس بات پر عیسائیوں نے خوشی کے گیت گائے گئے کہ ہم نے مسلمانوں کو بے وقوف بنایا۔

اس دل دوز واقعے کو پیش آئے تقریبا پانچ صدیاں بیتنے کو ہیں اہل مغرب اس دن میں جشن مناتے آرہے ہیں جس کا فلسفہ جھوٹ اور دھوکہ دہی ہے۔ افسوس کہ آج اسی رسم بد کو اہلیان پاکستان بھی بڑے جوش وخروش سے منانے کے خواہش مند ہیں اور اب یہ بات اہل اسلام میں بھی گھر کرنے لگی ہے کہ اسے اپریل فول کا تہوار قرار دے کر اس میں دھوکہ، فریب اور فراڈ کیا جائے اور اپنے دوسرے مسلمان بھائی سے جھوٹ بول کر اسے مذاق کا نام دے دیا جائے۔

حالانکہ اسلام کی تعلیمات ایسی رسومات کی قطعا اجازت نہیں دیتیں کہ جن میں کسی دوسرے کی دل آزاری ہو اور اس کو بری خبر سنا کر پریشانی میں مبتلا کر دیا جائے اور آپ نے بھی اس کا ضرور مشاہدہ کیا ہو گا کہ کتنے لوگ اس طرح اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں کوئی کمزور دل ہوتا ہے کوئی کسی ایسی مرض کا شکار ہوتا ہے کہ اگر اس کو کوئی قیامت خیز خبر سنا دی جائے مثلاً تیرا بیٹا ایکسیڈنٹ میں مر گیا ہے۔ تو یہی خبر اس کے لیے موت کا باعث بن جاتی ہے اس لیے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”مسلمان زانی ہو سکتا ہے مگر جھوٹا نہیں ہو سکتا۔“

افسوس صد افسوس اس امت پر جس نے سچ اور سچائی کے پیغام یعنی اسلام کو عام کرنا تھا وہ خود کو جھوٹ جیسی لعنت میں مبتلا کر رہی ہے۔ میری بہنو! یاد رکھیں ہر وہ رسم اور تہوار جس سے دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا استہزاء لازم آئے اس کو فوراً ترک کر دینا چاہیے اور اپنی زندگیوں سے ہر ایسی چیز کو باہر نکال پھینکیں جو اسلام کے شجر کو آکاس بیل کی طرح نقصان دے رہی ہو۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

چکوال معجزہ کی حقیقت

ماہنامہ بنات اہلسنت، مئی 2010ء

کچھ دن پہلے چند احباب کے فون پہ فون آنے لگے کہ چکوال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ جس گھرانے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرف بخشا وہ ایک غریب شخص کا گھر ہے۔ عشق رسالت میں سرشار یہ شخص ربیع الاول میں میلاد منانا چاہتا تھا لیکن غربت آڑے آئی اور مایوسی سے سو گیا۔ بعض احباب نے یہ بھی بتلایا کہ اس خوش قسمت ترین انسان کی بیٹی مادرزاد نابینا تھی دل عشق رسول سے معمور تھا اور ہر دم یہ خواہش قلب میں مچلتی رہتی تھی کہ

ہمارے گھر بھی ہو جائے چراغاں یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

مختلف قسم کی خبریں موصول ہو رہی تھیں کسی میں آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کا ذکر تھا اور کسی میں محض نعلین پاک کے نقش کا ذکر تھا۔ ملک کے مختلف حصوں سے لوگ جوق در جوق اس خوش نصیب شخص کو مبارک دینے کے لئے آرہے تھے اور نقش پاک جو معجزاتی طور پر ہُویدا ہوا تھا، کی زیارت بھی کر رہے تھے۔

مذکورہ جگہ پر آنے سے پہلے یہ شرط بھی عائد کر دی گئی کہ باوضو ہو کر اور دورد پاک کا ورد کرتے ہوئے آئیں پھر آپ کو نقش نعلین مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو گی۔۔۔ ورنہ نہیں!!!

یہاں تک کہ میڈیا نے اس معاملہ کو اٹھایا ہمارے ایک ٹی وی چینل نے اس

مقام سے نور کی لائیٹیں بھی ٹی وی سکرین پر پیش کر دیں۔ پھر کیا تھا؟ لوگوں میں زیارت کا اشتیاق مزید بڑھا۔ اپنی اپنی فیملیوں کو ساتھ لیے چکوال پہنچنا شروع ہو گئے۔ ایک لمحے کے لئے میرا دل بھی مچلا۔ جی میں آیا سب کام چھوڑ کر جاؤں اور نعلین پاک کو لبوں پہ لگاؤں پھر آنکھوں پر رکھ کر دنیا و عقبی کی تمام خوش نصیبیاں لوٹ لوں۔ پھر کیا ہوا؟؟

اچانک ایک دوست کے فون نے تمام امیدوں پر اس وقت پانی پھیر دیا جب اس نے کہا بھائی جان! چکوال والے معجزے کی حقیقت کا علم ہوا کہ نہیں؟؟؟ ہم نے نفی میں جواب دیا۔ انہوں نے کہا وہاں کے اہل علاقہ جو ''اہل السنۃ والجماعۃ'' کہلاتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ یہ واقعہ جھوٹ پر مبنی ہے۔

میں نے مزید تفصیل جاننے کی کوشش کی تو انہوں نے کہا آپ انٹرنیٹ پر جا کر سرچ کریں سارا معاملہ آپ کی سمجھ میں آجائے گا۔ چنانچہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ Youtube پر جا کر یہ لکھیں Chakwal Mojza ki Haqiqat

معاملہ ہماری سمجھ سے باہر تھا خدایا کیا ماجرا ہے؟؟ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین پاک کے بارے میں بھی لوگ جھوٹ بولیں گے۔ ہمیں کسی بھی مسلمان سے یہ توقع نہ تھی خواہ وہ مسلمان عملی طور پر کیسا ہی گیا گزرا کیوں نہ ہو۔

میرے سامنے وہ شراب و کباب کی محفل، رقص و سرور، طبلہ سرنگی کی تھاپ پر دنیا سے بے غم ایک گروہ نظر آنے لگا! جام سے جام ٹکرا رہے تھے آنکھیں مخمور تھیں بدن ادھر ادھر لُڑھک رہے تھے۔

ایک شخص ان میں سے کہنے لگا "فلاں شاعر کیسا ہے؟ جواب دیا چھوڑ، کسی

اور کی بات کر۔ سائل نے دوسرا نام لیا جواب ملا شعر کی ابجد بھی نہیں جانتا۔ سائل مسلسل سوالات کر رہا تھا اور شرابی شاعر سب کے بارے یہی جواب دے رہا تھا: نکما ہے، جاہل ہے، علم سے کورا ہے، ادب ناشناس ہے، فن شعر میں تہی دامن ہے۔

اچانک سائل کی زبان نے پینترا بدل کر پوچھا: محمد(صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے کیا خیال ہے؟؟ شرابی شاعر کی آنکھیں سرخ ہو گئیں جسم کے بال کھڑے ہو گئے سر کو غصہ سے جھٹک کر شراب کا جام جو لبوں کے قریب ہو چکا تھا پورے زور سے سائل کے منہ پر مارا۔

اے بد بخت !تو اختر کا آخری سہارا بھی چھیننا چاہتا ہے؟ آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی برسنے لگی محفل کا رنگ بدل گیا سائل کی آنکھ نکل کر باہر آ گئی۔

اس تصور سے میں کانپ اٹھا! خدارا مسلمان کب سے ایسا ہو گیا ہے کہ اپنی جھوٹی شہرت کے لئے آقا کے نعلین کی قیمت (العیاذ باللہ) داؤ پر لگا دے گا۔ دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

جہاں روح الامین ہوں پر سمیٹے ششدر وحیران
وہاں جرأت کرے کیا، ایک بے مایہ حقیر انسان

خیر! Youtube پر جا کر ہم نے لکھا Chakwal Mojza ki Haqiqat ہمارے سامنے کیا حقائق کھلے؟ آپ بھی سنیں۔

ایک ٹی وی چینل کے انٹرویو لینے والے افراد کا گروپ چکوال کے علاقہ دھرابی میں پہنچا۔ براہ راست وہاں لوگوں کے انٹریوز لیے۔ ان میں خود اس شخص کا انٹرویو بھی شامل ہے جس کا دعوی تھا کہ میرے گھر میں یہ واقعہ رونما ہوا ہے۔ انٹرویو

سن کر ہم اس نتیجے تک پہنچے کہ سیاہ کو سفید کا نام دیا جا رہا ہے ان انٹرویوز میں سب سے اہم وہ ہے "خان اکبر" کا انٹرویو۔

خان اکبر کون ہے؟

یہ اس شخص کی والدہ کا کزن ہے جو دعوی کر رہا ہے کہ میرے گھر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانات نعلین پاک ہیں۔ خان اکبر نے سارا واقعہ تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا کہ مجھے "تنویر عطاری" کی والدہ نے کہا: ”میرے بیٹے تنویر کو سمجھاؤ کہ وہ یہ ڈرامہ نہ کرے۔“

مزید اس نے کہا کہ جس رات یہ ڈرامہ رچایا گیا میں صبح صبح تنویر کے گھر گیا میں نے وہاں جا کر ناشتہ کیا اور تقریباً ساڑھے سات بجے کے قریب میں نے ”تنویر“ کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا، وہ آنکھیں ملتا ہوا میرے پاس آیا۔ میں نے اس سے کہا: ”تجھے شرم نہیں آتی ایک طرف تو کہتا ہے میرے گھر آقا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں دوسری طرف تو نے صبح کی نماز بھی نہیں پڑھی۔“ ان انٹرویوز سے انکشافات کا ایک باب کھلتا چلا گیا۔ مثلاً:

صرف ایک نعل پاک کا نقش ہے۔

تین دن بعد اس جگہ نیچے زمین پر اللہ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی لکھ دیا گیا بعد ازاں لوگوں کی لعن طعن پر اس کو مٹا دیا۔

نعل پاک کا سائز تقریباً پانچ سے چھ فٹ لمبا ہے نعل پاک کی چوڑائی تقریباً اڑھائی فٹ ہے۔

نعل پاک کی تصویر کا کام ٹھیکے پر ہے۔

ٹھیکہ دار تصویریں اسٹالوں پر 15 روپے کے حساب سے دیتے ہیں اسٹال والا 25 میں فروخت کرتا ہے۔

ہر شخص کو تصویر کھینچنے کی اجازت نہیں۔ بالکل ساتھ ساتھ اسٹالز پر رکھی گئی تصاویر میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

اہل علاقہ کے تبصرہ جات اس شخص کے مخالف ہیں۔

زائرین میں تقریبا 91 فیصد لوگ اس واقعہ کو جھوٹا قرار دے رہے ہیں۔

علاقہ کے اکثر علماء نے اس شخص کو گستاخ رسول کا حکم لگا کر خارج از اسلام قرار دے دیا ہے۔

اس واقعہ سے میرا ذہن ترمذی شریف کی حدیث کی طرف چلا گیا۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تم میں سے کوئی شخص ایک جوتا پہن کر نہ چلے۔ یا دونوں پہن کر چلے یا دونوں اتار کر چلے"

تو کیا حضور ایسی باتوں کا حکم دیتے اور خود ان باتوں کی مخالفت کرتے؟؟؟

اس طرح ڈاکٹر عبد الحیٔ عارفی نے اپنی کتاب اسوہ رسول کے صفحہ 126 پر نعل پاک کی پیمائش کا ذکر بھی کیا۔

چنانچہ لکھتے ہیں:

نعلین شریف ایک بالشت اور دو انگل لمبے اور سات انگل چوڑے تھے اور نیچے سے دونوں کے درمیان کا فاصلہ دو انگل تھا۔

یاد رکھیں! اہل السنۃ والجماعۃ کا یہ عقیدہ ہے کہ زمین کے جو ذرات آقا کے

جسم اقدس سے ملے ہوئے ہیں وہ ساری کائنات میں سب سے اعلی ہیں اس کی تصریح ملا علی قاری کی کتاب مناسک کے صفحہ 595 پر موجود ہے علامہ سمہووی نے وفاء الوفاء کی جلد1 صفحہ نمبر 31 پر بھی اس کی وضاحت کی ہے۔

خلاصہ یہ کہ ہم تو ان ذرات کو بھی عرش و کرسی سے افضل مانتے ہیں جو آپ کے مبارک جسم سے ملے ہوئے ہیں اور نعلین مبارک کو تو یہ شرف برسہابرس حاصل رہا ہے ہم اس کی بھی تعظیم کرتے ہیں لیکن ہم اس قدر سادے بھی نہیں کہ کوئی اس کی آڑ میں اپنے جھوٹ کو پروان چڑھاتا رہے اور ہم خاموش رہیں۔

آخر میں ہم چکوال انتظامیہ سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ اصل واقعہ کی مکمل تحقیق، مجرم کی تفتیش کر کے حقائق کو سامنے لائیں تاکہ عوام سچے اور جھوٹے عشاق کی پہچان کر سکیں۔ بندہ اس بات کو بطور پیشن گوئی کے کہتا ہے کہ اگر کوئی اس جگہ کو کھود کر دیکھے تو وہ فراڈ کے سوا کچھ نہیں پائے گا۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

ختم نبوت کا پاسبان

ماہنامہ بنات اہلسنت، جون 2010ء

بقا صرف اللہ کی ذات کو ہے باقی سب کو موت کے دروازے، برزخ جانا ہے۔ خوش نصیب تو وہ ہے جس کا موت بھی استقبال کرے...ہاں! یہ خوش نصیبی اولیاء اللہ کی صحبت سے بہت جلد مل جاتی ہے۔... قافلہ راہ روان وفا کے سرخیل شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ خاص مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ بھی انہی خوش نصیب ہستیوں میں سے تھے۔

سچ کہوں! لکھنا کوئی دشوار کام نہیں... لیکن... ایسی برگزیدہ شخصیات کی زندگی پر خالی صفحات کا سامنا میرے لیے بہت مشکل ہوتا ہے...مجھے احساس ہوتا ہے کہ پاکیزہ سیرت پر میرے قلم کی طبع آزمائی مخمل پر ٹاٹ کے پیوند کا نقشہ لائے گی اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ان کے ذکر کے بغیر دل کو چین نہیں آتا اس لیے چند سطور لکھنے بیٹھ گیا ہوں۔

آج سے 98 سال قبل خواجہ عمر رحمۃ اللہ علیہ کے گھرانے میں ایک بچے (خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ) نے آنکھ کھولی...جو 5 مئی کی شام ہمیشہ کے لیے بند ہو گئی...کسے خبر تھی کہ کل کو یہ عوام وخواص کا مرجع بن جائے گا اور رشد و ہدایت کی ایسی نہریں بہائے گا کہ ایک خلقت اس سے سیراب ہو گی۔ بچپنے سے جوانی تک کی مسافت طے کی تو مرکز علم و عرفان دارالعلوم دیوبند کا رخ کیا جہاں آپ کی زندگی میں انقلابی تبدیلیوں نے جگہ لی۔ آپ نے جہاں علم وآگہی کے موتی چنے وہاں طریقت کے

چشمہ سے بھی خوب پیاس بجھائی۔

جب سینہ مبارک علم کے نور اور معرفت وطریقت سے معمور ہوا تو آپ نے اپنے آبائی وطن میانوالی کا رخ کیا اور خانقاہ سراجیہ کندیاں کی مسند ارشاد کو رونق بخشی اور سالکین کو معرفت حق کی مے بھر بھر پلانے لگے ہر شخص اپنے ظرف کے مطابق فیض یاب ہوتا رہا۔

حضرت کے چہرہ کو جب کبھی تصور میں لانے کی کوشش کرتا ہوں تو ہلکی سی نمی آنکھوں میں پھیل جاتی ہے اور اسی نمی میں ان کا چمکتا چہرہ نظر آنے لگتا ہے کافی دیر تک آنکھوں میں بنے حلقے اس چہرے کا طواف کرتے ہیں اور پھر......

کبھی سوچتا ہوں کہ لوگ ”ایسے“ کیسے بن جاتے ہیں؟ تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ کوئی کہہ رہا ہے: ”دیکھتے نہیں ہو کہ انہوں نے کس مشقت سے زندگی کے دن کاٹے تھے؟ عقیدہ ختم نبوت پر قربانیوں کی داستان جب پس دیوار زنداں رقم کر رہے تھے تب تم نے ان کے اس حال کو کیوں نہیں دیکھا؟ تزکیہ نفس کے کٹھن مراحل کس طرح عبور کیے یہ تمہاری نظروں سے اوجھل کیوں ہے؟

وہ دیکھو 65 سال بلاناغہ حرمین شریفین کا سفر بیت اللہ پر حاضری کے بعد اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور درود وسلام کے زمزمے، تم کو کیوں نہیں سنائی دیتے؟ ایک شخص کی نہیں ہزاروں، لاکھوں افراد کی اصلاح، بھولے بھٹکے لوگوں کو جادۂ مستقیم پر لانا، عبادت وریاضت، سلوک واحسان کے زینے چڑھتے چڑھتے کیا وہ اس مقام پر نہیں پہنچیں گے ؟؟؟

آج تو محبت کے پیمانے بدلتے جارہے ہیں، خوشامد کی وبا نے عقیدت کے

گلوں کو یوں مسل دیا ہے کہ عقیدت مندوں کے ہجوم میں بہت کم کسی کی پیشانی روشن دکھائی دیتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت کی زندگی کو اپنایا جائے اور اپنا دل و دماغ پاک صاف رکھا جائے ، رہن سہن، بودوباش کو اسلامی تعلیمات پر ڈھالا جائے۔ عقیدے اور مسلک کی محنت پر زندگی کھپائی جائے ورنہ محض الفاظ کی جمع پونجی سے عمل کے پھول نہیں کھل سکتے۔ یہ بات ممکن عجیب محسوس ہو!! لیکن کیا کروں ؟ حقیقت یہی ہے۔ جب تک ان کی تعلیم اپنائی نہ جائے آدمی اللہ کے ہاں ان کے محبین کی فہرست میں شامل نہیں ہو سکتا۔

بے ربط اور بے کیف سی تحریر میری اس بات کی دلیل بنے جا رہی ہے جسے شروع میں عرض کر چکا ہوں۔ میں اپنے قلم میں وہ زباں کہاں سے لاؤں جس سے الفاظ جنم لے کر ان کی مدح سرائی کر سکیں۔ اللہ رب العزت آپ کی قبر کو روشن فرمائے اور ہم سب کو اپنے پیاروں کا فرمانبردار بنائے۔

آمین یارب العلمین

والسلام

محمد الیاس گھمن

ایمان و عمل کی بہاریں

ماہنامہ بنات اہلسنت جولائی 2010ء

مالک ارض وسما کے بے پایاں انعامات کا شکر کیونکر ادا ہو جس نے ہماری کاوشوں کو اپنے فضل وکرم سے قبولیت سے نوازا، بے شک وہ بہت نوازنے والا ہے۔ تعلیمی اداروں میں موسم گرما کی تعطیلات کے ساتھ ہی ملک کے طول وعرض میں صراط مستقیم کورسز کا آغاز ہو گیا، ہمارے مخلص رفقاء کی شبانہ روز انتہائی محنت نے اپنا رنگ دکھانا شروع کیا۔ بحمد اللہ تعالی کراچی، لاہور، پشاور، راولپنڈی اور فیصل آباد جیسے گنجان آباد شہروں سے لے کر دور دراز کے دیہاتوں تک اس کورس کو پڑھانے کے لیے مراکز قائم ہوئے۔

اسکولز، کالجز، مدارس، مساجد، گھر، بیٹھکیں، ڈیرے کون سی ایسی جگہ ہے جہاں تعلیم وتعلم کی یہ محفلیں نہ جمائی گئیں۔ ہماری بہنوں کی دلچسپی اور توجہ کا یہ عالم کہ اس مرتبہ خواتین کے حلقہ جات کی تعداد مردوں سے کہیں بڑھ گئی۔ مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ کے منتظمین کو صراط مستقیم کورس کی کتب کے لیے تقاضوں پر تقاضے آرہے تھے اور یہ حضرات مسرت بھری حیرانی میں گم تھے کہ کیا کریں؟ جتنی کتب چھپوائی جاتیں فوراً ختم اور تقاضے بدستور!

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا کریں ''احناف میڈیا سروس'' کی باہمت ٹیم کو جنہوں نے دن رات میں فرق روا رکھے بغیر صراط مستقیم کورس کی کتب، اشتہارات اور متعلقہ مواد کو طباعت واشاعت کے مراحل سے گزار کر باوقت ہر جگہ پہنچانے کا انتظام

کیا۔ تادم تحریر تقاضے جاری ہیں اور ان باہمت، مخلص اور قابل رشک نوجوانوں کی محنت وکاوش بھی!

علم دین سیکھنے سکھانے کی ان مبارک محفلوں میں اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیز کے طلبہ وطالبات کے ساتھ ساتھ سفید ریش بزرگ اور عمر رسیدہ خواتین بھی شریک ہیں اور کیوں نہ ہوں کہ دین دیکھنا سکھانا کسی خاص عمر کا پابند نہیں کہ ہمارے حبیب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

اطلبو العلم من المهد الی اللحد

کہ ماں کی گود سے لے کر قبر کے کناروں تک علم حاصل کرو۔

ہمارا ریکارڈ بتا رہا ہے کہ اس سال ملک بھر میں ایک ہزار سے زیادہ مقامات پر یہ کورس منعقد ہو رہا ہے جب کہ گذشتہ سال یہ تعداد تقریباً 850 تھی۔ یہ بڑھتی ہوئی تعداد جہاں اس کورس کی عند اللہ مقبولیت پر دلیل اور ہمارے قلوب کے اطمینان کا باعث ہے تو دوسری طرف ہمارے ان دوستوں کے لیے دعوت فکر کا سامان بھی ہے جو صبح شام یہ کہتے نہیں تھکتے کہ:

” جی! لوگوں میں دین پڑھنے پڑھانے کا جذبہ ہی نہیں رہا کیا کریں کوئی پڑھنے ہی نہیں آتا، جی ہمارے پاس کون آئے گا دینی باتیں سیکھنے؟؟ وغیرہ...“

ہم ان تمام احباب کی خدمت میں گذارش کریں گے کہ مایوسی سے باہر نکلیں، کمر ہمت باندھیں اور دین کو سیکھنے سکھانے کا جو جذبہ ہمارے لوگوں خصوصاً ہماری بہنوں میں ہے اس کو خداوندِ ذوالجلال کا انعام عظیم سمجھتے ہوئے یہ عہد کریں کہ جو وقت گذر گیا اس کی تلافی کریں گے۔

یاد رکھیے! اب بھی وقت ہے موسم گرما کی تعطیلات ابھی نصف سے زیادہ باقی ہیں آئیں ہمارے ساتھ مل کر اپنے پیارے نبی کے دین کو ان لوگوں تک پہنچائیں جو اس کے پیاسے تو ہیں لیکن یہ نہیں جانتے کہ اس کی اصل صورت میں اسے کہاں سے حاصل کریں۔

نہیں ہے نا امید اقبال اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

صراط مستقیم کورس کو کتابی شکل میں منگوانے اور دیگر تفصیلات کے لیے درج ذیل نمبرز پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

0332-6311808 0321-6353640

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دین کی محنت کے لیے قبول فرمائیں۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

ہمارا راستہ ہماری منزل

ماہنامہ بنات اہلسنت، اگست 2010ء

آج ہماری زندگی میں پھر ایک بار 14 اگست کا دن آرہا ہے۔ اس سے ہماری بہت سی یادیں وابستہ ہیں۔ 63 سال پہلے اس ملک کو جب حاصل کیا جارہا تھا تو اس کا مطلب یہ قرار پایا تھا: ”لا الہ الا اللہ“ آسان لفظوں میں آپ اسے ” اسلام کی بالادستی“ کہہ سکتے ہیں۔

اس کی خاطر کتنی قربانیاں دی گئیں۔ اس کا تصور کرتے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ہر طرف ہندو سکھ بلوائیوں کا شور شرابہ، قتل و غارت، عصمت دری، لوٹ مار، جنگ و جدل، مسلمانوں کے لاشے گر رہے تھے۔

قارئین! ذرا چشمِ تصور کو وا کیجئے۔ ماؤں سے ان کے دودھ پیتے بچے چھین کر موت کے گھاٹ اتارے جارہے ہیں۔ بہادر نوجوان اس ملک... جس میں ہم بستے ہیں... کو حاصل کرنے کے لیے تن من دھن کی بازی لگا رہے ہیں۔ علماء کرام اس جہد مسلسل کی پیہم کوشش میں ہمہ وقت مصرف و مشغول نظر آرہے ہیں۔ بوڑھوں کے درد بھرے نالے عرش معلی کو حرکت دے رہے ہیں، بے کسوں کی آہیں افلاک کا سینہ چاک کر رہی ہیں سب کی زبان پر یہی الفاظ ہیں:

”پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ“

”ہم غلامی کی زندگی نہیں چاہتے۔ ہم آزاد قوم ہیں آزادی چاہتے ہیں اور اس آزادی کے حصول کے لیے ہمیں جان کی بازی بھی لگانی پڑی تو ہم لگا دیں گے۔ لیکن

ایک ایسی ریاست ضرور حاصل کریں گے جس میں ہم آزادی سے جی سکیں اور ہم آزادی سے اپنے دین پر عمل پیرا ہو سکیں۔ جہاں اسلام کا قانون ہو، جہاں خلاّقِ عالم کا ابدی دستور (قرآن) کا نظام ہو، جہاں امن، انصاف اور عدل کی فراوانی ہو، جہاں مظلوم کوئی نہ ہو، جہاں ظالم کو اس کے ظلم کی کڑی سزا دی جائے۔ رشوت، چور بازاری نام کی کوئی چیز نہ ہو۔ ہم ایسی ریاست چاہتے ہیں جس میں مسلمان کی شناخت باقی رہے۔ اسلامی حمیت وغیرت قائم رہے۔“

یہ وہ جذبات تھے جو آزادی کے متوالوں کے سینوں میں موجزن تھے۔ جن لوگوں نے جان گھر بار اور سب کچھ لٹا کر اس دیس کو حاصل کیا تھا آج وہ بزبان حال ہم سے شکایت کر رہے ہیں کہ:

کیا یہی وہی پاکستان ہے جس کے لیے ہم ہندوؤں بلوائیوں سے سر بکف ہو کر بھڑ گئے تھے؟ کیا یہ وہی پاکستان ہے جس کے لیے ہم سولیوں پر جھول گئے؟ کیا یہ وہی پاکستان ہے جس کے لیے ہمارے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے گئے؟ کیا یہ وہی پاکستان ہے جس کے بارے میں ہم سب نے یہ نعرہ بلند کیا تھا:

پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ

کیا یہ وہی دیس ہے جس کے بارے ہم یہ چاہتے تھے کہ اس میں امن وعدل کی بہاریں چلیں، جہاں انصاف کے پھول کھلیں۔ جہاں اسلام کی تعلیمات عام ہوں؟ لیکن!

اس میں تو ہمیں... پاکستان پر کٹ مرنے والوں... کو وہ نظر نہیں آ رہا جو ہم چاہتے تھے۔ اس پاکستان میں تو پاکیزہ اقدار کو ختم کرنے کی سازشیں ہیں۔ اس میں

تو اسلام کی بالادستی ہنوز درجہ التواء میں پڑی ہوئی ہے۔ آئین بنتے تو ہیں لیکن... وہ آئین کب بنے گا جب اسلام کے نفاذ کا اعلان ہو گا؟ آئین بنتے تو ہیں لیکن... وہ آئین کب بنے گا جس کی وجہ سے ملک سے بدامنی کا جنازہ نکل سکے؟ قانون بنتے تو ہیں لیکن وہ قوانین کب بنا کر لاگو کیے جائیں گے جس سے واقعی مجرم سزا قرار پائے؟

آج ان لوگوں کے شکوے سنتا ہوں تو دل پھٹنے کو آتا ہے۔ ان کی شکایتیں سن کر یقین ہو جاتا ہے کہ وہ سچے ہیں اور ہم راہ بھول چکے ہیں۔ پھر یکایک مجھے کوئی نادیدہ طاقت تسلی دیتی ہے کہ راہ بھولے ہو، منزل تو نہیں بھولے! راستہ تو پھر بھی مل جاتا ہے، منزل بھول گئے تو اس کی تلاش مشکل ہو جائے گی۔ سنو!

”ہمارا رستہ آزادی ہے اور ہماری منزل اسلام کا نفاذ ہے۔“

خدا وہ دن جلد لائے جب میری قوم اپنا رستہ بھی پالے اور اپنی منزل بھی۔

آمین ثم آمین

والسلام

محمد الیاس گھمن

گر وقت آپڑا ہے

ماہنامہ بنات اہلسنت، ستمبر 2010ء

اے میرے الہ! کیا ماجرا ہے؟ اب نظر اٹھتی ہے تو ہر طرف سے پریشانیوں کے بت کھڑے دکھائی دیتے ہیں۔ اب تو قلم کا وظیفہ محض فریادیں کرنا اور غم کے نوحے لکھنا ہی رہ گیا ہے۔

وطن عزیز پاکستان کو نجانے کس کی نظر لگ گئی ہے کہ امن، سکون، اطمینان، راحت، محبت، موانست، اخوت وبھائی چارگی اس سے دور بھاگنے لگے ہیں اور بے چینی، خوف وہراس، تشدد، ناانصافی اور ظلم کے بھوت اس وطن عزیز کو نگلنے کے لیے منہ کھولے کھڑے ہیں۔

اس تغیر وتبدل کا ذمہ دار اور قصوروار کون ہے؟ اس کا جواب جس قدر آسان ہے اسی قدر ہم نے پیچیدہ بھی بنا رکھا ہے۔ جب قوم اجتماعی گناہوں میں بے محابہ شریک ہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے وہ آفات وبلیلات نازل ہوتی ہیں جن کو روکنا پھر کسی کے بس کا روگ نہیں ہوتا۔

ہم بحیثیت قوم اپنے رب کے مجرم ہیں اس لیے بحیثیت قوم ہم پر ان آفتوں کا نزول بھی ہو رہا ہے۔ سیلاب کے بے رحم ریلے ہوں یا زلزلے کے زوردار جھٹکے! ہمارے اپنے گناہوں کا نتیجہ ہے اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب گناہ کا احساس بھی دل سے جاتا رہتا ہے اور صبح وشام کی زندگی خدا اور رسول کی نافرمانیوں سے گزرنے لگے۔ گناہ گار ہونا اتنا بڑا جرم نہیں، جتنا کہ احساس گناہ کو دل سے ختم کر دینا۔

وطن عزیز پاکستان میں سیلابی ریلوں، طوفانی بارشوں اور دہشت گردی کے واقعات نے ہونٹوں سے مسکراہٹوں کے پھول چھین لیے ہیں۔ ہر صبح کو نئی فکر اور ہر شام کو نئی پریشانی مقدر بن گئی ہے۔

تو آیئے! خدا کے قرآن سے پوچھتے ہیں کہ یہ فسادات کیوں رونما ہوتے ہیں؟ ان کے محرکات کیا ہوتے ہیں؟ یہ ختم کیسے ہوسکتے ہیں؟ بچاؤ کی تدابیر کیا ہیں؟ قرآن کریم نے اس عقدے کو یوں حل فرمایا ہے کہ بحر وبر میں جو فساد ظاہر ہوتا ہے یہ لوگوں کے اپنے کرتوتوں کا نتیجہ ہوتا ہے۔ آگے خدا تعالیٰ نے فرمایا: ”یہ اس لیے ہے تاکہ اللہ ان لوگوں کو اس کا مزہ چکھائے جو لوگ یہ (برے) اعمال کرتے ہیں۔“

معلوم ہوا کہ بحر وبر کا فساد، ہماری اپنی شامت اعمال ہے۔ اس کا قصوروار کسی اور کو ٹھہراتے رہنا اور اپنی بد عملیوں سے نظریں چرا لینا خود کو جھوٹی تسلی دینے کے مترادف ہے اور جب تک ہم (من حیث القوم) اپنے جرائم سے توبہ نہیں کریں گے اس وقت تک یہ آسمانی آفات اترتی رہیں گی۔

انسان کو توبہ کی توفیق بھی تب ہوتی ہے جب وہ اپنی زبان اور اپنے دماغ کو کنٹرول میں رکھتا ہے۔ جب وہ شتر بے مہار بن جائے زبان ودل سے بے ادبی پر اتر آئے اور (العیاذ باللہ) خدائی احکامات کا تمسخر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں سے مذاق اور اولیاء صالحین کے نقش قدم پر چلنے سے روگردانی سے کام لے، تو سمجھ لیجئے کہ یہ اپنی جان پر خود ظلم کررہا ہے۔ ان مشکل، جان گسل اور روح فرسا اوقات میں ایثار وہمدردی کا وہ نمونہ بن کر دکھادو جسے قرآن کہتا ہے

وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

وہ اپنے آپ پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود بھوکے کیوں نہ ہوں۔ ان قرآنی آیات پر عمل کر کے دکھلا دیجئے جسے آج سے پہلے فقط پڑھ کر یا سن کر آگے گزر جاتے تھے۔ یعنی اپنے میں وہ صفات پیدا کریں کہ

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا

الدھر، 1

وہ مساکین و یتامی اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں، محبت کی وجہ سے۔

آیئے! ان بے کسوں بے گھروں اور بے سہارا لوگوں کے ہاتھ تھام لیں، ان کے آنسو پونچھ لیں ان کو ان کے گھر بسا دیں، ان کو غیر مسلم این جی اوز کے ”رحم و کرم“ سے بچا لیں اور مستند علماء اہل السنۃ والجماعۃ کے زیر نگرانی رفاہی تنظیموں کے حوالے کریں جو ان کے ایمان اور مال و جان کے سچے رکھوالے اور معمار ہیں۔ تعمیر وطن اور تعمیر قوم کے مقدس فرض میں بڑھ چڑھ کر اور خوب دل کھول کر حصہ لیں۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

مجھے ہے حکم اذان

ماہنامہ بنات اہلسنت، نومبر 2010ء

مصور پاکستان علامہ محمد اقبال رحمہ اللہ نے مسلمانوں میں جو آزادی کی روح پھونکی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اقبال کا پاکستان کے بارے میں جو تصور تھا... اب وہ تصور مٹتا چلا جارہا ہے۔ ستم بالائے ستم یہ کہ اب اقبال کو دشمنِ وطن اور دشمنِ اسلام قرار دیا جارہا ہے، جذبہ حریت کو جِلا بخشنے میں اقبال کی ہمہ وقتہ کاوشیں اور کُڑھن خود علامہ کے اشعار میں دیکھی جاسکتی ہے۔ محسوس ہوتا ہے کہ علامہ قلم سے نہیں ...دل سے لکھتا ہے۔

اقبال کی بلند خیالی اور عزائم کو دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ ایک انقلاب کے خواہاں تھے!!!! جس انقلاب سے مسلمان اپنی ”خودی“ کو پہچان سکے اور اقوامِ عالم میں اپنی عظمت و سطوت کا سکہ جما سکے، مسلمانوں کی زبوں حالی دیکھ کر اقبال شکوہ کرتا ہے ... اقبال کے شکوہ میں بعض تنگ نظر لوگوں کو کفر و شرک کے مجسمے کھڑے نظر آنے لگے اور بلا تامل اقبال کو کافر کہہ ڈالا، زمانے پر نظر کر کے اور اہل اسلام کی غلامی اور محکومی کو سامنے رکھ کر شکوہ اقبال کو پڑھا جائے تو آج بھی وہ ہمیں جھنجھوڑتا ہے کہ اے مسلمان!

شور ہے، ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود!

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں! جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

سچ بتایئے کیا ایسا ہی نہیں ہے؟ کیا مسلمان نے اپنی پہچان بھلا نہیں دی؟ کیا وہ اپنی وضع قطع میں گورے کی اترن پہن کر اترا نہیں رہا؟ بود باش میں یہود و نصاری کی مشابہت اختیار کر کے خود کو ’’روشن خیال‘‘ باور نہیں کرواتا پھرتا؟ کیا اقبال کا یہ شکوہ بے جا ہے کہ

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیازمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

مسلمانوں کے مقدس مقامات اور انوار و تجلیات کے مراکز کو بموں کے زہر سے آلودہ نہیں کیا جا رہا؟ فرقہ بندی کی تخم ریزی کرنے والے دین اسلام کے مبلغین کو اُن ناکردہ جرائم کا مرتکب ٹھہرا کر انصاف کا منہ نہیں چڑایا جا رہا؟

ہو رہا ہے... سب کچھ ہو رہا ہے اس کے باوجود بھی ہم اقبال کے ’’دیس‘‘ میں بس رہے ہیں!!! آدمی جتنا بلند ہوتا جاتا ہے اس کے معاندین بھی بڑھتے چلے آتے ہیں۔ اقبال کے معاندین کی بھی ایک طویل فہرست ہے جو اقبال سے محض اس لیے ’’شاکی‘‘ ہیں کہ ختمِ نبوت کو ماننے والا کیوں تھا؟ ’’سُنیّت‘‘ کی راہ پر کیوں ساری زندگی بسر کر دی؟ چنانچہ معاندین اقبال جو در حقیقت وطنِ عزیز پاکستان کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ انہوں نے اقبال کے بارے میں لام گزاف باتیں گھڑ رکھی ہیں۔

ڈاکٹر محمد ایوب صابری نے ’’اقبال دشمنی؛ ایک مطالعہ‘‘ کے نام سے ایک کتاب تحریر کی ہے جس میں ان لوگوں کا ذکر ہے جنہوں نے اقبال کو مجرم قرار دیا اور

اقبال کا جرم بھی اپنے مذہب اور مسلک پر پختگی تھا۔ کیا یہ سچ نہیں کہ علماء حقہ سے میل ملاپ کے بعد خصوصاً خاتم المحدثین علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ سے تعلق کے بعد تو اقبال کے فکر و نظر میں اس شعور نے جنم لیا جس کے باعث اقبال ”علامہ اقبال“ کہلائے۔

وطن عزیز کے حالات جس قدر ابتر ہو رہے ہیں اور پچھلی کچھ دہائیوں سے آئے دن ناگفتہ بہ حالات واقعات اور حوادث دیکھنے میں آ رہے ہیں ان کا حل آج سے کافی عرصہ پہلے اقبال نے ہمیں بتلا دیا تھا۔ جس کا لب لباب یہی ہے کہ مسلمان! تو کامل مسلمان بن جا! وطن عزیز میں پھیلی ساری خرابیاں ختم ہو جائیں گی۔

اقبال کی ایک بات جس سے میں بے حد متاثر ہوا ہوں اور ہونا بھی چاہیے وہ یہ ہے کہ علامہ نے ہمیشہ ہمت اور حوصلہ کا سبق دیا، احساسِ کمتری سے باہر نکالا۔ وہ ہر حال میں اسلام کی اشاعت اور حفاظت کے لیے سرگرم تھے اور کہا کرتے تھے کہ

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ

والسلام

محمد الیاس گھمن

حسینیت کی صد الا الا اللہ

ماہنامہ بنات اہلسنت، دسمبر 2010ء

اسلامی سال کی ابتداء ہو رہی ہے، محرم الحرام کا مقدس اور محترم مہینہ ایک بار پھر ہماری زندگیوں میں آرہا ہے۔ اس ماہ سے ہماری کئی داستانیں وابستہ ہیں۔ یکم محرام الحرام کو خلیفہ دوم خلیفہ راشد سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو ابولؤلؤ فیروز نے مصلیٰ نبوی پر دورانِ نماز شہید کر ڈالا۔ یہ امت کے لیے بہت بڑا سانحہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اسلام اور اہل اسلام کے لیے بے پناہ قربانیاں آج تک بلکہ قیامت تک یاد رکھی جاتی ہیں اور رکھی جاتی رہیں گی۔

آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں امن و سلامتی کی وہ داستان رقم کی جسے آج کا مؤرخ بطور نمونہ اور مثال کے پیش کرتا ہے۔ دینی معاملات اور احکام الٰہی کی تنفیذ میں اتنے نڈر اور بے خوف تھے کہ آپ کے سامنے کوئی بھی ناجائز بات کہنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں فنا تھے۔

زبان نبوت سے نکلے ہوئے آبگینے آپ کی شخصیت کو مزید روشن کر دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی کہ اگر میرے بعد کوئی اور نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے۔

لو کان بعدی نبی لکان عمر

سنن الترمذی، رقم الحدیث 3686

آپ رضی اللہ عنہ میں اوصافِ نبوت جلوہ گر تھے لیکن چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں

تسلیم کیا جا سکتا۔

اس کے بعد محرم کے مبارک ایام میں جس شخصیت کا ذکر خیر کثرت سے کیا جاتا ہے وہ خانوادۂ نبوت کا روشن چراغ حضرت حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اسلام کی خاطر اپنے سارے خاندان کی میدان کرب وبلا میں فقید المثال قربانی پیش کی۔ لیکن یار لوگوں نے اس کو اس طریقے پر بیان کیا ہے کہ حقیقت مغلوب اور افسانہ نگاری غالب آنے لگی اور رطب ویابس روایات کو توڑ موڑ کر اپنے مطلب کی بلکہ اپنے اختراع کردہ دین کو ثابت کرنے کی کوشش بھی کی۔

یہ عجیب تماشہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی تعلیم سے روگردانی کر کے ہائے حسین ہائے حسین کا ڈھنڈورا پیٹا جائے صرف یہ باور کرانے کے لیے کہ ہم ہی حسین کے ماننے والے ہیں۔ تعصب سے ماوراء ہو کر اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے اور زمینی حقائق کو نظر انداز بلکہ جھٹلایا نہ جائے تو کون سی حسینی ادا ہے جو ان لوگوں نے اپنا رکھی ہے؟ مثلاً حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے نہ تو اضافے کی گنجائش اور نہ ہی کمی کی۔

حسینی وضو، حسینی اذان، حسینی نماز، حسینی عقائد ونظریات، حسینی توحید، حسینی عقیدۂ رسالت حسینی عقیدۂ حقانیت کتاب اللہ۔ الغرض! کون سی ایسی چیز ہے جس میں یہ لوگ حسینیت کا دم بھرتے ہیں اور علی الرغم محبینِ حسین رضی اللہ عنہ بھی یہی ہیں۔ فیاللعجب!!!

بلکہ حسینیت کو کامل طور پر اہل السنۃ والجماعۃ نے اپنایا ہے۔ عقیدۂ توحید سے

لے کر شہادت تک، حفظِ قرآن سے لے کر صبر و شکر کی منازل تک۔ ہر موڑ پر حسینی کردار کو اہل السنۃ والجماعۃ نے زندہ کیا ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ صابر و شاکر تھے اس لیے اہل اسلام اور اہل ایمان نوحہ اور ماتم والے مذہب سے دستبردار ہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ حافظ قرآن تھے اس لیے اہل السنۃ والجماعۃ کے کروڑہا مرد وزن حفظِ قرآن کو اپنی دنیوی اور اُخروی سعادت جانتے ہیں۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ حضرات شیخین کریمین، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور دیگر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مومن جانتے تھے۔ بلکہ خلفاء ثلاثہ کو اپنا مقتدا اور پیشوا تسلیم کرتے تھے۔ اہل السنۃ بھی تمام صحابہ کرام کو عادل مانتے ہیں اور خلفاء ثلاثہ کی خلافت کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ سے سابق مانتے ہیں ۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ مشکل وقت میں جوانمردی سے ، تحمل سے، بردباری سے کام لیتے تھے۔ اس لیے اہل السنۃ حسینیت کو زندہ رکھتے ہوئے ''تقیہ'' جیسی لعنت کو ہرگز اپنا دین ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

محرم میں امن و امان کی ہر پیش کش ہمیں منظور ہے لیکن اگر اہل السنۃ کے افراد کا گلا دبایا جاتا رہا اور فریقِ مخالف کو کھلی چھٹی دی جاتی رہی کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کو جو دل میں آئے کہتے پھریں... یہ بات انتظامی حوالے سے اھل السنۃ کبھی بھی قبول کرنے کے حق میں نہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ والی تعلیم کو عام کیا جائے جس میں صدق و صفا، اتحاد، اتفاق، امن و آشتی، پیار، محبت و مودت، حسنِ اخلاق کا درس ہے۔

ہم فرقہ واریت، وطن دشمنی، تفرقہ بازی، لعن طعن اور تشدد پر قطعاً یقین

نہیں رکھتے اس کا یہ بھی مطلب نہیں کہ ہمارے ایمان کے مراکز حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر ہر ایرا غیرا جس طرح چاہے زبان درازی کرتا پھرے!!!

ہاں! مجھے خوشی ہوگی کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ بتلایا جائے آپ رضی اللہ عنہ کے عالی اخلاقِ کریمانہ کا ذکر خیر کیا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی عظمت، سطوت اور شان و شوکت، ثابت قدمی بیان کی جائے۔ یہاں میں ایک اور بات کا ذکر بھی کرتا جاؤں۔ آج کے میڈیائی دور میں جہاں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکے بنائے جارہے ہیں نعوذ باللہ وہاں آپ کی اولاد اور اہل بیت کے خاکے بھی تیار کیے جارہے ہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شبیہ بنا کر عوام الناس کے قلوب و اذہان میں یہ اثر ڈالا جارہا ہے کہ خاندانِ نبوت کے افراد ایسے تھے۔

کربلا کا میدان، گھوڑا، دُلدُل ذوالجناح اور بھی کئی خلاف حقیقت چیزیں پوسٹروں پر شائع کی جارہی ہیں اور ایک سوچے سمجھے منصوبے کے پیش نظر عوام الناس کو ان جعلی اور نقلی تصاویر سے مانوس کیا جارہا ہے۔ بعض عقیدت مندوں نے تو وہ تصاویر لا کر اپنے گھروں، دفتروں اور دکانوں میں سجا رکھی ہیں۔ میری تمام اہل اسلام سے گزارش ہے کہ ایسی شبیہیں جو آج کل بنائی جارہی ہیں یہ ہرگز ہرگز حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور خاندان حسین رضی اللہ عنہ کی نہیں ہیں۔ لہذا عقیدت میں آکر اِن کو اپنے گھروں، دفاتر اور دکانوں میں ہرگز نہ لگائیں بلکہ اگر پہلے سے لگی ہوئی ہوں تو اُن کو بھی اتار دیجئے۔ یاد رکھیں کہ ان مقدس ہستیوں کی سخت توہین ہے اور ان کی شان میں انتہائی ناپاک جسارت ہے۔

المختصر! حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی کمال شجاعت و دلیری کا خلاصہ یہی

ہے کہ حق کی خاطر جیو اور حق کی خاطر اگر جان قربان کرنا پڑے تو اس سے دریغ نہ کرو۔ اسلام پر ثابت قدم رہو اور غلبۂ اسلام کی خاطر ہر وقت مستعد رہو۔

کیونکہ وہ دیکھو کربلا کا میدان اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ، عجیب منظر ہے! ع...

وہ جبر و قہر کی تپتی فضاؤں میں سجدے
برستے تیروں کی مہلک ہواؤں میں سجدے
کیے حسین نے نیزوں کی چھاؤں میں سجدے
پیام کرب و بلا، لا الہ الا اللہ
حسینیت کی صدا، لا الہ الا اللہ

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا پیغام تقیہ نہیں، اعلان حق ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ پیغام سمجھنے اور اس کے تقاضوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشیں۔

آمین ثم آمین

والسلام

محمد الیاس گھمن

جب مسلم اُٹھ کھڑے ہوں تو...!

ماہنامہ بنات اہلسنت مارچ 2011ء

جب اہل اسلام طاغوت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں تو ان کو روکنا امریکا کے حواری تو کجا خود امریکا کے بھی بس کا روگ نہیں۔ اہل اسلام نے جب بھی اتحاد کی راہ ہموار کی اور باہم شیر وشکر ہوئے تو دشمن نے اس کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے۔ مصر کے مسلمانوں نے تو اپنے ضمیر کی صدا پر ”لبیک“ کہتے ہوئے غیرت کی وہ عملی مثال رقم کی جس کی نظیر پچھلے کئی عشروں میں ملنا دشوار ہے۔

امریکی آقا کی گود میں کھیلنے والے مصری صدر حسنی مبارک نے جب اہل اسلام کے تیور بدلتے دیکھے تو ٹھٹک کر رہ گیا... ان کو کیا ہوا؟؟ یہ لوگ میرے خلاف کیوں جمع ہوگئے؟؟ خمار آلود آنکھوں سے جب اس نے حقیقت کا شفاف چہرہ دیکھا تو ایک بار پھر خود کو سنبھالا اور راتوں رات ”فرمان شاہی“ جاری کیا کہ ” اگر میں نے صدارت چھوڑی تو اخوان المسلمون قابض ہو جائے گی۔“

لیکن... ادھر عزم مصمم سے سرشار مصری عوام تھے جنہوں نے ایک ہی مطالبہ رکھا کہ ”ہم میں سے کوئی ایک شخص بھی اس وقت تک یہاں سے نہیں جائے گا جب تک حسنی مبارک صدارت کی کرسی سے نیچے نہیں آتا۔“

پھر کیا ہوا؟ وہی جو بزدل حکمران آخر وقت میں کرتے ہیں؛ عوام پر ظلم و تشدد، ان کو گاڑیوں سے روندا، سول وردی میں پولیس کے ذریعے تشدد کرایا اور کئی بے گناہ شہریوں کو دھونس دھمکاوے دیے۔ لیکن میں نے کہا ناں کہ جب مسلم اٹھ

کھڑے ہوں تو...! تو پھر اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھتے جب تک اپنی بات کو منوا نہ لیں۔

پھر وہی ہوا...

یعنی حسنی مبارک کو رخصتی مبارک کے زمزے سننے پڑے، لیکن اب بھی جب تک مصری عوام اپنا حکمران کسی صالح اور خدا ترس شخص کو نہیں بناتے اس وقت تک مصر میں وہی بد امنی اور انارکی قائم رہے گی، مصری عوام کے دو امتحان تھے ایک ظالم و جابر حکمران کا تختہ الٹنا اور دوسرا امتحان کسی منصف مزاج شخص کو اپنا حکمران بنانا۔ ایک میں نے انہوں نے مکمل کامیابی حاصل کرلی ہے اللہ ان کو دوسری کامیابی سے بھی ہم کنار کرے۔

ادھر دوسری طرف وطن عزیز پاکستان ہے جو اس وقت انتہائی حساسیت کا حامل بنا ہوا ہے۔ قانون توہین رسالت میں ترمیم کا مسئلہ ہو یا ریمنڈ ڈیوس کی رہائی یا سزا کا؟ حکومت دوراہے پر کھڑی سوچوں کی دنیا میں گم صم ہے، قانون توہین رسالت کے بارے میں تو واضح اعلان ہو چکا ہے کہ اس میں کسی طرح کی کوئی ترمیم نہیں کی جائے گی یہ کیوں ہوا؟

یہ بھی اس لیے کہ کراچی میں 10 لاکھ افراد اور لاہور میں کم و بیش 8 لاکھ افراد نے یک زبان و یک جان ہو کر اس کا فیصلہ کر لیا تھا کہ اس میں ترمیم قطعاً کسی صورت بھی برداشت نہیں کی جائے گی ورنہ حکومت کو وہ دن دیکھنا پڑے گا۔ جسے دیکھنے وہ یارا نہیں رکھتی۔

پوپ بینی ڈکٹ اور یورپی پارلیمنٹ نے بھی ''مفت مشورے'' ارشاد

فرمائے کہ ”قانون توہین رسالت میں ترمیم کر لی جائے اور آسیہ بی بی … جس نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے بے ہودہ زبان استعمال کی تھی… کو رہا کر دیا جائے۔“ لیکن پاکستان کے عوام نے خصوصاً مسلم قیادت نے اس آڑے وقت میں اپنی قوم کی قیادت کا حق ادا کر دیا کہ اس قانون میں ترمیم کسی صورت برداشت نہیں کی جائے گی۔ یہاں ہم حکومت کے اس اقدام کی تحسین کرنا ضروری سمجھتے ہیں اور پر امید ہیں کہ آئندہ بھی وہ کسی بیرونی دباؤ کو قبول کیے بغیر اپنے نظام کو مزید بہتری کی طرف لائیں گے۔

اب رہا مسئلہ ریمنڈ ڈیوس کا! ریمنڈ ڈیوس یہ دو بے گناہ پاکستانی شہریوں کا اعلانیہ قاتل ہے۔ رنگے ہاتھوں اس کو گرفتار کیا گیا ہے۔ ایک مسلم اسٹیٹ میں اسلام دشمن اتنا منہ زور کب سے ہو گیا ہے کہ وہ یہاں کے باشندوں کو کچل کر دندناتا رہے…! ایسا کبھی نہیں ہو گا! ساری دنیا کا کفر کان کے پردے کھول کر سن لے ہم مسلمان باہم رحماء بینھم اور تمہارے لیے اشداء علی الکفار اس لیے اگر ہمارے اسلام، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا ہمارے کسی بھی پاکستانی کے خلاف تم نے نظر اٹھائی تو تمہیں ایسے انجام سے دوچار ہونا پڑے گا جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔

اے اللہ! اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اسلام، اہل اسلام، پاکستان اور اہل پاکستان کی حفاظت فرما۔ آمین

محمد الیاس گھمن

نہ میں بدظن نہ وہ بدگمان

ماہنامہ بنات اہلسنت، اپریل 2011ء

تغیر کا زمانہ ہے آئے روز کوئی نہ کوئی ایسی خبر سننے کو ملتی ہے جو سر تا پا انسان کو غمگین کر دیتی ہے۔ ریمنڈ ڈیوس کو کچھ عرصہ قبل پاکستانی شہریوں کے قتل کے جرم میں گرفتار کیا گیا۔ بعد ازاں صاحب بہادر امریکہ کی جانب سے مسلسل اس کی باعزت رہائی کے مطالبات رہے۔ اولاً تو پنجاب حکومت پر دباؤ ڈالا گیا لیکن پنجاب حکومت نے کھل کر کہا کہ یہ فیصلہ عدالت کرے گی۔ پھر وفاقی حکومت کے سامنے سفارشات پیش کی جانے لگیں اور…

اور… دیکھتے ہی دیکھتے ریمنڈ ڈیوس کو باعزت طور پر رہا کر کے خصوصی طیارہ کے ذریعے وطن بھیج دیا گیا۔ اس کا ردعمل کیا ہو گا، یہ آنے والا وقت ہی بتلائے گا لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ اس کا انجام کچھ اچھا نہیں ہو گا۔ حکومت عوامی ردعمل کا سامنے کرتے وقت اپنی کرسی بچالے تو یہ واقعی سیاست ہو گی۔ ایک طرف تو ملکی حالات اس حد تک نازک تو دوسری جانب ہماری کسمپرسی بھی مت پوچھیے، ہم نے اپنے مورچے جب نااہل ہاتھوں میں دیئے تو انجام بخیر نہیں ہو گا۔ اسی بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ

صحیح البخاری، رقم الحدیث 59

جب معاملہ نااہل کے سپرد کر دیا جائے تو پھر قیامت کا انتظار کرو۔

ہم نے اپنے جنگی ہتھیار… میڈیا کی جنگ میں… غیروں کے سپرد کر رکھے

ہیں۔ الیکٹرانک میڈیا ہو یا پرنٹ میڈیا، لادین لوگ یا کہہ لیجئے کہ دین دشمن لوگ آج کھل کر اس میدان میں آئے ہوئے ہیں افسوس کہ ہمیں ابھی تک اس کا ادراک نہیں ہو رہا... کہ ہمارے ساتھ کیا ہونے چلا ہے...

ورنہ ملا جیون رحمۃ اللہ کے زمانہ میں جب بادشاہ نے اہل اسلام کے عقائد و نظریات ان کی تہذیب و ثقافت ان کے کلچر اور تمدن کو ختم کرنے کے لیے فوج کشی کا ارادہ کیا تو بادشاہ کو بتلایا گیا کہ بادشاہ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ تیرے سپاہیوں کی تلوار اس مقام تک بعد میں پہنچے گی اور ملا جیون کا قلم اس کو پہلے فتح کر چکا ہو گا۔

اکابر نے قلم کو تھاما تھا اور اس کا حق ادا کیا تھا۔ دشمن پر ان کی تلوار کا خوف تو اپنی جگہ تھا ان کے حکم کی کاٹ بھی اس قدر تھی کہ ایک تحریر سے چرخ کہن کانپ اٹھتا تھا۔ حضور علیہ السلام نے بھی علم کی حفاظت کا ذریعہ کتابت کو قرار دیا ہے:

قیدوا العلم بالکتابۃ

اخبار اصفہان، رقم الحدیث 1809

علم کو محفوظ کرو تحریر کے ذریعے۔ آج قحط الرجال کے اس دور میں اچھا لکھنے والے کم ہو رہے ہیں اس لیے ہمیں ان مسائل پر بھی ٹھنڈے دل سے غور کرنا ہو گا بلکہ غور و فکر کرنے کا وقت تو کب کا ختم ہو چکا۔ حضرت والا مفتی رشید احمد صاحب نور اللہ مرقدہ نے اس کے تمام زاویوں کا بغور جائزہ لے کر میڈیا میں اپنی ٹیم شامل کی تھی حضرت مفتی عبد الرحیم صاحب المعروف استاد صاحب نے اس کو جس خوش اسلوبی سے پروان چڑھایا حقیقت یہ ہے کہ یہ استاد ہی کا کام ہے۔

حضرت استاد صاحب کے معتمد خاص برادرم محترم مفتی ابولبابہ شاہ منصور،

مفتی محمد، مولانا محمد افضل، مولانا فیصل احمد، مولانا انور غازی، مولانا عدنان کاکاخیل، عزیزم مولانا عبد المنعم فائز اور پوری ٹیم نے اس کونپل کو شجر سایہ دار بنانے کے لیے جس انتھک محنت کا مظاہرہ کیا ہے اسے حضرت والا کے اخلاص کے علاوہ دوسرا نام دینا ناانصافی ہو گی۔

میرے بارے میں ملک بھر میں ایک طبقہ (جو مسلکاً اہل السنۃ والجماعۃ میں داخل نہیں) نے منفی پروپیگنڈہ کیا اور کہا کہ روزنامہ اسلام کی 23 جنوری 2010ء کی اشاعت میں ایک کالم نگار نے کہا ہے کہ یہ ایجنسیوں کا آدمی ہے اور غیر ضروری اختلافات کو ہوا دینے کے لیے اس کو رہا کیا گیا وغیرہ وغیرہ۔ پھر کدورت اور عداوت کی حد ملاحظہ کریں کہ جس شہر میں میرا کہیں بیان ہوتا، یہ پورے شہر میں روزنامہ اسلام کی 23 جنوری 2010ء کی اشاعت کی فوٹو کاپیاں کرا کے آویزاں کر دیتے۔

اگر انصاف کو ملحوظ رکھا جاتا تو یہ ایک محض غلط فہمی سے زیادہ کچھ نہیں تھا۔ کیونکہ 27 جنوری 2010ء کو ادارہ روزنامہ اسلام نے اپنے اخلاقی فرض کی ادائیگی کر دی تھی اور اعتذار لگایا جس میں یہ وضاحت کی گئی تھی کہ نادانستہ طور پر ایسا ہو گیا اور ادرہ اس پر معذرت خواہ ہے۔ مزید یہ کہ اس کالم نگار پر یہ پابندی بھی لگا دی گئی کہ آئندہ اس کا کالم روزنامہ اسلام میں شائع نہیں ہو گا۔

انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ 27 جنوری والے اعتذار کی کاپیاں بھی اس کے ساتھ ہی آویزاں کی جاتیں لیکن جنہوں نے اہل السنت کے متفقہ عقائد کو نہیں چھوڑا، ان کے لیے مجھ غریب کی ذات سے کس خیر کی امید رکھی جا سکتی ہے۔

میرے اور جامعۃ الرشید کے درمیان دوریاں پیدا کرنے کی سازشیں کی

جانے لگیں لیکن ع...

این خیال است و محال است و جنوں

نہ پہلے ایسا ہوا تھا اور نہ ان شاء اللہ آئندہ کبھی ایسا ہو گا۔ اللہ کا شکر ہے کہ میرے اکابر نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا ہوا ہے، نہ تو میں ان سے بد ظن ہوں اور نہ ہی وہ مجھ سے بد گمان!

مزید یہ کہ میرے ادارے؛ مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا جو ایک دیہی علاقہ شمار ہوتا ہے؛ اس میں عروس البلاد کراچی سے روزنامہ اسلام کی ٹیم تشریف لائی۔ اور میرے پاس تخصص کرنے والے ستر علماء کو کالم نگاری کا کورس کرایا۔ جس پر میں ان تمام حضرات کا بے حد ممنون ہوں۔ اللہ رب العزت تمام حضرات کو اشاعت دین اور حفاظت دین کے لیے قبول فرمائے۔

توہین قرآن اور امن کی آشا

ہم نے ہر دور میں عالمی امن جیسے حساس معاملے میں اپنی ہزاروں خواہشیں قربان کی ہیں اقوام متحدہ اور دیگر اتحاد بین المذاہب کے ادارے اس بات پر گواہ ہیں کہ ہر موڑ پر ہم نے امن کو ترجیح دی ہے۔ لیکن اس کا نتیجہ جیسا ہم چاہتے تھے ویسا نہیں آیا بلکہ ہماری مقدس شخصیات کی گستاخیاں، مقدس مقامات کی توہین اور مقدس کتب کی بے حرمتی کی جاتی رہی ہے۔ اب ہم یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ اقوام متحدہ اور عالمی امن کی کوششوں میں مصروف ادارے محض اس لیے بنائے گئے ہیں کہ وہ ہم اہل اسلام کو ہی سمجھاتے رہیں کہ ”آپ کچھ نہ کریں۔“ ورنہ صلیبی رہنماؤں نے اسلام

دشمنی میں کون سی کسر اٹھا رکھی ہے؟ ایک طویل سلسلہ ہے ماضی قریب میں عیسائی رہنما پوپ بینی ڈکٹ مسیحی پادری ٹیری جونز اور وائن سیپ نے ساری دنیا میں بسنے والے مسلمانوں کے دل دکھائے ہیں۔

آج اخبارات پڑھنے سے معلوم ہوا کہ مسیحی رہنما پادری ”ٹیری جونز“ نے فلوریڈا کے چرچ میں پہلے قرآن پاک کو کافی دیر تیل میں ڈبوئے رکھا اور بعد میں چرچ ہی قرآن کریم کو (العیاذ باللہ) نذر آتش کر دیا۔ اس سے پہلے اس ملعون نے 9/11 پر قرآن کریم کو نذر آتش کرنے کی دھمکی دی تھی اور کہا تھا کہ ”مسلمان اپنے قرآن کی حفاظت کر لیں۔“

پادری کو یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ یہ قرآن پاک ہے اور اس کی حفاظت کا ذمہ خود رب ذوالعلیٰ نے لیا ہے یہ بائبل کی طرح نہیں جو نازل تو کچھ اور ہوئی تھی لیکن لالچی عیسائی پادریوں نے فتوی فروشی کرتے کرتے اس میں اس قدر تحریف کر دی کہ کسی ایک حرف کے بھی سو فیصد سچا ہونے کا احتمال باقی نہیں رہا۔ لیکن اس کے باوجود تمام مسلمانان عالم میں سے کسی نے بھی بائبل کی بے حرمتی اور توہین کا سوچا تک نہیں کہ کسی کی دل آزاری نہ ہو۔ ٹیری جونز کو ورلڈ ایونجیلیکل الائنس نے اس پر معافی مانگنے کو بھی کہا۔ لیکن اس نے نہ صرف یہ کہ معافی مانگنے سے انکار کیا ہے بلکہ اپنے کئے ہوئے اس فعل شنیع پر فخر کیا ہے۔

میرے خیال کے مطابق ٹیری جونز کو معلوم ہے کہ قرآن پاک وہ انمٹ کتاب ہے جو قیامت تک رہنی ہے اس میں مسلمانوں کے لیے دنیا پر حکمرانی کے اصول موجود ہیں کفر وطاغوت کا سر کچلنے کے لیے جہاد جیسا روشن حکم موجود ہے تمام دنیائے

کفر آج جہاد سے خائف ہے کبھی تو جہادی آیات کو نصاب بلکہ قرآن سے ختم کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور کبھی ایسی ناپاک جسارت کی جاتی ہے جس سے تمام اہل اسلام کے قلوب پھٹ جائیں۔

میں ’’ٹیری جونز‘‘ سے واضح لفظوں میں کہتا ہوں کہ تم نے قرآن کریم کو نذر آتش کر کے صرف مجھے ہی نہیں بلکہ تمام اہل اسلام کو غمزدہ کر دیا اور ان شاء اللہ تم بہت جلد اپنے اس کام کی سزا پاؤ گے۔ امریکی حکومت بھی کان کھول کر سن لے اور پاکستانی حکمران بھی! تم نے اب اگر ’’امن کی آشا‘‘ کی کوئی بات کی تو ہم تمہاری یہ بات کبھی نہیں مانیں گے۔ اب وقت ہے مسلمان کے انتقام کاا اور اس کا نظارہ دیکھنے کی تم میں تاب نہیں۔ اب خدا کی زمین کو ایسے ملعونوں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پاک کر دیا جائے گا۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے

ماہنامہ بنات اہلسنت، مئی 2011ء

حرمین شریفین تمام اہل اسلام کی عقیدتوں کا مرکز ہے، تجلیات انوار باری کا منبع ہے، بابرکت جگہ ہونے کے ساتھ ساتھ رشد و ہدایت کا محور بھی ہے۔ اتحاد امت کے اظہار کا سب سے بڑا مقام حرمین شریفین ہی تو ہے، جہاں رنگ و نسل کو بُھلا کر، ذات پات کے جھگڑے چھوڑ کر، علاقائیت و قومیت پرستی کو خیر باد کہہ کر پروانہ وار پوری دنیا کے مسلمان اپنے رب کی بارگاہ میں حاضری دیتے ہیں اور سب بیک زبان لبیك اللهم لبيك کی صدائیں لگا کر اپنے قلوب واذہان کو معطر کرتے ہیں۔

ادھر میزاب رحمت کا اشارہ رحمۃ للعالمین کی درگاہ کا پتا دے رہا ہے۔ روضہ اقدس میں قبر نبوی اور پھر اس میں مٹی کے وہ ذرات جو آقا علیہ السلام کے بدن مبارک کو صدیوں سے چوم رہے ہیں، ان کا تو کیا کہنا! تمام اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ وہ ذرات کعبۃ اللہ سے بھی افضل، حتی کہ عرش اور کرسی سے بھی افضل۔

درمختار ج1ص 137، بدائع الفوائد ج3ص 135، خصائص الکبریٰ ص 203

اب کسی بھی ''مسلمان'' سے یہ بات بعید ہے کہ وہ اپنے ان متبرک مقامات کی توہین کرے اور جو کوئی اہل اسلام کی ان تبرکات کو (العیاذ باللہ) مسمار کرنے کی کوشش کرے یا پھر اپنے گھناؤنے منصوبے کے تحت جو اس کے مسلک کی اساس ہے کہ بیت اللہ پر قبضہ کیا جائے اور روضہ اقدس کو توڑ پھوڑ دیا جائے۔ ان کی معتبر کتب میں اس کی وضاحت ہے کہ:

''بارہواں امام آئے گا تو وہ روضہ اقدس توڑ کر حضرت ابو بکر اور حضرت عمر

کے اجسام کو نکالے گا پھر ان پر کوڑے برسائے گا۔"

حق الیقین ،ملا باقر مجلسی ص145

بلکہ اس سے بھی بڑھ کر لکھا ہے:

"واول کسے کہ با او بیعت کند محمد باشد۔"

حق الیقین ص139، مطبوعہ ایران

"مہدی جب آئے گا تو وہ سر سے پاؤں تک الف ننگا ہو گا اور جو شخصیت سب سے پہلے اس کے ہاتھ پر بیعت کرے گی وہ محمد رسول اللہ کی ذات ہو گی۔"

جو اپنے باطل عقائد کی وجہ سے تمام اہل اسلام کے ہاں "مسلمان" کہلانے کا قطعاً مستحق نہیں۔ وہ آج اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے پڑوسی ملک ایران کی شہ پر بحرین اور سعودی عرب میں مظاہرے کی زبان پر اتر آیا ہے۔ بلکہ وطن عزیز پاکستان میں کراچی کے در و دیوار پر " آل سعود آل یہود" کے بینرز آویزاں کر رہا ہے، وال چاکنگ کر کے اپنے بزدلانہ رویے کا ثبوت دے رہا ہے۔ سعودی سفارت خانے پر پڑول بم سے حملے کر رہا ہے۔ آپ سوچیے کہ وہ خود کو "مسلمان" کہلانے کا مستحق ہے ؟؟ نہیں! ہر گز نہیں! اور کبھی نہیں! خادم حرمین شریفین اور سعودی فرمانروا ہمارے لیے قابل صد تعظیم ہیں، یقیناً ان کی اسلام اہل اسلام اور خصوصاً پاکستان کے حوالے سے جو ہمدردیاں ہیں ان کو کبھی بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا!

حرمین شریفین کے تحفظ کے پیش نظر بزرگوں کی سرپرستی میں "تحفظ حرمین شریفین کونسل" کے نام سے ایک جماعت تشکیل دے دی گئی ہے، شیخ الحدیث مولانا شیر علی شاہ کو امیر، محترم مولانا پیر عزیز الرحمن ہزاروی کو سرپرست اور مفتی اویس عزیز کو رابطہ سیکرٹری جبکہ راقم الحروف کو کنوینئر منتخب کیا گیا ہے۔ ہم ان شاء اللہ

مسلک دیوبند کی وکالت کرتے ہوئے خادم حرمین شریفین کا اس پریشان کن وقت میں ہر طرح کا جانی، مالی اور علمی تعاون کرنے کے لیے ہر وقت تیار ہیں۔

اس بات کا اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ اہل دیوبند نے ہمیشہ حرمین اور خادم حرمین کو تقدس کی نگاہ سے دیکھا ہے پچھلے دنوں الشیخ سدیس امام کعبہ زاداللہ شرفہ نے دارالعلوم دیوبند کا دورہ کیا۔ شیخ سدیس نے اپنے اس دورہ میں کہا کہ ’’میں نے حج بیت اللہ کے بعد اہل اسلام کا اتنا بڑا ہجوم کہیں نہیں دیکھا۔‘‘

یقیناً مسلک اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند والوں نے اپنے محترم مہمان کا جس پرتپاک طریقے سے خیر مقدم کیا ہے، حرمین شریفین کے لیے تو یہ پروانے جان نچھاور کرنے کو تُلے بیٹھے ہیں اور اقبال کی نوائے فکر ان کے کانوں میں گونج رہی ہے کہ:

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

والسلام

محمد الیاس گھمن

سعودی قونصل خانے پر حملہ

پاک سعودیہ دوستی کو سبوتاژ کرنے کی گھناؤنی سازش

ماہنامہ بنات اہلسنت، جون 2011ء

تحفظ حرمین شریفین کونسل کے کنوینئر ہونے کے ناتے ہم سعودی قونصل خانے پر حملے اور سعودی سفارتکار کی شہادت کی شدید مذمت کرتے ہیں۔ کراچی میں پچھلے دنوں سعودی قونصل خانے پر حملہ پاکستان اور سعودیہ دوستی کو ختم کرنے کی ایک سازش ہے، اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر تحفظ حرمین شریفین ریلی پر فائرنگ اور آل سعود کے خلاف متنازعہ وال چاکنگ کا بروقت نوٹس لیا جاتا تو یہ سانحہ کبھی رونما نہ ہوتا۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی اپنی جگہ پر مسلم ہے کہ کوئی بھی محب وطن پاکستانی سعودی قونصل خانے پر اور سفارتکار کو اس میں شہید کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ ہمیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ دین اسلام اور وطن عزیز پاکستان کے دشمن عناصر کی کارروائی ہے۔ ہم تحفظ حرمین شریفین کونسل کے فورم سے حکمرانوں سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس جیسے واقعات کا سخت نوٹس لیں اور مجرموں کو گرفتار کر کے قرارواقعی سزا دیں، تاکہ آئندہ کسی کو بھی ایسے مذموم واقعہ کی جرأت نہ ہو۔

ان شاء اللہ ہم خون کے آخری قطرے تک اسلام، اہل اسلام، پاکستان اہل پاکستان اور تمام اسلامی مملکتوں خصوصا سرزمین حرمین شریفین کا تحفظ کریں گے۔

امام اعظم سیمینار، اسلام آباد

اتحاد اہل السنت والجماعت پاکستان کی طرف سے ان شاء اللہ العزیز مؤرخہ 19 جون 2011 کو اسلام آباد میں ایک عظیم الشان امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت سیمینار کا انعقاد کیا جارہا ہے جس میں امام صاحب کی مناقب اور فقہ حنفی کی جامعیت پر مندوبین اپنی اپنی تحقیقات پیش کریں گے۔

گذشتہ سال 2010ء میں پہلا سیمینار منعقد کیا گیا تھا جس کی بے مثال کامیابی کے بعد اس سال یہ دوسرا سیمینار منعقد کیا جارہا ہے۔ اس سیمینار کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں عمومی داخلہ نہیں ہوتا اور مقررین سے لے کر سامعین تک تمام کے تمام صاحب فکر و نظر افراد ہوتے ہیں۔

میں اپنی تمام بہنوں سے التماس کرتا ہوں کہ سیمینار کی کامیابی کے لیے دعا گو رہیں۔ اللہ تعالی اس کو اپنے فضل و کرم سے کامیاب فرمائے اور معاندین کی نظر بد سے بچائے رکھے۔ آمین ثم آمین

والسلام

محمد الیاس گھمن

تعلیم آفتہ، تعلیم یافتہ

ماہنامہ بنات اہلسنت، جولائی 2011ء

پڑھا لکھا معاشرہ کسی بھی ملک کی خوش قسمتی ہوتا ہے بشرطیکہ وہ تعلیم یافتہ ہو تعلیم آفتہ نہ ہو۔ یعنی تعلیم ان پر آفت بن کر نہ آئی ہو ہمارا موجودہ نظام تعلیم بھی فقیر کی گڈری کی طرح ہے جس کی آئے روز پیوند کاری جاری رہتی ہے مگر اس میں کوئی پیوند ایسا ابھی تک نہیں لگایا جاسکا جو اس جدید تعلیم سے آنے والی عریانی کو ڈھانپ سکے۔

یہ عریانی ذہنی آوارگی کی شکل سے لے کر ہر اس شکل میں ظاہر ہو رہی ہے جس کا کوئی شریف انسان تصور بھی نہیں کرسکتا۔ آج ہر جگہ تعلیم کا فوبیا ہو چکا ہے مگر ایسا علم جو رہنمائی نہ کرے وہ تو بذات خود جہالت تھا تاحال اس کا نشان بھی نہیں مل رہا وہ بیٹی جو کل تک گھر کی زینت تھی آج شمع محفل بن گئی ہے یہ اسی ترقی ہی کے کرشمے ہیں کہ پورے ملک کی کوئی دیورا اور کوئی بازار ایسا نہ ملے گا جس پر قوم کی بیٹی کو بطور اشتہار چسپاں نہ کیا گیا ہو۔ یہ ہمارے قومی سوچ کے دیوالیہ پن کی علامت ہے۔

اگر کوئی بہن نام نہاد تعلیم دینے والے عصری کالجز کے زہر سے بچ نکلے تو عقائد و اعمال کے ڈاکو اسے One Year Diploma in Islamic Studies کے نام پر گھیر لیتے ہیں۔ میری مراد الھدیٰ انٹرنیشنل سے ہے جو مسلمان بہنوں میں بڑی تیزی سے اپنا زہر پھیلا رہی ہے۔

یہ بیچاری بہن جو تعلیم یافتہ ہو کر اپنی زندگی اسلام اقدار پر گزارنا چاہتی ہے مزید تعلیم آفتہ ہو کر آفت ڈھاتی ہے۔ جیسا کہ مقولہ مشہور ہے علم مرد میں عاجزی اور عورت

میں تکبر پیدا کرتا ہے اس لیے عورت کی تعلیم ایسی مستند ہونی چاہیے کہ جو میری محترم بہن کی آنکھوں میں حیا کا سرمہ لگا دے اور نظروں کو جھکا دے۔

اہل دل جو جدید فتنے کی اس لہر سے بہت پریشان تھے اور چاہتے تھے کہ ان بیٹیوں کے لیے بھی ایسا نصاب ہونا چاہیے جو انہیں راہ ہدایت نصیب کرے اور الھدیٰ کے نام پر پھیلائی جانے والی ضلالت کے سامنے بند باندھے۔ لہٰذا راقم نے اس ضرورت کا ادراک کرتے ہوئے اس جدیدیت کے شکار طبقہ کے لیے ”صراطِ مستقیم کورس“ کا اجراء کروایا جو پورے ملک میں بحمد اللہ انتہائی کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔

اس میں اصلاح بھی ہے فلاح بھی، علم و حکمت بھی ہے اور راہ سنت بھی۔ خدا تعالیٰ میری بہنوں کو اس موسم گرما کی تعطیلات میں صراطِ مستقیم کورس سے استفادہ کرنے اور صراط مستقیم پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

دو عظیم احسان... رمضان اور پاکستان

ماہنامہ بنات اہلسنت، اگست 2011ء

سلام اے صلح کامل کے مدرس
سلام اے عدلِ دائم کے موسس

آج سے 64 برس قبل رمضان المبارک کی ستائیسویں شب تھی جب اہل اسلام کے لہو سے سیراب ہونے والی آزادی کی کونپل شجر سایہ دار بنی۔ 14 اور 15 اگست کی درمیانی رات میں آل انڈیا ریڈیو پر "یہ ریڈیو پاکستان ہے" کی آواز بلند ہوئی۔ مسلمانان ہند کے لیے یہ پرمسرت مژدہ نوید مسیحا سے کم نہ تھا، بیک وقت کئی نعمتیں ظاہر ہوئیں نعمت رمضان، نعمت آزادی، نعمت پاکستان، نعمت شب قدر اور دوسرے دن جمعۃ الوداع کی نعمت۔

پاکستان بنانے میں اہل اسلام نے قربانیوں کی جو داستان رقم کی ہے تاریخ کے اوراق پر ایسے سنہری باب کہیں نہیں ملتے۔ جہاں بچے یتیم ہو رہے ہیں، خواتین اپنے سہاگ کی بجائے بیوگی کے عصا سے سہارا لے کر چل رہی ہوں۔ بہادر نوجوان جرأت وہمت کے مجسمے بنے آزادئ وطن کے لیے اپنی جان کو ہتھیلیوں پر لیے میدان میں مسکرا رہے ہوں۔

اس آزادی میں میرے اکابر علماء دیوبند نے جو مثالی قیادت کا کردار ادا کیا ہے۔ صبح قیامت تک پیدا ہونے والا مؤرخ اس کو کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ عوام الناس میں، خصوصا اہل اسلام میں علماء دیوبند نے آزادی کی وہ روح پھونکی جس کی وجہ سے آج ہم اس

ملک میں ''آزاد'' ہیں...... معاف کیجئے گا....... میرا قلم اس آزادی کو قوسین (''...'') کے درمیان لکھنے پر مجبور ہو گیا، ہم ''آزاد'' ہیں۔

ذرا سنیے! کیسے آزاد؟...... خدائی احکامات سے، فرامین رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے، تعلیمات اولیاء سے، ہمدردی اور ایثار سے، اخوت اور پیار سے، شرعی قوانین سے اور ہر اس چیز سے ''آزاد'' ہیں۔ جس پر پابندی اسلام کے لازمی فرائض میں شامل ہے۔ جسم ''آزاد'' اور دماغ ''غلام'' ہیں۔ زبان ''آزاد'' اور دل غیروں کے ہاتھ کا مہرہ...

آپ بتلائیے! کیا اسی ''آزادی'' کے لیے ہمارے آباء واجداد خاک وخون میں تڑپ گئے؟؟ کیا اسی آزادی کے لیے مائیں اپنے دودھ پیتے بچے قربان کرتی رہیں؟؟ اور کیا اسی آزادی کے لیے ہم الگ وطن حاصل کرتے رہے؟؟..... ہونہہ۔ تف ہے ایسی آزادی پر! اور ایسے آزاد لوگوں پر جنہوں نے اسلاف کے مدفن بیچ کھائے ہیں۔ ہاں! ہم آزاد اس لیے ہوئے تھے کہ

پاکستان کا مطلب کیا... لا الہ الا اللہ

یہاں پر اسلام کا بول بالا کریں گے، آزدی کے ساتھ عبادات بجا لائیں گے، اخوت ومحبت کی نیّا میں سوار ہو کر دل کے ارمان پورے کریں گے۔ مگر......

خیر! کوئی بات نہیں... ہم مایوسی کے مرض میں مبتلا نہیں.. بلکہ مبتلا شدہ لوگوں کو اس مرض سے چھٹکارا دلاتے ہیں... ہم پورے عزم اور ارادے کے ساتھ اس وقت بھی وطن عزیز میں امن وسلامتی کے لیے ہر وقت سرگرم ہیں۔ اللہ گواہ ہے یہ ملک ہم نے بنایا تھا ہم ہی بچائیں گے۔

انگریز ہم سے بدلہ لینے پر مصر ہے اور اندرون خانہ وہ ہم میں خانہ جنگی کرانا چاہتا ہے وہ ہمیں فرقہ واریت کی آگ میں دھکیلنا چاہتا ہے لیکن ہم اپنے اسلاف کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے اسلاف کے دامن سے وابستہ رہیں گے۔

ہاں! وہ لوگ ضرور اس فرقہ واریت کا شکار ہوں گے جو اکابر امت پر اعتماد نہیں کرتے۔ اعتماد تو کجا! ان پر سب و شتم کرنا اپنا ”ایمانی فرض“ سمجھتے ہیں اللہ تعالی ہم سب کو اہل حق کے ساتھ وابستہ ہونے کی توفیق دے۔

دوسری عظیم نعمت رمضان المبارک ہے اس ماہ مقدس میں اہل اسلام کثرت سے پابندی صوم وصلوٰۃ، تلاوت قرآن کے ساتھ ساتھ عمرے کی ادائیگی، صدقہ وخیرات رواداری، مروت، رحمدلی، بھائی چارگی، وغیرہ پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔

اس بار پھر رمضان اپنی برکات کے ساتھ ساتھ آزادی وطن کی یادگاریں لا رہا ہے۔ جہاں ہمیں شکرانِ نعمت کے لیے خدا کے حضور سجدہ ریز ہونا ہو گا وہاں اس بات کا عزم بھی کرنا ہو گا کہ وطن عزیز کی سالمیت اور بقاء کے لیے نفاذ اسلام کے لیے ہم ہر وقت مستعد ہیں۔ ان شاء اللہ

والسلام

محمد الیاس گھمن

علم کے مسافر...رواں دواں رواں دواں

ماہنامہ بنات اہلسنت، اگست 2011ء

علم خدا کی معرفت اور تجلی کا نام ہے، اسی کے بل بوتے انسان اور حیوان میں فرق کیا جاسکتا ہے اسی کے طفیل انسان شرف ”مسجودِ ملائک“ کو پالیتا ہے اور علم... علم دین... سے دوری انسان کو أُولَئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ کا مصداق بنا دیتی ہے۔ علم دین میں بنیادی مرکزی اور اساسی اہمیت حاصل ہے عقائد و نظریات کو پھر درجہ بدرجہ مسائل واحکام کو۔ باقی علوم مثلاً گرائمر، صرف، نحو، منطق، فلسفہ وغیرہ یہ علوم نبوت کے خادم ہیں۔

سارا سال دینی مدارس میں علوم نبوت کی تحصیل کے کوشاں مقتدایان امت مرحومہ علماء کرام مصروف رہتے ہیں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سالانہ امتحانات کے فوراً بعد مرکز اھل السنت والجماعت 87 جنوبی سرگودھا میں 12 روزہ دورہ تحقیق المسائل (از 9 جولائی تا 21 جولائی 2011ء) کا انعقاد کیا گیا تھا۔ مرکز کے حضرات اساتذہ کرام نے اس سے قبل اس پر طویل مشاورت سے راقم کو اہم امور کی جانب متوجہ کیا جس پر راقم تمام حضرات کا تہ دل سے شکر گزار ہے۔

ملک بھر سے 180 کے لگ بھگ علماء کرام مرکز اھل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی سرگودھا دورہ تحقیق المسائل کے لیے تشریف لائے علاوہ ازیں alittehaad.org ، ahnafmedia.com اور دیگر مختلف ویب سائیٹس پر مکمل اسباق براہ راست نشر کیے گئے۔

احناف میڈیا سروس کے ذمہ داران مولانا عابد جمشید، مولانا محمد کلیم اللہ اور ان کے ساتھیوں نے لاہور دفتر احناف میڈیا سروس سے ہی اسے کنٹرول کیا۔ الحمدللہ ملک بھر اور زیادہ تر بیرون ممالک کے پڑھے لکھے افراد اس پروگرام سے براہ راست مستفید ہوتے رہے۔

آخر میں راقم اپنے آنے والے مہمانان گرامی خصوصا حضرات اساتذہ کرام امیر اتحاد اھل السنۃ والجماعۃ پاکستان مولانا منیر احمد منور، مولانا شفیق الرحمن امیر اتحاد اھل السنۃ والجماعۃ پنجاب، مولانا عبدالشکور حقانی امیر اتحاد اھل السنۃ والجماعۃ لاہور ڈویژن، مولانا محمد رضوان عزیز، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی قائد مولانا اللہ وسایا، مولانا مفتی شبیر احمد، مولانا محمد اکمل، مولانا محمد عاطف معاویہ اور تمام شرکاء کورس کا شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات میں عقیدے اور نظریے کی محنت کو ترجیح دی۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

گنبد خضراء کا سایہ

ماہنامہ بنات اہلسنت، ستمبر، اکتوبر 2011ء

عاشق رسول سید انور حسین نفیس شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تیری رحمت، تیری شفقت سے ہوا مجھ کو نصیب
گنبد خضرا کا سایہ میں تو اس قابل نہ تھا

راقم اپنے گناہوں کی گٹھری لیے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو حاضر ہوا۔ اپنی ذات... اور سید کونین کے حضور ہونے کا احساس دامن گیر ہوا تو صلوٰۃ وسلام عرض کرتے ہی بے ساختہ میری زبان پر حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کا ایک اور شعر آگیا کہ

بارگاہ سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم میں آ کر نفیس
سوچتا ہوں، کیسے آیا؟ میں تو اس قابل نہ تھا

اپنی کم مائیگی کے باوجود رحمۃ للعالمین کے حضور خود کو پا کر... میں بتلا نہیں سکتا کہ وہ کیفیت کیسی تھی؟ آج ایک گناہ گار امتی اپنے شفیق اور محسن نبی کے دروازے پر تحفہ صلوٰۃ وسلام لیے کھڑا ہے۔ سچ کہا جس نے بھی کہا:

تیری جالیوں کے نیچے تیری رحمتوں کے سائے
جسے دیکھنی ہو جنت وہ مدینہ دیکھ آئے

ہمارا عقیدہ ہے کہ ”مابین بیتی ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ“ آقا علیہ الصلوۃ والسلام جہاں مدفون ہیں اس جگہ کا درجہ کعبۃ اللہ عرش وکرسی سے بھی بلند ہے۔ جوق در جوق ساری دنیا سے خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانے رنگ ونسل کے امتیاز کو بھلائے، ذات پات کے جھمیلوں سے کہیں دور، شاہ وگدا سب ایک ہو کر اپنے آقا علیہ السلام کے حضور ہدیہ صلوۃ وسلام پیش کررہے تھے۔ میرا دل ان حرمان نصیب لوگوں پر رحم کھا رہا تھا جو اتنی بڑی اور واضح حقیقت کو جھٹلاتے ہیں اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر برستی نورانی تجلیوں کا تمسخر اڑاتے ہیں۔ اہل السنۃ والجماعۃ میں خود کو شمار کرنے کے باوجود، احناف سے خود کو منسلک کرنے کے باوجود اور علماء حقہ علماء دیوبند سے اپنی نسبتیں استوار کرنے کے باوجود بھی نبی علیہ السلام کے مبارک جسم کو مدینہ والی قبر میں زندہ تسلیم نہیں کرتے ؟

یہ لوگ مدینہ حاضر ہوکر اور نبی علیہ السلام کو قبر میں بے جان سمجھ کر درود کیسے پڑھتے ہوں گے ان کو درود پاک پڑھنے میں کیسے لذت آتی ہو گی؟ کونسی لذت؟؟ جب دل ودماغ میں آقا علیہ السلام کے بارے میں یہ بات سما چکی ہو کہ یہاں قبر انور میں وہ زندہ نہیں ہیں تو آپ بتلائیے کیسا صلوٰۃ وسلام اور کیسی لذت!!!

خیر! آج میرے سامنے شاہ خیر الوری کا روضہ ہے وہ چمکتی دمکتی جالیاں وہ شیخین کریمین شریفین کے جلو میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوہ... اللہ ھو اللہ! اس کیفیت میں محبت رسول مزید رچتی بستی نظر آرہی ہے اور ساتھ ہی ساتھ دل چاہتا ہے کہ اپنے آقا کو امت مرحومہ کے دکھڑے سناؤں، اہل حق کے ساتھ روا ظلم کی داستانوں کے باب کھولوں، فتنوں اور گمراہیوں کی دلدل میں دھنسی امت کی زبوں حالی کے تذکرے

شروع کروں، لبوں پر صلوٰۃ وسلام کے زمزمے ہیں، دل آہوں کے پر درد نالوں سے معمور ہے... اور ہچکیاں بندھی ہوئی ہیں بس دل چاہ رہا ہے کہ

روضے کے سامنے یہ دعائیں مانگتا تھا
میری جان نکل تو جائے یہ سماں بدل نہ جائے

اس شام کی سحر ...اے کاش کبھی نہ ہو جس میں؛ میں گنبد خضراء کے سایہ عاطفت میں پناہ گزیں ہوا... حکیم الاسلام قاری محمد طیب مرحوم کا کلام میری آہوں کے ساتھ ہی زبان سے صادر ہو رہا تھا:

عجب مشکل میں کارواں ہے نہ کوئی جادہ نہ پاسبان ہے
بشکل رہبر چھپے ہیں راہزن تمہی ذرا انتقام لے لو

اللہ اکبر! اگر میں اپنی رقت آمیزی کا تذکرہ زیادہ کروں اندیشہ ہے تصنع سمجھا جانے لگے لیکن واللہ بخدا دکھلاوا نہیں یہ تو میری اس وقت کی وہ حالت جس کو میں ہزار کوشش کے باوجود بھی نوک قلم پر نہیں لا سکتا، جب کبھی آنسوؤں کو پونچھتا ہوں تو پلکوں کے ورے سے ندامت و محبت کے آنسو کی ایک اور لہر امڈ آتی ہے مولانا حالی کا کلام بھی میرے لبوں پر آرہا تھا۔

اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آکے عجب وقت پڑا ہے
ہم نیک ہیں یا بد ہیں پھر آخر ہیں تمہارے
نسبت بہت اچھی ہے... اگر حال برا ہے

چشم نم تربتر تھی، میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آج تیرے ماننے فرقہ واریت کی آگ میں جُھلس رہے ہیں، آج تیری ردائے ختم نبوت کو چرانے والے کھلے عام اسلام کا حلیہ مسخ کررہے ہیں۔ آقا !اب تیری امت میں وہ بد نصیب بھی پیدا ہوچکے ہیں جو تیرے فرامین ذی وقار کو حجت نہیں مانتے۔ آقا! تیرے اصحاب کے دشمن بھی دو حصوں میں بٹ چکے ہیں ایک اصحاب کی ذات کو نہیں مانتے دوسرے تیرے اصحاب کی بات کو نہیں مانتے، تیرے سچے جانثاروں پر الزامات کے طومار باندھے جارہے ہیں۔ آقا!جن لوگوں نے تیری اتباع کی وجہ سے مقام ولایت حاصل کیاتھا، آج ان کا نام لے لے کر انہیں گالیاں دی جارہی ہیں۔

آقا! خانہ خدا کو چھوڑ کر تیری امت میلوں ٹھیلوں پر”روح کی غذا“تلاش کر رہی ہے۔ آقا! تیری امت !ننگ دھڑنگ قسم کے اوباش لوگوں کو اپنا مقتداء سمجھ بیٹھی ہے۔ جعلی پیر اور بہروپیے؛ اولیاء اللہ کا روپ دھارے اہل اسلام کے ایمان کو لوٹ رہے ہیں۔ جبے ودستار کی چکاچوند ”تجلیوں“ سے لوگوں کے ایمان کے چراغ گل کر رہے ہیں ۔ ایک ایسے اسلام کو جس میں ڈاڑھی اور پردہ سے لے کر اسلامی حدود وقصاص تک کو فرسودہ کہا جارہاہے یعنی ”ماڈرن اسلام“ کو نافذ کرنے والے دانشور صبح وشام اپنی توانائیاں خرچ کر رہے ہیں۔

ہر سو خوف و وحشت ہے شرک کی طوفان خیز آندھیاں اس زور سے چل پڑی ہیں کہ اس نے صحیح غلط کی پہچان ایک آزمائش بن چکی ہے۔ آقا! آج تیری امت بد اعمالیوں میں مسلسل آگے بڑھ رہی ہے اورسود، رشوت، جھوٹ، والدین کی نافرمانی، زنا، غیبت، شرک، ترک صلوۃ، چغلی، بدخواہی وغیرہ جیسی مہلک امراض کا شکار ہورہی ہے۔ آقا

! آج تیری امت کے دولت مند ؛غریب کے منہ کا نوالہ چھین کر اپنے پیٹ پال رہے ہیں۔ آقا! حق بات کہنا سننا جرم کی حیثیت رکھتا ہے۔ آقا ! آج آپ کے اور آپ کے بھائیوں (انبیاء کرام) کے ورثاء بہت کڑے امتحان میں ہیں۔ آقا ! ہماری سفارش فرمائیے۔

آقا! اپنے اللہ کے حضور دعا کریں کہ آپ کی امت پھر سے متحد ہو جائے، اسلام کو غلبہ حاصل ہو جائے، بدعت کی ظلمت ختم ہو اور سنت کا نور عام ہو جائے۔ آقا! میں تیرا ایک ادنیٰ امتی رحم کی امید لیے دست بستہ کھڑا ہوں۔ آقا! میرے لیے بھی دعا فرمائیے کل قیامت کو میرے لیے شفاعت بھی فرمائیے گا آقا ! آقا ! آقا ! میں اس قابل تو نہیں تھا کہ تیرے دربار میں حاضری کی سعادت حاصل کرتا لیکن

تیری رحمت تیری شفقت سے ہوا مجھ کو نصیب
گنبد خضرا سایہ، میں تو اس قابل نہ تھا

والسلام

محمد الیاس گھمن

مرکز اہل السنت والجماعت میں علم کی بہاریں

ماہنامہ بنات اہلسنت، ستمبر، اکتوبر 2011ء

کامیابی کا مدار دو چیزوں پر ہے؛ ایمان اور اعمال صالحہ۔ پھر ان میں سے ایمان کو فوقیت حاصل ہے، یعنی ایمان درست ہو تو بغیر اعمال ... یا اعمال میں کوتاہی ... کے باوجود بھی نجات ممکن ہے اور اگر ایمان درست نہ ہوا محض اعمال ہی اعمال ہوئے... الذین ضل سعیھم... تو پھر قیامت کے دن یہ چیز بالکل کام نہیں آئے گی۔

ابدی اور دائمی نجات منحصر ہے ایمان اور اعمال صالحہ پر۔ اس مختصر سی تمہید کے بعد ایک اہم بات جو آپ کے نظر گزار کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آج کے اس پر فتن دور میں ایمان اور اعمال صالحہ کی حفاظت کیسے ممکن ہے؟ اور محافظین کو کن چیزوں سے خود کو لیس رکھنا ضروری ہے؟

جو اہل اسلام کے عقائد و نظریات ہیں وہ باقی ادیان کے مقابلے میں بالکل صحیح ہیں عیسائیت، یہودیت، قادیانیت، ہندومت وغیرہ اسلام کے متوازی ادیان ہیں جنہیں ہر مسلمان کفر سمجھتا ہے اسی طرح اعمال میں اہل السنت والجماعت کے متوازی چند فرقے ہیں جن کی بنیادی انسانی عقل نارسا ہے۔ نیچریت، سیکولر ازم وغیرہ، یہ لوگ اسلام کی مقتدر شخصیات کے علم و تفقہ کو اہمیت نہیں دیتے حتی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فتاویٰ جات کو بھی بڑی دیدہ دلیری سے ٹھکراتے ہیں اور ائمہ متبوعین پر زبان طعن دراز کرنا ان کا شیوہ ہے۔

قرآن کی تعلیمات میں ابتدائی طور پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ صراط الذین انعمت علیہم ان لوگوں کا راستہ صراط مستقیم کی عملی تصویر ہے جن لوگوں پر خدائے لم یزل نے انعامات کی موسلادھار بارش برسائی جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں بھی یہ موجود ہے: اللہ تعالی جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین کی سمجھ (تفقہ) عطا فرماتے ہیں۔“

اس لیے اس امت کا کثیر حصہ ان کی اتباع و تقلید میں زندگی بسر کر رہا ہے۔ مسائل اجتہادیہ میں امت مرحومہ اپنے جلیل القدر چار ائمہ امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک ،امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کی مدون کردہ فقہ پر عمل پیرا ہے۔

قارئین کرام !دور حاضر میں نت نئ علمی واعتقادی گمراہیاں جنم لی رہی ہیں اور وہ وقت ہمیں بالکل قریب نظر آرہا ہے جس کے بارے میں سوا چودہ سو برس قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ قریب قیامت میں فتنے اس قدر ہوں گے کہ جیسے تسبیح کا دھاگہ ٹوٹ جائے اور اس کے دانے گرنے لگ جائیں... صبح کو ایک شخص مومن ہو گا تو شام کو کافر لوٹے گا...شام کو مومن ہو گا تو صبح کافر اٹھے گا۔

راقم اپنی دانست کے مطابق ان تمام گمراہیوں کی بنیاد اساطین امت اور صلحاء امت پر عدم اعتماد کو سمجھتا ہے بالفاظ دیگر ترک تقلید۔ ہمارے اس معاشرے میں پہلے ہی دینی تعلیم کی بہت کمی ہے ذہنی آوارگی اور بے راہ روی اس قدر ہے کہ نام نہاد ”مسلمان“ سورۃ اخلاص دیکھ کر بھی غلط پڑھتے ہیں روزمرہ کے پیش آمدہ مسائل میں اسلامی احکام سے تقریباً تقریباً لوگ ناآشنا ہیں اور اس پر مستزاد ان فتنوں کی یلغار...اللہ ہمیں اپنی حفاظت میں رکھے۔ مرکز اھل السنت والجماعت سرگودھا کی بنیاد ہی انہی مشکلات کے

حل کے لیے رکھی گئی تھی۔

پانچ سالوں میں فضلاء کی تعداد بالترتیب 15، 25، 35، 55 اور 70 ہے۔ والحمد للہ علی ذلک اور یہ فارغ التحصیل علماء کرام، مدرسین، مفتیان کرام مرکز اہل السنت والجماعت کے اساتذہ سے فیض حاصل کرکے ملک کے طول وعرض میں مسلک اہل السنت والجماعت کی اشاعت وحفاظت میں مصروف عمل ہیں۔

تعلیمی سلسلے ایک کڑی شارٹ کورسز ہیں۔ اس سال وفاق المدارس العربیہ کے سالانہ امتحانات کے فوراً بعد مرکز میں 12 روزہ کورس بعنوان تحقیق المسائل منعقد ہوا، جس میں 180 کے لگ بھگ دور دراز سے علماء، طلباء، مدرسین، واعظین، خطباء، مقررین، ائمہ مساجد، مفتیان کرام اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات نے شرکت کی۔

اس شارٹ کورس میں مندرجہ ذیل باتوں کو بطور خاص ملحوظ رکھا گیا۔

نمبر 1: تمام شرکاء کورس کے وقت کو زیادہ سے زیادہ کارآمد بنایا گیا۔

نمبر 2: نماز، ذکر اذکار، تلاوت اور معمولات یومیہ کا بہت زیادہ خیال رکھا گیا۔

نمبر 3: اسباق میں پابندی وقت کے ساتھ شرکت لازمی بنائی گئی۔

نمبر 4: اسباق کے انتخاب میں دور حاضر کے علمی فتنوں سے آگاہی کو ترجیح دی گئی۔

نمبر 5: سوالات جوابات کی کھلے عام اجازت دی گئی تاکہ اطمینان قلبی کے ساتھ مسلک کی حقانیت سامنے آئے۔

نمبر 6: بالجملہ انتظامی امور میں مرکز کی انتظامیہ کو الرٹ کردیا گیا، تاکہ مہمانان گرامی کو کسی بھی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

نمبر7: تمام شرکاء کو اس بات کا پابند بنایا گیا کہ وہ سیاسی اور جماعتی تبصروں سے گریز کریں۔

جن عنوانات پر دروس دیے گئے ان میں چند ایک یہ ہیں:

1۔ صفات باری تعالیٰ
2۔ ختم نبوت
3۔ رفع ونزول عیسی علیہ السلام
4۔ اصول مناظرہ
5۔ تقلید کا شرعی مقام
6۔ پرویزیت
7۔ جماعت المسلمین
8۔ ڈاکٹر ذاکر نائیک کا علمی محاسبہ
9۔ بیس تراویح
10۔ عبارات اکابر وغیرہ

تمام اسباق کو بذریعہ انٹرنیٹ آن لائن کیا گیا اور دنیا بھر کے اہل اسلام نے اس سے استفادہ کیا۔ علاوہ ازیں تمام اسباق کی ڈی وی ڈیز تیار کرلی گئی ہیں تاکہ یہ کام ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو جائے اور ضرورت کے وقت اس استفادہ کیا جائے۔ ڈی وی ڈی منگوانے والے حضرات ان نمبرز پر رابطہ کرسکتے ہیں۔

0321-6353540 0332-6311808

اللہ ہم سب کو مسلک اہل السنت والجماعت پر کاربند رکھے۔ آمین

والسلام

محمد الیاس گھمن

اٹھو کہ کوچ نقارہ بج چکا!

ماہنامہ بنات اہلسنت، نومبر 2011ء

نومبر کا آغاز ہو چکا، ہواؤں میں یخ بستگی بڑھتی جا رہی ہے۔ آج صبح نماز فجر کی ادائیگی کے بعد سیر چمن کو نکلا تو ہر شے منجمد سی محسوس ہوئی ماسوائے اپنے خیالات کے۔! یا اللہ! کیا یہ وہی ملک ہے کہ جس کا خواب 9 نومبر کو پیدا ہونے والے ایک فرزانے نے دیکھا تھا؟ ریڈ کلف ایوارڈ کی ظالمانہ تقسیم نے اس پاک وجود کے کتنے حصے اس سے جدا کر دیے۔

مقبوضہ جموں کشمیر، جونا گڑھ، حیدر آباد دکن جیسے کتنے ہی زخم ہیں جو اس پاک سر زمین کے سینے پر لگائے گئے اور وہ آج تک ناسور بن کے رس رہے ہیں۔ رہی سہی کسر 1971ء میں ”اپنوں“ نے پوری کر دی۔ بھائی کو بھائی سے جدا کرنے کی سازشیں رنگ لائیں اور ہمارا بازو کاٹ کر نفرتوں کی وسیع خلیج ہمارے درمیان حائل کر دی گئی۔

بات صرف یہی ختم نہیں ہوتی بلکہ جس بنیادی نظریہ پر یہ ملک حاصل کیا گیا تھا اس بنیاد پر کاری ضربیں لگائیں گئیں اور ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کے شرمندۂ خورشید جلوۂ تاباں سے نظریں چرا کر مغرب کے اندھیروں میں بھٹکنے کو ہی انسانیت کی معراج سمجھ لیا گیا۔

کیا یہ وہی اسلامی فلاحی ریاست ہے جس کا تصور اقبال مرحوم نے خطبہ الہ آباد میں پیش کیا تھا...؟ کیا یہ وہی خطۂ پاک ہے جس کو ہم نے ہزارہا عصمتوں اور ان گنت جانوں کی قربانی دے کر حاصل کیا تھا...؟ کیا ان قربانیوں کا کوئی بدلہ ملنے والا نہیں...؟ کیا

اس پاک سرزمین کا کاروبار سلطنت چلانے کے لیے ابھی تک اسی نظام پر انحصار کیا جا رہا ہے جیسے شاعر مشرق علامہ محمد اقبال نے ان الفاظ میں ”خراج عقیدت“ پیش کیا تھا:

جمہوریت اک طرز حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا تو کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

گستاخی معاف... اقبال مرحوم کی شوخی قلم کی ایک اور جھلک ملاحظہ ہو:

الیکشن، ممبری، کونسل، صدارت
بنائے ہیں خوب آزادی نے پھندے
میاں نجار بھی چھیلے گئے ساتھ
نہایت تیز ہیں یورپ کے پھندے

میں یہاں عرض کرتا چلوں کہ اقبال کی طنز اور ظرافت سطحیت سے بالکل پاک ہے۔ اقبال کے طنز میں جو گہرائی اور گیرائی ہے اس سے صاحب دل اور صاحب حال لوگ بڑی اچھی طرح آشنا ہیں۔ مغربی معاشرت کا سیلاب جس طرح ہمارے گلی کوچوں سے آگے بڑھ کر ہمارے گھروں کے اندر آ گھسا ہے اور اسلامی اور مشرقی تہذیب و تمدن کو دقیانوسیت کی علامت قرار دے دیا گیا ہے، اسے دیکھتے ہوئے اقبال کی چشم قلندرانہ اور دیدہ بینا ہمیں یہ پیغام دیتے ہوئے یہ محسوس ہو رہی ہے: ع

جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا، ناپائیدار ہو گا

اللہ تعالی من حیث القوم ہم سب کو اپنی ان ذمہ داریوں کے ادراک کی توفیق دے جو اس نظریاتی سر زمین کا باشندہ ہونے ناطے ہم پر عائد ہوتی ہیں ۔ کاش ہمارے ارباب اختیارو اقتدار دل کی آنکھوں سے اقبال کے خطبہ الہ آباد کو ایک مرتبہ پڑھ لیں اور اس میں جھلکتے پیغام کو حرز جان بنا لیں۔

ہم وطنو! خواب غفلت سے اٹھو اب اور کون سے صور اسرافیل کا انتظار ہے؟ اٹھو اٹھو کوچ نقارہ بج چکا۔ قافلہ حق کے ساتھ چل نکلو۔ اہل السنت والجماعت کے عقائد ونظریات کو مضبوطی سے تھام لو اور مغربی تہذیب وافکار پہ دو حرف بھیج کر یہ ثابت کر دو کہ:

اپنی ملت پہ قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

اس نومبر کا یہی پیغام ہے اور اقبال کے دل میں بھی یہی نغمہ درد تھا جسے وہ ساری عمر قوم کو سناتے رہے۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

تربیت یافتگان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

ماہنامہ بنات اہلسنت، دسمبر 2011ء

آل واصحاب نبی رضی اللہ عنہم پر تاریخی اور وضعی روایات کی پڑی ہوئی گرد ان کے منور و مجلّٰی خوبصورت و خوب سیرت چہروں کی تابناکی کو کبھی دھندلا نہیں کر سکتی۔ اہل بیت کرام ہوں یا اصحاب عظام؛ دونوں شمع رسالت کے پروانے، آسمان نبوت کے روشن ستارے، بستان نبوت مہکتے پھول، آفتاب رسالت کی چمکتی شعائیں، آغوش نبوت کی پروردہ ہستیاں اور کاشانہ نبوت کے فیض یافتہ شمار ہوتے ہیں۔

کیوں۔۔؟

اس لیے کہ رسول؛ خالق ارض و سما کا شاہکار اور انوار الہی کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اسی طرح اہل بیت کرام اور اصحاب عظام رسول خدا کی مرصع نگاریوں کے انمول شاہکار اور کمالات نبوت کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔

خالق نے اگر ہستی سرور کو سنوارا
آل واصحاب کے دل ساقی کوثر نے سنوارے

قدرت خود زلف رسول میں شانہ کرتی ہے، حسن نبی کو نکھارتی ہے، جمال حبیب کو سنوارتی ہے کیونکہ جمال حبیب میں کمال محب جھلکتا ہے اسی رسالت اپنے اہل بیت اور اصحاب کے نفوس و قلوب کا تزکیہ و تصفیہ کرتی ہے، ان کی عملی زندگی کے گلے میں اوصاف حمیدہ اور اخلاق کریمانہ کی مالا ڈالتی ہے کیونکہ انہی مبارک ہستیوں کے سیرت و کردار سے حسن نبوت کی خُوآتی ہے اور جمال رسالت نمودار ہوتا ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

اہل بیت کرام ازواج نبی اور اصحاب رسول کے بے خار پھولوں سے لدا ایک حسین گلدستہ اپنی عطر بیزیوں سے اقوام عالم کے قلوب واذہان کو توحید باری تعالی، ختم رسالت، صداقت قرآن، یوم میعاد اور ایمانیات کی طرف مشک آفریں پیغام حق دیتا رہا ہے اور ان کی روحانی نسل ان شاء اللہ تا قیام قیامت ان کا یہ فیض بانٹتی رہے گی۔

انہی کے جادہ منزل کو 'صراط مستقیم' کا نام خدا کی لاریب کتاب اور لاشک کلام میں دیا گیا۔ انہی کے ایمان کو معیار قرار دیا گیا جیسے کلام الہی کی معتبر وضاحت تشریح نبوت (سنت نبوی) ہے ایسے کلام رسول کی معتبر اور مستند وضاحت تشریح صحابی ہے۔

انہی کے قلوب میں رب ذوالعلیٰ نے جھانک کر دنیوی واخروی اور دائمی وابدی کامیابیوں کے اعزاز عطا فرمائے۔ اب ان مقدس ہستیوں سے خدا کی طرف سے ملنے والے انعامات کو کوئی تاریخ دان، کوئی انشاء پرداز، کوئی مصنف، کوئی محقق الغرض کوئی بھی۔۔۔ہاں ہاں کوئی بھی۔۔۔ نہیں چھین سکتا۔

بلکہ من گھڑت واقعات، خود تراشیدہ روایت کے بل بوتے ان پر ہائے ہائے کرنا، ان کے جرات مندانہ کردار کو بزدلانہ روش کا روپ دینا، عفت مآب بیبیوں کا ننگے سر پھرانا، سینہ چاک کرنا، نوحہ وماتم وغیرہ جیسے غیر اسلامی افعال کا خوگر بتلانا، اہل بیت کی عزت ناموس اور تقدس وحرمت کو پامال کرنا ہے۔

ہم تمام ایسی تاریخی کتب کو آگ کے الاؤ میں جھونکتے ہیں جس میں اہل بیت کرام یا اصحاب رسول کے خلاف ایک حرف بھی درج ہو۔ ہم قرآن پر ایمان لانے

والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے فرامین پر یقین رکھنے والے ہیں۔ اہل بیت بھی ہمارے ہیں اور اصحاب رسول بھی ہمارے۔۔۔ ہم ان کو اپنا مقتدا مانتے ہیں۔۔۔ اور اپنے مقتداؤں کی عزت وآبرو سے کسی کو کسی بھی میدان میں خواہ علمی ہو یا عملی کھیلنے کی اجازت نہیں دے سکتے ہیں۔

وطن عزیز کی سالمیت، استحکام اور بقا اصحاب رسول اور اہل بیت کرام کے روشن اور اجلے کردار کو بیان کرنے میں ہے محرم الحرام میں حکومت پاکستان کی جانب سے تمام ان اقدامات کو ماننا جن سے اصحاب رسول اور اہل بیت کرام کی عزت ناموس اور وقار کا تحفظ ہوتا ہو اپنا ایمانی فرض ادا کرنا کہلائے گا۔

اللہ ہمیں اپنے فرائض کو بخوبی ادا کرنے کی توفیق بخشے اور ماہ محرم کو امن سکون اور اطمینان سے گزارنے کی توفیق بخشے۔

آمین بجاہ سید الانام والمرسلین

والسلام

محمد الیاس گھمن

تجدید عہد کیجئے

ماہنامہ بنات اہلسنت، جنوری 2012ء

2011ء کا سورج غروب ہوا، 2012ء کی آمد آمد ہے لیکن یہ بھی رکنے والا نہیں کہ ع...

ثبات اک تغیر کو ہے زمانے میں

2012ء بھی چلا جائے گا اور بعد میں آنے والے ماہ وسال بھی گزرتے جائیں گے۔ یہ سلسلہ یونہی رہے گا یہاں تک کہ اس کائنات کا خالق اس نظام کی بساط لپیٹ دے گا۔ ایک لمحہ کے لیے غور کیجئے ہم بھی رکنے والے نہیں! ذرا سوچئے کہ جب 2011ء کے دسمبر کا آخری سورج غروب ہوا تو اگر اس کے ساتھ ساتھ ہماری زیست کا چراغ بھی گل ہو جاتا تو۔۔۔؟ ہم نے کیا تیاری کی تھی اس سفر کے لیے؟

حضرت انسان بھی عجیب شے ہے کسی چھوٹے سے طے شدہ سفر پر نکلنا ہو تو اس کے لیے کتنی تیاری کرتا ہے لباس، جوتے، توشہ دان، زادراہ، سواری، رفیق سفر۔۔۔ کیا کیا گنوایا جائے، ہم سب اسی نوع سے تعلق رکھتے ہیں اور اس معاملے سے بخوبی آگاہ ہیں۔

لیکن۔۔۔ کبھی سوچا ہم نے کہ ہم میں سے ہر کسی کو ایک دن اک لمبے۔۔۔ بہت ہی لمبے اور کٹھن سفر پر نکلنا ہے۔ کٹھنائیوں اور صعوبتوں سے بھرپور سفر اور اس پر مستزاد یہ کہ کوئی وقت مقرر نہیں۔ کچھ پتہ نہیں کہ کب اجل کا بلاوا آجائے۔ بیٹھ کر سوچا جائے تو جھرجھری آجاتی ہے جب اس گوشت پوست کے مکان کا مقیم؛ مسافر

بنے گا تو یہ سب کچھ اچانک ہی ہو جائے گا۔ اتنی فرصت بھی نہ ملے گی کہ اپنے ابنائے جنس کو اپنا حال ہی بتا سکیں۔ نخل ہائے تمنایوں مرجھائیں گے کہ ان کو آرزؤں سے سینچنا ممکن نہ رہے گا۔

یادش بخیر۔۔ مالک ارض وسمانے جب ہماری روحوں کو وجود بخشا تھا تو ایک اقرار لیا تھا۔۔ الست بربکم ؟۔۔۔ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں ؟ تب سب نے یک زبان ہو کر بھلا کیا کہا تھا: کیوں نہیں! آپ ہی تو ہمارے رب ہیں۔ پھر۔۔۔ ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں ڈال کر اس دنیا میں بھیج دیا گیا۔۔۔ اور ۔۔۔ نیک وبد کی پہچان کرواکر۔۔۔ اچھے نتائج سے آگاہ کرکے۔ عمل کی کسوٹی پر خود کو پرکھنے کے لیے چھوڑ دیا گیا۔

تو۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔؟ کس سے مخفی ہے یہ داستان بے وفائی؟۔۔۔ سوائے چند سعادت مند روحوں کے اکثریت نے اس عہد کو بھلا ڈالا۔ مالک ارض وسماوات کی یوں علی الاعلان نافرمانی! اتنی سرکشی۔۔۔ ایسی بغاوت۔۔۔ الامان والحفیظ۔۔۔ کیا ہو گیا اس نسل انسانی کو۔۔۔؟؟

آدم کے بیٹے بیٹیوں نے اپنے باپ کے دیے گئے سبق کو بھلا دیا۔ تمام نصیحتوں، کو اپنے فائدے کی باتوں کو پس پشت ڈال دیا۔ اس ذات رحیم و کریم کو اپنے بندوں کا یوں راہ بھٹک جانا کیونکر پسند ہو گا۔۔۔ اس نے اپنے خاص اور نیک بندوں کو اس عالم فانی میں بھیجا۔ ان کے ذمے یہی تھا کہ بنی نوع انسان کو وہ بھولا ہوا عہد دوبارہ یاد کروائیں۔

یہ سلسلہ چلتا رہا۔۔۔ نیکی اور بدی کی قوتوں میں پنجہ آزمائی ہوتی

رہی۔۔۔ چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی کی ستیزہ کاریوں کی ایک لمبی داستان ہے۔۔ کہاں تک کہی جائے۔۔ تاآنکہ صحرائے عرب میں وہ پھول کھلا جس کی نوید موسی وعیسی علیہما السلام نے سنائی تھی۔ اللہ کے بندوں کو اللہ کی غلامی میں دینے کی کوششیں کرنے والی مبعوث من اللہ جماعت کے آخری فرد ہونے کی حیثیت سے اس اُمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔۔۔ ہمارے ماں باپ ان پر قربان۔۔۔ نے اس دنیا سے پردہ فرمانے سے پہلے ایک ایسی جماعت تیار کردی تھی جو آدم کی اولاد کو وہ بھولا ہوا عہد یاد کرواتی رہی۔

اس مقدس جماعت نے یہ ذمہ داری پوری دیانت سے نبھائی اور یہ سلسلۃ الذہب آج تک برابر جاری وساری ہے۔ صحابہ کرام کی جانشین یہ امت، میں اور آپ ۔۔۔ ہم سب مرد وزن۔۔۔ ہم سب کو آج وہی بھولا ہوا عہد خود بھی یاد کرنا ہے اور دوسروں تک بھی تجدید عہد کا یہ پیغام پہنچانا ہے چشم تصور وا کیجئے خود کو عظمت و جبروت والی اس ذات کے سامنے کھڑا دیکھئے۔۔۔ آیئے دل کی گہرائیوں سے یہ نعرہ وفا لگایئے۔۔۔ کیوں نہیں آپ ہی ہمارے پرودگار ہیں۔۔۔ سچا پیمان باندھئے کہ اپنی کوتاہیوں گناہوں اور نافرمانیوں کو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہہ دیں گے جلدی کیجئے اس سے قبل کہ موت کا فرشتہ پیغام روانگی کا جان فرسا حکم سنادے اور یہ مسافر زیست اس جہاں کو خیر باد کہہ دے جیسے 2011ء ہمیں چھوڑ کر چلا گیا، کبھی واپس نہ آنے کے لیے !

والسلام

محمد الیاس گھمن

ربیع الاول جب بھی آتا ہے

ماہنامہ بنات اہلسنت، فروری 2012ء

چھ صدیاں گزر چکی تھیں۔ ابھی تک مسلمان اپنے رسول کی سیرت پر عمل کر رہے تھے۔ زمانہ نبوت، عہد خلفائے راشدین، ائمہ متبوعین مجتہدین کے مبارک ادوار بھی سیرت کے سچے پھولوں سے معاشرے میں خوشبوئیں بانٹ رہے تھے۔ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جانیں نچھاور تھیں، سنجیدگی اور متانت کا دور تھا، فضولیات ولغویات اور لایعنی امور سے کلی اجتناب جیسی نعمت سے اہل اسلام مالامال تھے کہ...

اچانک۔۔۔604ھ میں موصل نامی شہر میں ایک شخص نے ربیع الاول کا ایک نیا تصور متعارف کرایا۔ اس دن جشن منانے کا اہتمام کیا، فضول خرچ بادشاہ ۔۔۔ جسے تاریخ کے اوراق میں مظفر الدین کوکری کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔۔۔ رعایا کے خون پسینے کی محنت سے حاصل شدہ رقوم سے اس کا خاطر خواہ انتظام کرتا۔

تاریخ ابن خلکان

بلکہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں کہ یعنی یہ فضول خرچ بادشاہ ہر سال جشن کا سامان پیدا کرتا اور اس پر تین لاکھ خرچ کرتا تھا۔

دول الاسلام ج 2 ص 103

اس کا چنگل اس قدر مضبوط نہیں تھا کہ لوگ اس میں پھنس جاتے۔۔۔ لیکن خوشامدی ملا دحیہ بن ابو الخطاب نے اس کی یہ پریشانی بھی ختم کر ڈالی اور اس نئے کام کو بھی "اسلامی شریعت" کا درجہ دے ڈالا۔ خوشامدی ملا کا کرتب بادشاہ کے دل کو لبھا گیا

اور شاہی خزانے میں سے ایک ہزار پونڈ اسے بطور انعام کے دیے گئے۔

دول الاسلام ص 104

ممکن ہے یوں کہہ دیا جائے کہ اس میں کیا حرج ہے؟ آخر وہ بھی تو عالم ہو گا آپ کے تصور میں اس کی برگزیدہ صورت بن رہی ہو اس سے پہلے ہمیں علامہ ابن حجر کا فیصلہ جاننا ضروری ہو گا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

یہ شخص اولیاء اور سلف صالحین کا گستاخ تھا، گندی زبان کا مالک تھا بڑا احمق اور متکبر تھا، دین کے کاموں میں سست اور بے پرواہ تھا۔

فضول خرچ بادشاہ کو ایسے حواری میسر آنے تھے کہ اس نے اس جشن کو مستقل قانون کی شکل دے دی۔ جب معاملہ بڑھا اور یہ جشن میلاد جس میں قوالیاں، ناچ گانے، من گھڑت قصے، کرشماتی کہانیاں عام ہونے لگیں تو اہل السنۃ والجماعۃ کے تمام علماء نے اس کی بھرپور تردید کی بلکہ ائمہ متبوعین کے پیروکاروں نے ڈٹ کر اس نوزائیدہ بدعت کا گلا دبایا چنانچہ:

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مقلدین میں سے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنے فتاوی ج 1 ص 312 پر، امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ کے مقلدین میں سے نصیر الدین الشافعی رحمہ اللہ نے رشاد الاخیار ص 20 پر، امام مالک رحمہ اللہ کے مقلدین میں سے علامہ ابن امیر الحاج رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مدخل ج 1 ص 85 اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مقلدین میں سے مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نے مکتوبات حصہ پنجم ص 22 میں دو ٹوک فیصلہ سنایا کہ یہ شریعت نہیں بلکہ شریعت کے نام پر ایک دھوکہ ہے۔

وقت گزرتا گیا۔۔۔ دھیرے دھیرے دو گروہ بن چکے تھے کچھ تو اپنی کم علمی اور ناقص معلومات کی بناء پر اب اس نئے مفروضے کو دین کا درجہ دے بیٹھے اور کچھ پختہ علم والے اس کو کسی صورت بھی تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ پھر ایک یلغار اٹھی۔۔ وہ کیا۔۔؟ وہ یہ کہ جو شخص ربیع الاول میں مروجہ جشن آمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں مناتا وہ "سنی" نہیں ہے۔

شور بڑھتا رہا۔۔۔ اسی اثناء میں دارالعلوم دیوبند کی مسند تدریس پر فقیہ وقت شیخ رشید احمد گنگوہی تخت نشین آراء تھے۔ بعض لوگوں نے آپ پر اور آپ کے ہم خیال علماء پر الزام لگایا کہ "یہ لوگ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے چڑتے ہیں ان کو حضور کا ذکر کرنا اور سننا پسند نہیں، وغیرہ وغیرہ" تو حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے اپنے فتاوی میں لکھا:

نفس ذکر ولادت فخر عالم مندوب ہے مگر بسبب انضمام ان قیود کے یہ مجلس ممنوع ہوگی۔

فتاوی رشیدیہ ج1ص110

آج بھی ہمارا نظریہ وہی ہے جو اکابر بتلا گئے تھے، نفس ذکر ولاوت ہمارے ہاں ایک مستحسن امر ہے جو کسی ربیع الاول کا انتظار نہیں کرتا اور کبھی بھی وقت کا محتاج نہیں۔ ہمارے ہاں علمی دلائل کی بنیاد پر اختلاف رائے کرنا مفقود ہو چلا ہے اور نظر وفکر کے پیمانے لبریز ہو چکے ہیں بدعات کو رواج دینے والے "عشاق" کہلاتے ہیں اور سنت کا فیض عام کرنے والے "گستاخ" آپ بتلائیے کہ کیا اسی کا نام انصاف ہے؟ میں جب بھی غور کرتا ہوں تو سر پکڑ کر بیٹھ جاتا ہوں۔

کیا اتنی سی بات پر ہم سے عشق رسالت کا تمغہ چھینا جاتا ہے کہ ہم اس کام کو دین نہیں کہتے جسے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دین نہیں کہا اتنی سی بات پر گستاخ بن جاتے ہیں کہ ہم نئی رسومات کو عشق نبوت کا معیار قرار نہیں دیتے۔۔۔ کیا کھڑے ہو کر جھنڈے لہرانا، جلسوں میں زرق برق لباس پہننا، گھر کو چراغاں کرنا، عیدیاں بانٹنا، بیجز لگانا، مقامات مقدسہ کی شبیہیں تیار کرنا اور خرافات ورسومات میں اپنے قیمتی اوقات کو ضائع کرنا محبت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے؟

اور قال اللہ و قال الرسول کے زمزمے لگانا، عقائد اور اعمال کی درستگی کرنا، اپنے نفس کی اصلاح، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پاسداری میں منہمک رہنا، رسومات وبدعات سے اجتناب کرنا، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنا، تلاوت قرآن کریم کرنا، ذکر اذکار کرنا اور تمام اسلامی افعال کو اپنی زندگیوں میں بجا لانا ایسا جرم ہے جس پر نام نہاد دین کے ٹھیکے دار ہم کوستے رہتے ہیں؟ ربیع الاول جب بھی آتا ہے مجھے ایسی باتوں پر سوچنے کے لیے مجبور سا کر دیتا ہے میرے پاس تو اس کا جواب نہیں ہوتا شاید آپ کے پاس ہو۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

وطن کی محبت ایمان ہے

ماہنامہ بنات اہلسنت، مارچ 2012ء

72برس قبل 23مارچ 1940ء میں اقبال پارک لاہور میں مسلمانان برصغیر نے ایک الگ اسلامی ریاست کی قرارداد منظور کی جسے قرارداد پاکستان کا نام دیا جاتا ہے۔ اس قرارداد کا اولین مقصد مسلمانان برصغیر کی نظریاتی اقدار کا تحفظ تھا۔ اس خطے کے مسلمان یہ چاہتے تھے کہ ہم الگ سے اپنی اسلامی ریاست قائم کریں جہاں ہمارے عقائد و نظریات کا تحفظ ہو، ہمارا کلچر خالصتا اسلام کے وضع کردہ قوانین کا علمبردار ہو، ہماری بود و باش کسی غیر مسلم قوم کی نقالی نہ ہو بلکہ نقالی سے پاک ہو چونکہ اسلام ہمارا بنیادی مذہب ہے اس لیے ہمارے حکمران بھی مسلمان ہونے چاہیں۔

اس ساری جدوجہد کا سبب علماء حق کی بے مثال قربانیاں تھیں جنہوں نے اسلام اور اہل اسلام کو بچانے کی خاطر جہاں میدان کارزار میں اپنی جانوں کا نذانہ پیش کیا وہاں عقائد اسلامیہ کے تحفظ کے لیے دینی جامعات کی داغ بیل ڈالی ۔ چنانچہ حکیم آفتاب حسن قریشی لکھتے ہیں:

1857ء کی جنگ آزادی میں ناکامی کے باوجود جہاد کا سلسلہ جاری رہا انگریزوں نے انبالہ اور پٹنہ میں مجاہدین پر مقدمات چلا کر انہیں قید وبند کی سزائیں دیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف منظم تحریک چلائی اور مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لیے عیسائی مشنریوں کی پشت پناہی کی۔ اس وقت یہ علماء ہی تھے جو اسلام کے تحفظ اور احیا کے لیے میدان عمل میں اترے۔

انہوں نے مختلف جگہوں پر دینی مدارس قائم کیے اور نوجوانوں کو دین کی تعلیم دینے لگے۔ ان مدارس میں سے دارالعلوم دیوبند اور مدرسہ دارالعلوم سہارنپور خاص طور پر مشہور ہیں۔ طرابلس اور بلقان کی جنگوں میں علماء اور مشائخ نے مسلمانوں کی رہنمائی اور ترکوں کی مدد کے لیے چندہ جمع کیا۔ تحریک خلافت آغاز ہوا تو علماء اور مشائخ بڑی بہادری سے برطانوی حکومت کے خلاف نبرد آزما ہوئے۔ تاریخ گواہ ہے کہ تحریک خلافت نے برصغیر میں برطانوی حکومت کی بنیادیں ہلا دیں۔

مطالعہ پاکستان بی۔اے(لازمی)علامہ اقبال یونیورسٹی پاکستان صفحہ 305

تاریخ شاہد ہے کہ پاکستان کے نام سے آزادی کی جس کونپل نے غلامی کی سنگلاخ زمین کا سینہ چیرا، اس کی آبیاری علماء حق کے خون اور پسینے سے ہوئی ہے۔ ”تعمیر پاکستان اور علماء ربانی“ میں منشی عبد الرحمن صاحب لکھتے ہیں:

”سیرت اشرف کی تالیف کے دوران یہ راز کھلا کہ پاکستان کا ابتدائی تخیل علامہ اقبال کا نہیں تھا بلکہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کا تھا۔ اس کی خبر جب ارباب علم و ذوق کو ہوئی تو انہوں نے اصرار کیا کہ اس تاریخی راز کو سیرت کی اشاعت تک پردہ خفا میں نہیں رہنا چاہیے اسے الگ رسالہ کی صورت میں میں شائع کر دیا جائے تاکہ ایک تاریخی غلط فہمی جلد دور ہو جائے مگر حضرت تھانوی کے بعض خلفاء نے نہایت نیک نیتی کے ساتھ اس تقاضا کی مخالفت کی کہ اس انکشاف کی اشاعت سے علامہ اقبال کے عقیدت مندوں کو روحانی صدمہ پہنچے گا۔“

ایک طرف آزادی وطن کی خاطر علماء حق دارورسن پر جھول رہے تھے تو دوسری طرف اسلام کی نظریاتی سرحدات پر بھی پہرے دار بنے رہے اور مذاہب

عالم میں اسلام کی ہمہ جہت اور عالم گیریت کا لوہا منوایا۔ ہمیں آزادی تو مل گئی مگر افسوس کہ ہم اس ”آزادی“ کو ”پابندی شریعت“ کا مقابل تصور کر بیٹھے جن کی شبانہ روز کاوشوں کی بدولت ہمیں ”حریت“ نصیب ہوئی ہم ان کا تمسخر اڑانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ جس نعرہ مستانہ ......پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ...... کی برکت سے پاکستان جیسی عظیم آزاد ریاست نصیب ہوئی بد قسمتی سے اس میں کلمہ طیبہ کا نفاذ نہ ہو سکا۔

نفاذ تو در کجا اس کلمہ کے ماننے والوں کو شدید اذیتوں سے دوچار کیا جا رہا ہے۔ کیا آپ اس معمار کی دل شکستگی کا ادراک کر سکتے ہیں جس نے شب و روز ایک کر کے خوبصورت محل تعمیر کیا ہو، اب اس کے بالا خانے پر کھڑے ہو کر کوئی شخص اس معمار کی محنت اور کاری گری کا مذاق اڑائے تو کیا گزرے گی اس کے دل پر؟ یاد رکھیں علماء دیوبند اس محل پاکستان کے معمار ہیں۔ سب سے زیادہ اس ملک کے لیے قربانی ہم نے دی۔ سرکاری سطح پر سب سے پہلے علماء دیوبند کے عظیم سپوت علامہ شبیر احمد عثمانی نے مغربی پاکستان کراچی میں سبز ہلالی پرچم لہرایا اور مشرقی پاکستان میں علامہ ظفر احمد عثمانی دیوبندی نے پرچم کشائی کر کے مسلمانان برصغیر کے خوابوں کو شرمندہ تعبیر کیا۔ اللہ ہم سب کو وطن سے محبت نصیب فرمائے کیونکہ وطن کی محبت ایمان ہے۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

حق کی پہچان اور داعی قرآن

ماہنامہ بنات اہلسنت، جون 2012ء

اللہ اللہ کیسی عظیم شخصیت تھی میرے استاذ محترم مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید رحمہ اللہ کی، جن کی اس اچانک جدائی پر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ اس ماہ میں یہ مسلسل شہادتیں، یکے بعد یگرے علمائے حقہ کا یوں دنیا سے اٹھتے چلے جانا قربِ قیامت کی علامت ہے۔ استاذ محترم جن کی پوری زندگی کتاب اللہ کی خدمت میں گزر گئی جو بظاہر معذور ہو کر بھی توانا لوگوں کا سہارا تھے، جنہوں نے زمانے کے سرد و گرم کو دیکھا، بحر و بر کو روندا، سیاہ سفید کو پرکھا...... بغیر ٹانگوں کے محض وہیل چیئر پر بیٹھ کر گلی گلی، نگر نگر خدا کا قرآن سنایا اور اس کے مطالب و معانی کو خوب کھولا۔

حضرت استاذ محترم انتہائی معتدل مزاج اور نرم دل انسان تھے۔ زندگی بھر ایسی کوئی بات نہ کی جس سے کسی کو عداوت و عناد کی آگ بھڑکانے کا موقع ملے۔ آپ ہر مجلس و محفل میں سنے جاتے تھے۔ حضرت کا اپنا ذوق تھا کہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ قرآن مجید کے قریب کیا جائے اور واقعی یہ مبارک ذوق تھا جس کی تکمیل کے لئے حضرت کبھی کبھی غیروں کی مجلس میں بھی چلے جاتے کہ ؏

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

لیکن افسوس ظلم کا ہاتھ ان تک بھی پہنچ گیا جنہوں نے ساری زندگی کسی کے خلاف بات نہ کی، صرف دعوت الی اللہ ہی دیتے رہے، مگر وہ بدطینت جن کو اس بات سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ ہم کس کے خون سے ہاتھ رنگ رہے ہیں؟ جیسے

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بچھو نے ڈسا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"اس کو اتنی بھی پہچان نہیں کہ نبی اور غیر نبی کا فرق کرلے۔"

آج میرا اُن امن کے علمبر داروں سے سوال ہے جو ہمیں کھل کر کلمۂ حق کہنے اور ہر باطل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے سے صرف اس لئے منع کرتے ہیں کہ اس سے تمہاری جانیں محفوظ نہیں ہوں گی، تو ذرا بتائیں کہ مولانا اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ جیسے بے ضرر انسان جس نے ساری زندگی وہیل چیئر پر بیٹھ کر درس قرآن دیتے ہوئے گزار دی، اس درویش صفت انسان کا خون آخر کس کے ہوس انتقام کی تسکین تھا؟؟؟ آخر جب بد بختوں نے ان سے کوئی رعایت نہیں کی تو ہم ان تخریب کار، دہشت گردوں سے کس خیر کی امید رکھیں؟

زندگی اور موت کا وقت متعین ہے، موت ہر حال میں آکر رہنی ہے، پھر کیوں نہ اس حیاتِ فانی کو غنیمت سمجھتے ہوئے خم ٹھونک کر میدان میں آجائیں اور دنیا کو بتا دیں:

ذرے ہی سہی کوہ سے ٹکرا تو گئے ہم
دل لے کے سر عرصہ میدان آ تو گئے ہم
وہ جو کہتے تھے اب جان سے گزر کوئی نہیں سکتا
اور جان سے گزر کر انہیں جھٹلا تو گئے ہم

اہل حق علماء کی مسلسل شہادتیں ...... کبھی ہمارے مخدوم و مکرم ولی کامل حضرت مولانا نصیب خان شہید رحمۃ اللہ کی مظلومیت کی داستان سنائی ہوئی لاش تو کبھی مولانا عطاء الرحمٰن شہید رحمۃ اللہ علیہ کی الم ناک شہادت، لکی مروت کے بزرگ

شیخ الحدیث کی ٹارگٹ کلنگ تو کبھی مولانا حسن عزیز اور مولانا اسلم شیخوپوری پر گولیوں کی بوچھاڑ...... کیا حق کے چہرے سے شک کی چادریں اتارنے کے لئے کافی نہیں ہیں؟؟

اگر آج میرا زخمی دل میرے قلم کے راستے خون کے آنسو رو رہا ہے تو ساتھ ہی مجھے الحمدللہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان سے اپنے علماء اور اپنے عقیدے کے برحق ہونے کی سند بھی تو مل رہی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیأتین علی العلماء زمان یقتلون فیہ کما یقتل اللصوص فیالیت العلماء یومئذ تحامقوا

رواہ ابو عمر الدانی فی السنن الواردۃ فی الفتن ج:3 ص:661

کہ علماء پر ایک وقت ایسا آئے گا کہ انہیں چوروں کی طرح قتل کیا جائے گا کاش اس دن علماء جان بوجھ کر انجان بن جائیں۔

اب صاف ظاہر ہے جن علماء کے بے دریغ قتل پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فکر مند ہوئے وہ علماء حقہ ہی ہوں گے، علماء سوء سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا سروکار؟ اور آپ تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں کہ کس نظریہ اور کس عقیدے کے حامل علماء ہر دور میں بے دریغ قتل ہوتے رہے اور آج تک ہو رہے ہیں۔

تحفظِ ختمِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر ناموس صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم تک، اِعلائے کلمۃ اللہ سے لے کر احیائے خلافت واحیائے جہاد تک قربانیوں کا ایک حسین تسلسل ہے جس میں ہر نگینہ اپنی جگہ پر فٹ بیٹھتا چلا جا رہا ہے۔ ہمارے ہزاروں بے گناہ علماء کے بہیمانہ قتل کو پتھر کے دل اور تانبے کے دماغ رکھنے والوں نے ہمیشہ فرقہ وارانہ قتل قرار دیا۔ لیکن کاش اب ہی ان کی آنکھیں کھل جاتیں کہ

مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ جیسے مفسرِ قرآن کو شہید کرنے سے کس مسلک کی سربلندی وابستہ تھی؟

میری آخری گزارش اپنے ان غیور علماء کرام سے ہے جو دن رات ایک کر کے حفاظتِ دینِ متین کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں کہ اپنی حفاظت کا بھی خود کوئی نہ کوئی بندوبست فرمائیں، ایسا نہ ہو کہ ہمیں آج کی طرح مزید کوئی اور روز بد دیکھنا پڑے۔

آپ کے سینوں میں قرآن وسنت کی امانت ہے، خدا کے لئے اس کی حفاظت کریں اور یہ بات یاد رکھیں ابلیسی لشکر حاملین دینِ مصطفوی کو کچل دینا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شرور وفتن سے محفوظ فرمائے اور استاذ محترم اور دیگر علماء کرام کی شہادتوں کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے ۔

آمین بجاہ النبی الامی الکریم

والسلام

محمد الیاس گھمن

ہمارا تعلیمی نظام اور صراط مستقیم کورس

ماہنامہ بنات اہلسنت، جولائی 2012ء

تعلیم کسی بھی قوم کے عروج اور بلندیوں کا پہلا زینہ شمار ہوتی ہے اس کے ذریعے معاشرتی اور اخلاقی اقدار کا سنگ بنیاد رکھا جاتا ہے انسانیت، رواداری اور باہمی معاملات بھی تعلیم کی کوکھ سے جنم لیتے ہیں۔ انسانی تاریخ کا مطالعہ بتلاتا ہے جب بھی ہم نے اپنی تعلیمی سرگرمیوں میں لاپرواہی اور کوتاہی سے کام لیا تو تقدیر نے ہمیں اوجِ ثریا سے زمین پر دے مارا۔

نبوت کے اولین مقاصد میں سے یہ ہے کہ یعلمہم الکتاب پیغمبر ان کو تعلیم کتاب سے بہرہ ور کرتا ہے کیوں اس لیے کہ نبوت کی بعثت ہی اس لیے ہوتی ہے کہ وہ زمین پر خدا کا فرستادہ اور خلیفہ بن کر انسانیت میں خوشگواری کو پیدا کرے تعلیم کے روشنی سے جہالت کے اندھیروں کو ختم کرے توحید کی تابانی سے شرک کی گھنگھور گھٹاؤں کا مقابلہ کرے، بدعات اور خرافات کو اپنی سنت سے مٹاڈالے۔

زمانہ اس پر شاہد ہے کہ نبوت نے تعلیم کتاب کے ذریعے انسان کو ”انسانیت“ کے سانچے میں ڈھالا۔ خون کے پیاسے اپنا خون دے کر دوسروں کی جان بچاتے نظر آنے لگے۔ عزت وناموس کے لٹیرے اب دوسروں کی عزت بچانے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگانے میں فخر محسوس کرنے لگے۔ اس تعلیم کتاب نے نئے معاشرے کو وہ بنیادیں فراہم کیں جس سے فکر و نظر اور علم و عمل، اخلاق و کردار اور شعور و آگہی کے محلات تعمیر ہوئے سوءِ ظن کو حسن ظن میں بدل کر رکھ دیا۔

یقین جانیے جب تک مسلمان شریعت کی تعلیم سے بہرہ ور تھا اس وقت تک زمانے کی زمام سیادت اس کے ہاتھ میں تھی۔ ایک وقت آیا جب مسلم ذہنیت غیروں کی تہذیب اور کلچر سے مرعوب ہونے لگی دھیرے دھیرے انہی جیسا رہن سہن، بودوباش ثقافتی اور معاشرتی اطوار اپنانے لگے ۔ نتیجہ وہی نکلا جو دشمن چاہتا تھا کہ کہنے کو ہم مسلمان لیکن ہمارے اذہان گوروں کے غلام ہو گئے۔

لارڈ میکالے نے ایسا نصاب تعلیم متعارف کرایا اور بڑی بڑی ڈگریوں کا لالچ سوار کیا جس نے اسلام، ادب، انسانیت، علم کی بجائے اخلاق باختگی، بے ادبی، بہیمیت، جہالت اور افکار کفریہ کو فروغ دیا۔ ہمارے عصری اداروں میں پروان چڑھتی نسل نو غیر شعوری طور پر دین بیزاری کی جس راستے پر چل نکلی ہے، ایک ڈر سا لگا رہتا ہے کہ کہیں اپنی تہذیب، ثقافت اور اپنے ایمانی ورثے سے محروم نہ ہو جائے۔

ان خدشات کے پیش نظر ہمارے علمائے اہل السنت والجماعت سالانہ تعطیلات میں مختلف سمر کیمپس کا اہتمام کرتے ہیں جن میں ایمانیات، اخلاقیات عبادات اور روز مرہ کی دینی ضرورتوں سے روشناس کرانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس حوالے سے راقم نے بھی ایک مختصر سا نصاب ...... صراط مستقیم کورس...... کے نام سے ترتیب دیا ہے ۔ الحمدللہ اندرون اور بیرون ممالک میں اس کو بے حد مقبولیت حاصل ہوئی۔

موسم گرما کی سالانہ چھٹیاں شروع ہیں، اپنے علاقوں میں اس کورس کو خوب عام کریں۔ خصوصاً میں اپنی بہنوں سے التماس کروں گا کہ وہ ضرور اس کورس کی

با قاعدہ اور باضابطہ ترتیب بنائیں۔ ان شاء اللہ اس سے جہاں اخروی فوائد ہوں گے وہاں دنیا میں بھی آپ اپنی زندگی میں اطمینان، سکون اور راحت محسوس کریں گی۔

40 آیات قرانیہ 40 احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم 40 سے زائد عقائد ضروریہ 40 مسنون دعاؤں اور اذکار کے علاوہ بے شمار ایسے مسائل جن سے روزمرہ آپ کا واسطہ رہتا ہے یہ سب کچھ آپ بحمد اللہ صرف چند دنوں میں سیکھ سکتی ہیں۔ اللہ آپ کا حامی وناصر ہو۔

نوٹ:

صراط مستقیم کورس با قاعدہ کتابی شکل میں دستیاب ہے۔ خواتین کے لیے الگ نصاب ہے جبکہ مرد حضرات کے لیے الگ۔ کتاب منگوانے کے لیے مکتبہ اہل السنت والجماعت 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا اور دار الایمان لاہور سے رابطہ کریں۔

بیرون ممالک سے تعلق رکھنے والی خواتین ہماری ویب سائیٹ www.ahnafmedia.com سے اس کورس کو مفت ڈاؤن لوڈ کر کے استفادہ کر سکتی ہیں۔

صراط مستقیم کورس سے متعلق مزید معلومات کے لیے ان نمبرز پر رابطہ کر لیجیے۔

0321-6353540   0332-6311808

والسلام

محمد الیاس گھمن

مولا کریم! امت مسلمہ کی حفاظت فرما

ماہنامہ بنات اہلسنت، اگست 2012ء

رمضان المبارک اپنی برکتوں اور رحمتوں کے ساتھ جلوہ فگن ہے۔ پوری اسلامی دنیا اس بابرکت مہینے کے فیوض وبرکات سمیٹ رہی ہے۔ اللہ تعالی کا خصوصی فضل وکرم ہے کہ گذشتہ کئی سال سے یہ ماہ مبارک حرمین شریفین میں گذارنے کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔ امسال بھی اپنی تیسری اہلیہ کے ہمراہ رمضان المبارک سے چند دن قبل ہی حاضری ہوگئی تھی۔

بہت کوشش کے باوجود لاہور سے مدینہ منورہ کے لیے فلائٹ نہ مل سکی اس لیے پہلے جدہ جانا پڑا۔ در حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کا شرف ملا تو بے اختیار دل بھر آیا۔ مظلوم برمی مسلمانوں کی جلی اور کٹی پھٹی لاشوں کے جو مناظر انٹرنیٹ پر دیکھے تھے گویا نظروں کے سامنے سے ہٹ ہی نہیں رہے تھے۔ شام میں روافض کے ہاتھوں اہل السنت عوام پر ناقابل بیان مظالم کے مناظر بھی دیکھے نہیں جاتے۔ معصوم بچے، فرشتہ سیرت خواتین اور لاچار بوڑھے بھی ظالموں کے جذبہ چنگیزی سے محفوظ نہیں۔ اس پر میڈیا کی بے حسی اور مسلم حکمرانوں کے رویے سے بھی دل کٹ رہا ہے۔

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سلام پیش کرتے وقت منہ سے الفاظ ہی نہیں نکل رہے تھے۔ اللہ تعالی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے مظلوم و مقہور برمی اور شامی مسلمانوں کی حفاظت فرمائیں اور ظالموں کے دست وبازو کو اپنے قہر اور انتقام سے توڑ کر مظلوموں کی دادرسی فرمائیں اور مسلم حکمرانوں کو اپنی ذمہ

داریوں کا احساس کرنے اور ان سے کماحقہ عہدہ برآ ہونے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ دعا مسلمان کا ہتھیار ہے اور ہم یہ ہتھیار کبھی بھی نہیں رکھنے والے۔

فتنوں کا دور ہے، جہاں مسلمانوں کی جان و مال ظالم کفار اور ان کے آلہ کاروں کے ہاتھوں محفوظ نہیں، وہیں ان سے کہیں بڑھ کر حملے ان کے عقائد پر ہو رہے ہیں۔ ملحدین مختلف روپ دھار کر اہل السنت والجماعت کے مسلمہ عقائد و اعمال پر چہار اطراف سے حملہ آور ہیں۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کھڑے میں سوچ رہا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر امت کے اعمال و احوال کے پیش ہونے کے اجماعی عقیدہ کو بھی یار لوگوں نے نہیں چھوڑا تو اور ان سے کس خیر کی امید رکھی جا سکتی ہے؟

مولا کریم! امت مسلمہ کی حفاظت فرما۔ جان و مال کے لٹیروں سے بھی اور ایمان کے ڈاکوؤں سے بھی۔ عزت و آبرو کے راہزنوں سے بھی اور عقائد و اعمال کی عمارت میں نقب زنی کی کوششیں کرنے والوں سے بھی۔

حرمین شریفین سے واپسی پر دعوتی کاموں کے سلسلہ میں چند دن دبئی رکوں گا، بعد ازاں تین دن کے لیے کراچی کا سفر ہو گا۔ ان شاء اللہ العزیز 26 رمضان المبارک کو مرکز پہنچوں گا اور اسی دن میرا تراویح میں ختم قرآن ہو گا۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

اندھا بانٹے ریوڑیاں

ماہنامہ بنات اہلسنت، ستمبر 2012ء

رمضان المبارک کی برکتیں سمیٹنے کے بعد اب شوال میں دینی علم کی نورانی تحلیوں کو اپنے سینوں میں محفوظ کرنے کے لیے طالبین علم مدارس کا رخ کر رہے ہیں۔ مختصر سا زادِراہ ساتھ لیے سفر کی صعوبتیں جھیل کر علومِ نبوت کے حصول کے لیے جوق در جوق چلے آئے ہیں، انہیں دیکھ کر مجھے 93ھ میں ایک 16 سالہ طالب علم کا منظر یاد آنے لگا کہ اپنے والد گرامی کے ہمراہ سفر حج پر آیا ہوا ہے۔ کہنے لگا:

ابو جان! میں نے ایک سن رسیدہ بزرگ کو دیکھا ہے جس کے اردگرد لوگوں کا بے پناہ ہجوم ہے، ابو جان! بتایئے یہ بزرگ کون ہیں؟

والد نے جواب دیا: بیٹا! یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔

ابو جان! ان کا نام کیا ہے؟

بیٹا! ان کا نام عبد اللہ بن الحارث جزء الزبیدی ہے۔

نوجوان اپنے والد سے کہنے لگا: پھر ابو جان مجھے بھی ان سے ملا دیجئے تاکہ میں ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سن سکوں!

والد اپنے بیٹے کا ہاتھ تھامے مجلس حدیث میں لے جاتا ہے۔ اس کے بعد کی داستان نوجوان کی زبانی سنیے۔

”جب میں اس بزرگ کے قریب پہنچا تو وہ فرمار ہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کسی نے دین الٰہی میں تفقہ حاصل کر لیا اللہ تعالیٰ اس کو فکر

رزق سے اس طرح سبک دوش کر دے گا کہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہو گا۔“

جامع بیان العلم وفضلہ

یہ سولہ سالہ نوجوان جس نے صحابی رسول حضرت عبد اللہ بن الحارث بن جزاء الزبیدی رضی اللہ تعالی عنہ سے اس حدیث کو براہ راست سنا اور اس کو اپنے علم کے لیے بنیاد قرار دیا۔ اسے دنیا سر تاج الفقہاء والمحدثین امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ تعالی کے نام سے یاد کرتی ہے۔

طلباء برادری کی اکثریت میں ہمیں وہ لوگ نظر آتے ہیں جو غربت زدہ ہوتے ہیں۔ پھٹے پرانے ۔۔۔ مگر پاک اور صاف ۔۔۔ لباس میں ملبوس دینی کتب کو سامنے لیے بالکل با ادب ہوئے سبق کا تکرار کر رہے ہوتے ہیں۔ راقم چونکہ خود بھی دینی مدارس کا خوشہ چین ہے۔ مجھے اپنا زمانہ بھی یاد آنے لگتا ہے۔۔ میں سوچ رہا تھا کہ کیا ہماری حالت اب ایسی ہو گئی یا۔۔۔؟

اچانک مجھے وہ ایک اونچا سا ٹیلا...... اصحاب صفہ کا چبوترہ....... یاد آیا جہاں طالب علم صحابہ کرام بیٹھا کرتے تھے ان پر بھی لباس کی تقریباً وہی کیفیت، وہی مالی وسائل کی قلت، وہی بھوک اور افلاس۔

تاریخی جھروکوں سے چند اور طالبعلم بھی میری نظر میں گھومنے لگے۔

جن کے بارے علامہ ابن عبد البر اندلسی نے اپنی کتاب میں لکھا:

”حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ لڑکوں کو پڑھتے دیکھتے تو فرماتے شاباش! تم حکمت کے سر چشمے ہو اندھیروں میں روشنی ہو، تمہارے کپڑے پھٹے پرانے ہیں مگر اے ہونہارو تمہارے دل ترو تازہ ہیں۔ تم علم کے لیے بظاہر قید ہوئے ہو لیکن

تم ہی قوم کے مہکنے والے پھول ہو۔“

جامع بیان العلم وفضلہ

ہمارے معاشرہ میں علم دین کی قدردانی برابر مٹتی ہی چلی جارہی ہے، دین کے طلباء کی حوصلہ افزائی کا کہیں نام و نشان تک نہیں اور عصری تعلیم میں نمایاں پوزیشنز لینے والوں کو لاکھوں کے انعامات سے نوازا جارہا ہے۔ دنیاوی فنون کے طلباء بھی ہمارے بھائی ہیں، ہمیں خوشی ہے کہ ان کو انعامات سے نوازا جائے لیکن کیا علم دوست کہلانے والوں کا یہ جانبدارانہ رویہ طلبائے دین کے ساتھ سوتیلی ماں جیسا سلوک نہیں کہلائے گا؟ یا پھر اندھا بانٹے ریوڑیاں ہر پھر کے دے ”اپنوں“ کو!

ہاں! یہ الگ بات ہے کہ ہمیں ان جیسے نذرانوں کی قطعاً ضرورت نہیں لیکن ”علم دوستی“ کے دعویداروں کو یہ بات نہیں بھلانی چاہئے کہ علم حقیقی، علم مقصودی اصل میں علم دین ہی ہے باقی سب فنون۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

محبتِ رسول جاگ اٹھی ہے

ماہنامہ بنات اہلسنت، اکتوبر 2012ء

دشمنانِ اسلام کی طرف سے آئے روز انبیاء کرام خصوصاً امام الانبیاء، اسلام، قرآن، جماعت صحابہ اور مقتدر شخصیات کی توہین، بے حرمتی، بے ادبی اور گستاخی کا عمل بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے اہل اسلام ان دلخراش واقعات سے جب دل برداشتہ ہو کر رد عمل کا اظہار کرتے ہیں تو امن کی فاختائیں اڑانے والے بذات خود اڑ کر ان کے پاس آن پہنچتے ہیں اور انہیں صبر کی لوریاں سنا کر تحمل وبرداشت کی تھپکی دے کر پھر سے خواب غفلت کی آغوش میں سلانا شروع کر دیتے ہیں۔

برمی مسلمان پر مظالم کی ان کہی داستان، نیٹو سپلائی کی بحالی، رمشا مسیح کیس، مسوری (انڈیا) میں قرآن جلانے کا واقعہ، متنازعہ ترین گستاخانہ فلم اور خاکے وکارٹون اس کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے جس پر اہل قلم لکھ رہے ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ اس وقت یہودی لابی بلکہ یوں کہیں کہ ہر غیر مسلم لابی صرف اہل اسلام کے قلبی عقیدت اور جذبات سے کھیل کر ہی فریشمنٹ حاصل کر رہی ہے۔

ایران میں حضرت یوسف علیہ السلام کی فلم بنائی گئی۔ دوسری طرف حضرت مریم علیہا السلام کی فلم، دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی فلمیں، صحابہ وتابعین کرام رضی اللہ عنہم کے سنہرے کارناموں کو مسخ کر وحشیانہ اور ظالمانہ طرز پر فلمایا جا رہا ہے اور غیر شعوری طور پر اہل اسلام کے اذہان میں یہ زہر گھولا جا رہا ہے کہ العیاذ باللہ فلاں نبی اور فلاں پیغمبر، فلاں صحابی اور فلاں ولی ایسی شکل اور ایسے کردار والا

تھا۔ ان کے اہل خانہ میں بیٹی کی شکل ایسی تھی، بیوی اس طرح کی تھی۔ ان کے گھریلو مسائل اس طرح کے تھے اور معاشرتی اور معاشی طور پر وہ اس اس طرح سے زندگی بسر کیا کرتے تھے۔

پھر یہاں یہ کوشش بھی کی جاتی ہے کہ ان کو غیر مدبرانہ سوچ کا حامل قرار دیا جائے۔ انتہائی ظالمانہ اسکرپٹ ان کے بارے میں لکھے اور سنائے جاتے ہیں اور یہ باور کرایا جاتا ہے کہ وہ جس نظام حیات یعنی اسلام کے داعی تھے وہ نظام دائمی اور ابدی نہیں تھا بلکہ وہ تو اس زمانے کی ضروریات کو بھی پورا نہ کر سکتا تھا۔

شرعی مسئلہ یہ ہے کہ اس طرح کی ویڈیو دیکھنا، دکھانا، بیچنا، خریدنا یا کسی کو اس کے لنک شیئر کرنا حرام ہے۔ کسی طرح بھی جائز نہیں۔

جبکہ موافق و مخالف کتب تاریخ آج بھی اس بات پر شاہد ہیں کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسل اور ان کے جانشینوں نے انسانیت کو انصاف فراہم کیا، عدل ومساوات کا عملی درس دیا، برتری اور احساس کمتری کے تصور کو یکسر مٹا ڈالا، ظالم کے بڑھتے ہوئے ہاتھوں کو روک کر مظلوم ولاچار لوگوں کی فریاد رسی کی۔ مرد وزن سب کو یکساں عزت کا حامل ٹھہرایا، اپنے اور بیگانے کی خلیج پاٹ کر سب کو امن کی شاہراہ پر کاراہی بنا دیا۔ حتی کہ کافروں کو بھی تحفظ فراہم کیا، ان کے حقوق کا خیال رکھا۔ اور اس پر خود اغیار کی کتب گواہ ہیں۔

لیکن اے احسان فراموشو!

تم نے اس کا کیا صلہ دیا؟ جس نبی نے تمہیں جیون کی بھیک ڈالی تھی اس نبی کو تم روضہ میں تکلیف دیتے ہو؟ بھکاریو! جس نبی نے تمہارے کشکول گدائی کو اپنی

فراخ دلی، دریا دلی اور سخاوت سے لبریز کیا تھا تم نے اس کی گستاخی کر کے نمک حرامی کا ثبوت دیا ہے تمہارے ان گھٹیا کاموں سے ہمارے دل صدمات سے چُور چُور ہیں۔

سنو اور بگوش ہوش سنو!

مسلمان اب یہ صدمات مزید سہنے کا یارا نہیں رکھتے۔ انہوں نے طاؤس ورباب کو توڑ ڈالا ہے اب شمشیر وسناں سے خود کو مسلح کر چکے ہیں یہ کشتیاں جلا چکے اور سروں پر کفن باندھ چکے ہیں۔ لیبیا سے مراکش تک، اٹلی سے تیونس تک، سوڈان سے لبنان تک اور افغانستان سے پاکستان تلک، الغرض ہر خطے سے گستاخوں کو سزا دینے کے لیے نکل آئے ہیں اور اب یہ اپنی محبت کا ثبوت دے کر ہی دم لیں گے انہیں اس میدان میں موت بھی محبوب ہے اور غازی بننا بھی قبول ہے۔

گستاخو یاد رکھو!

اب سسکنے بلکنے کے دن تمہارے ہیں، کٹنے اور مرنے کی راتیں تمہاری ہیں ذلت ورسوائی کی صبحیں تمہاری اور حسرت ناکامی کی شامیں تمہارا انتظار کر رہی ہیں اور ہاں اب مسلمان نہیں جاگا بلکہ اس میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم جاگ اٹھی ہے۔ اب ان کی زندگیوں میں اطاعت رسول کو آنے سے تمہاری دلفریبیاں کبھی نہیں روک سکتیں۔ آج ہر مسلمان تمہارے نظام زندگی پر، تمہاری تعلیم پر، تمہارے کلچر پر، تمہاری ثقافت پر، تمہاری تہذیب پر اور سب سے بڑھ کر تمہاری غلامی پر چار حرف (لعنت) بھیج رہا ہے۔

ہر مسلمان اب زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ

جن کو ہوجائے ان کی غلامی کا شرف
بالقین وارث فردوس بریں ہوتا ہے
مرے آقا کی زمیں ہے وہ زمیں کہ
جہاں خاک نشیں؛ خلد نشیں ہوتا ہے
فلسفی؛ فکر کی رکھتا ہے گماں پر بنیاد
رہ نما اہل محبت کا یقیں ہوتا ہے
عشقِ پیغمبرِ حق کا ہے یقینا اعجاز
مجھ پہ باطل اثر انداز نہیں ہوتا ہے
ایک درد ایسا بھی ہوتا ہے محبت میں کہ
درد تو ہوتا ہے احساس نہیں ہوتا ہے

والسلام

محمد الیاس گھمن

یقین کی محنت

ماہنامہ بنات اہلسنت، نومبر 2012ء

میری، آپ کی بلکہ سارے عالم کامیابی اللہ رب العزت نے پورے کے پورے دین میں رکھی ہے۔ دین ہماری زندگیوں میں آئے گا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم والی مبارک محنت سے۔ اسی محنت کے بارے میں ... !

مندرجہ بالا پیرایے میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اجمالی طور پر فکرو دانش کا یہی پہلا زینہ طے ہو جائے تو تخلیقِ انسانیت اور بعثتِ انبیاء کی حکمت عقل انسانی کا صحیح رخ متعین کر سکتی ہے۔ مسلمانوں کی پستی، دیگر اقوام عالَم کے مقابلے میں اہلِ اسلام کی شکستگی، مرعوبیت اور احساس کمتری کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں گمگشتگانِ راہ کو کہیں اپنی منزل دکھائی دیتی ہے۔ تو وہ یہی ... یقین کی محنت ... کا روشن مینارہ ہی ہے۔

اس میں کوئی عاقل شخص اختلاف نہیں کر سکتا کہ جن نفوسِ قدسیہ نے دنیا کے نقشے پر کفر کو مٹا کر اسلام کا تابندہ پھریرا لہرایا وہ صحبت نبوی میں رنگے ہوئے تھے۔ ان کا ایمان، ان کے اعمال، اخلاق، معاشرت، معیشت، رہن سہن، بود وباش، طور طریقے، مراسم وعادات حتی کہ ان کا اقتدار و حاکمیت، خلافت و نیابت اور اطاعت شعاری الغرض زندگی کے ہر گوشے پر تصدیق نبوی کی مہر ثبت تھی۔

آج کے اس دور میں بھی اگر کوئی دین متین کے احیاء کا خواہاں ہے یا اسلامی معاشرے کو تشکیل کرنے کا جذبہ اپنے دل میں موجزن پاتا ہے تو ایک ایسے مشترک پلیٹ فارم پر جمع ہونا ہو گا۔ جہاں احکام خداوندی پر طرز حبیب خداوندی کے مطابق

عمل کیا جائے۔

لاشک ولاریب! کہ ہمارے اکابر نے جس مشن، کاز اور طرز عمل کو شریعت کی روشنی میں ترتیب دیا آج اس کے فوائد جہانِ عالَم میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ زمین کا کون سا وہ ٹکڑا ہے جہاں اسلام کی دعوت نہ پہنچائی گئی ہو؟ کون سا ایسا ملک ہے جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کا پرچار نہ کیا گیا ہو؟ الحمدللہ اسی محنت کی بدولت اسلام کی ان معتبر تشریحات کا فروغ ہورہا ہے جن میں تفقہ ائمہ دین کی جھلک موجود ہے۔

شدت اور غلو کے بغیر اصول دین میں اتفاق کے ساتھ ہر مسلک کے ماننے والوں کی رعایت کا حسین امتزاج مطلوب ہو تو آئیں میرے اکابر کی دور اندیشی اور خداداد فراست کا مظہر اس محنت ...یقین والی محنت.... میں ملاحظہ فرمائیں۔

عرب و عجم پر چھائی ان درویش صفت خدارسیدہ لوگوں کی عملی محنت کے ثمرات آپ کو کرۂ ارض پر بسنے والے انسانوں کی زندگیوں میں یقیناً جلوہ گر دکھائی دیں گے۔ جن کی صبح شام ایک ہی صدا ہے اللہ رب العزت نے ہماری اور آپ کی بلکہ سارے عالم کی کامیابی اپنے دین پر چلنے میں رکھی ہے۔ یہ دین آئے گا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک محنت سے.......

اور اس محنت کی ابجد یقین و اعتقاد سے شروع ہو کر اسلامی معاشرے کی تشکیل پر جا ختم ہوتی ہے۔ اللہ ہمارے بزرگوں پر راضی ہو اور ان کی اس محنت کو اپنی بارگاہ میں مزید قبولیت کا شرف نصیب فرمائے۔ اس سلسلے میں تبلیغی جماعت کا سالانہ اجتماع مورخہ 8 نومبر 2012ء سے رائے ونڈ میں شروع ہو رہا ہے۔ ان شاء اللہ علمائے کرام کے بیانات، انفرادی و اجتماعی اعمال کی مجالس، نالہ ہائے نیم شب کے ساتھ ساتھ

امت مرحومہ کے زوال وانحطاط کے خاتمے اور اسلامی تہذیب وتمدن کے فروغ پر قیمتی نصائح بھی یہ بزرگ ارشاد فرمائیں گے۔

اپنے اکابر کی اس جماعت یعنی تبلیغی جماعت پر لا مذہب لوگوں کے بودے اور رکیک شبہات کے رد کے لیے ان شاء اللہ منبر کی مغربی جانب بازار نمبر 3 میں اسٹال نمبر 6، 5 موجود ہو گا۔ جہاں پر آپ کو ایسی کتب اور لٹریچر بکثرت دستیاب ہوں گی جس سے اس یقین والی محنت کرنے والوں کا مزید انشراح ہو گا۔ احباب کے اصرار پر راقم بھی اپنے اسٹال پر ان شاء اللہ موجود ہو گا۔

اللہ ہم سب کو ایمان و عمل والی محنت میں قبول فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم

والسلام

محمد الیاس گھمن

عقائد و نظریات کا محافظ

ماہنامہ بینات، اشاعت خصوصی، اکتوبر تا دسمبر 2011ء

پچھلے کئی عشروں سے عالم اسلام میں عموما اور وطن عزیز پاکستان میں خصوصا بدامنی اور انارکی کے تعفن نے ماحول کو مکدر کر رکھا ہے۔ آئے دن نامور علماء، مذہبی قائدین واراکین کا قتل اب معمول بنتا جارہا ہے۔ ناموس رسالت کا مسئلہ، حرمت قرآن، ناموس صحابہ اور ناموس اولیاء اللہ جیسے اہم مسائل میں جن علمائے حق نے قربانی دی ہے ان میں سے ایک نام مولانا سعید احمد جلال پوری رحمہ اللہ کا بھی ہے۔

مولانا رحمہ اللہ کی زندگی کا مقصد دین کی سرفرازی تھا اور وہ اسی لئے شہید ہوئے اور اسی لئے وہ غازی تھے کہتے ہیں کہ:

تمہی سے اے مجاہدو جہان کا ثبات ہے
شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے

مجھے اس جملے سے مکمل اتفاق ہے کہ شہید کی موت قوم کی حیات ہوتی ہے، لیکن جن لوگوں کے علم کا دائرہ اس جملے کو صرف اَفواجِ پاکستان میں منحصر سمجھتا ہے، میں ان سے کہوں گا کہ اگر فوجی جرنیلوں سے قومِ پاکستان کو حیات ملتی ہے تو مذہبی جرنیلوں کی شہادت سے صرف قوم پاکستان کو نہیں بلکہ عالم اسلام کو حیاتِ جاوداں ملتی ہے۔ شہید یقیناً زندہ ہوتے ہیں، ہم انہیں آج بھی زندہ سمجھتے ہیں، اور وہ اپنے مشن، اپنے کاز اور اپنے عقائد و نظریات سمیت زندہ ہیں۔

میرا مولانا شہید رحمہ اللہ سے تعلق مسلک کے حوالے سے خاص رہا ہے۔

اہل السنت والجماعت کے عقائد کی ترویج اور اِشاعت کا مسئلہ ہو یا دِفاع کا، ہر دو مراحل میں حضرت کی ذاتِ گرامی انتہائی حساس تھی۔

مجھے یاد ہے کہ تقریباً آج سے چار سال قبل جب میں اپنے اِدارے مرکز اہل السنۃ والجماعۃ میں لائبریری کی کتب کے حوالے سے حضرت شہید رحمہ اللہ سے بات کی تو حضرت نے فوراً اپنے خادم کو چیک بک لانے کو فرمایا، میں سمجھ رہا تھا کہ شاید دس پندرہ ہزار روپے کا چیک کاٹیں گے، لیکن میں نے جب چیک پر درج شدہ رقم دیکھی تو میرا خیال غلط ثابت ہوا، حضرت رحمہ اللہ نے پورے ایک لاکھ روپے کا چیک میرے حوالے کیا، ساتھ ہی فرمایا:

مولانا! مسلک کے دفاع کے لئے میری جان تک حاضر ہے۔

اور واقعتا ایسا ہی تھا، مسلک کے دفاع کے لئے حضرت جلال پوری رحمہ اللہ نے اپنی ساری زندگی قربان کی ہے، اور دورِ جدید کے تمام فتنوں سے دلائل کی قوت سے نبرد آزما رہے ہیں۔ دور حاضر میں فتنہ زید حامد، فتنہ یوسف کذاب، فتنہ منکرین حیات انبیاء علیہم السلام، فتنہ انکارِ حدیث، فتنہ انکارِ فقہ کا حضرت رحمہ اللہ نے مردانہ وار مقابلہ کیا اور ان کے تمام سرغنوں کو چاروں شانے چت کیا۔

آخری ایام میں فتنہ زید حامد کے خلاف آپ کی کوششیں حد درجہ بڑھ گئی تھیں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ ہمارے مؤقر اخبار روزنامہ اسلام میں حضرت کی باطل شکن تحریر نے دُشمن کے دانت کھٹے کر رکھے تھے اور دشمن نے جب خود کو دلائل کی دنیا میں کھوکھلا پایا تو اپنی شکست چھپانے کے لئے آخر کار انہی ہتھکنڈوں پر اتر آیا جو روزِ اول سے باطل کا شیوہ اور وطیرہ رہا ہے، یعنی قتل۔۔۔!

حضرت رحمہ اللہ کو دشمن اپنے باطل عزائم کی تکمیل میں کوہ گراں سمجھتے تھے، اس لئے انہیں قتل کرادیا، لیکن اللہ کا فضل ہے، حق کا قافلہ اب بھی اس جوانمردی اور جرأت کے ساتھ اپنی منزل کی طرف بڑی تیزی سے رواں دواں ہے۔ حضرت رحمہ اللہ کے سینے میں چھپے درد کا اِحساس صرف انہی کو ہو سکتا ہے جو عقائد و نظریات میں متصلب ہوں۔

اللہ تعالیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جملہ قائدین اور اراکین اورآپ رحمہ اللہ کے تمام متوسلین اور منتسبین اور ہم سب کو حضرت رحمہ اللہ کے مشن کا امین بنائے، آمین!

محتاج دعا:

محمد الیاس گھمن

عید کیا پیغام دیتی ہے؟

بر موقع عید الفطر 1432ھ

دنیا کی ہر قوم اپنا ایک تہوار رکھتی ہے۔ ان تہواروں میں اپنی خوشی کے ساتھ ساتھ اپنے جداگانہ تشخص کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ عیسائیوں کا کرسمس ڈے، ہندوؤں کی ہولی اور دیوالی اور پارسیوں کے ہاں نوروز اور مہرجان کی عیدیں ان کے تہوار کی نمائندہ ہیں۔ لیکن مسلمانوں کی عید دیگر مذاہب واقوام کے تہواروں سے بالکل مختلف حیثیت رکھتی ہے۔ وہاں عید کا دن نفسیات کی پابندی، عیش وعشرت کے اظہار اور فسق وفجور کے افعال میں گزرتا ہے، لیکن اہل اسلام کی عید صرف خوشی ہی نہیں بلکہ اللہ رب العزت کی عبادت، ذکر اور شکر میں گزرتی ہے۔ یعنی یومِ عید خوشی و شادمانی کے ساتھ ساتھ عبادت کا دن بھی ہے۔

اہل اسلام کی عید اپنے اندر اطاعتِ خداوندی، اظہار شادمانی، اجتماعیت، تعاون و تراحم کے احساسات، مال و دولت کی حرص سے اجتناب جیسے جذبات رکھتی ہے۔ اس دن جو امور مشروع کیے گئے ہیں ان سے یہی ظاہر ہوتا ہے انسان غمی و مصیبت میں تو خدا کو یاد کرتا ہی ہے لیکن مسلمان اپنی خوشی کے لمحات میں بھی یاد الٰہی سے غافل نہیں رہتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن نماز عید سے قبل طاق عدد کھجوریں کھا کر عید گاہ تشریف لے جاتے تھے۔

صحیح البخاری حدیث نمبر 953

اس لیے عید گاہ جانے سے قبل کوئی میٹھی چیز کھا کر جانا مسنون ہے۔ گویا

اس دن کمالِ اطاعت کا درس دیا جارہا ہے کہ عید سے پہلے رمضانِ مقدس کے مہینے میں روزہ دار کا نہ کھانا بھی شریعت کے حکم کی تعمیل تھی اور آج کے دن نماز سے قبل کچھ کھا کر جانا، یہ بھی سنتِ نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی تعمیل ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سے زیادہ اطاعت شعاری کیا ہو سکتی ہے؟ اس میں ایک پیغام یہ بھی ہے کہ مؤمن کا ہر عمل اللہ رب العزت کے احکامات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہونا چاہیے۔

تقدیر کے پابند ہیں نباتات و جمادات
مؤمن فقط احکام الٰہی کا ہے پابند

اہل نصاب کو عید گاہ جانے سے قبل صدقۂ فطر کی ادائیگی کی ترغیب دی گئی ہے۔

صحیح البخاری حدیث نمبر 1503

گویا یہ پیغام دیا جا رہا ہے کہ عید کی خوشیوں میں اپنے فقراء و مساکین بھائیوں سے غافل نہ رہو، بلکہ تعاون اور تراحم کے جذبات لے کر انھیں بھی اپنی خوشیوں میں شامل کرو۔ یوں باہمی تعلقات کے جذبات پیدا ہو کر معاشرہ میں جو امیر و غریب کے درمیان بُعد ہے وہ ختم ہو گا۔ صدقہ فطر کی مشروعیت میں ایک اہم امر یہ بھی کار فرما ہے کی انسان کو مال کی حرص و ہوس سے بچنا چاہیے اور یہ ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیے کہ دولت خدا تعالیٰ کا عطیہ ہے، میری اپنی کاوش و کوشش کا کمال نہیں۔ جہاں باری تعالیٰ چاہیں گے وہیں خرچ کروں گا۔

عید کے دن صاف ستھرے کپڑے پہننے میں اللہ تعالی کی نعمت کا اظہار ہوتا

ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ بندے پر اس کی نعمت کا اثر نظر آئے۔

جامع الترمذی، حدیث نمبر 2819

تو بندہ صاف ستھرا یا نیا لباس پہن کر اس نعمتِ مال کا اظہار و اقرار کرتا ہے۔

یہاں یہ بات ملحوظ رہنی چاہیے کہ حقیقی عید محض زیبائش و آرائش اور فاخرانہ لباس پہننے کا نام نہیں بلکہ عذاب آخرت سے بچ جانا ہی حقیقی عید ہے۔ بعض بزرگوں کا قول ہے:

لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ لَبِسَ الْفَاخِرَۃِ
اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ اٰمِنَ عَذَابَ الْاٰخِرَۃِ

الکشکول للشیخ بہاء الدین العاملی ج 1ص168

کہ عید اس کی نہیں جو فاخرہ لباس پہنے بلکہ جو آخرت کے عذاب سے بچ جائے، عید تو اس کی ہے۔

عید کے دن عید نماز کی ادائیگی کے لیے عید گاہ کی طرف جانا اور تمام مسلمانوں کا ایک امام کی اقتداء میں نماز ادا کرنا اسلام کی شان و شوکت کا اظہار ہے، امتِ مسلمہ عملاً یہ ثابت کر رہی ہوتی ہے کہ مسلمانوں میں امیر غریب، محتاج و غنی، گورا کالا تمام برابر ہیں۔ کسی کو دوسرے پر مال و عہدہ کی وجہ سے برتری نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں سب مساوی ہیں۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

نیز اس اجتماع میں آخرت کے دن کی یاد بھی ہوتی ہے۔ جب تمام انسان اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گے، جہاں ہر قوم و قبیلہ کے لوگ جمع ہوں گے۔ تو یہ اجتماع

جہاں خوشیوں کی ساعات مہیا کرتا ہے وہاں یادِ آخرت سے بھی غافل نہیں ہونے دیتا۔

نماز عید کی ادائیگی دراصل روزہ کی ادائیگی پر شکرانہ ہے۔ مسلمانوں نے رمضان مقدس میں روزہ رکھا، تراویح ونوافل ادا کیے۔ غیبت، چغلی، جھوٹ، بدکاری اور فحاشی جیسی برائیوں سے بچتے رہے۔ اعمال صالحہ کی برکات سے ان کی زندگی میں تبدیلی آئی کہ وہ گناہوں کو چھوڑ کر تقوی وپرہیز گاری کی زندگی بسر کرنے لگے۔ اب اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ نیکیوں کی توفیق دینے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔ نیز

لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَاَزِيۡدَنَّكُمۡ

سورۃ ابراہیم:7

کے فرمانِ قرآنی کے تحت اس دن نیکی کی توفیق پر جتنا شکر ادا کریں گے اتنی ہی توفیق زیادہ ملتی ہے۔

یہاں ایک بات کا خیال رکھنا از حد ضروری ہے کہ ”عید کی تیاری“ کے عنوان سے ہمارے معاشرے میں فضول خرچی اور اسراف کا جو رواج چل نکلا ہے شریعت اس سے منع کرتی ہے۔ اتنی بات تو ثابت ہے کہ جو عمدہ لباس میسر ہو پہنا جائے لیکن اگر کسی کی مالی حالت کمزور ہو تو خواہ مخواہ قرض اٹھا کر وقتی زیب وزینت کا سامان کرنا کسی طرح درست نہیں۔

عید سے دس بارہ دن قبل ہی زرق برق کے لباس، مرغن کھانوں اور گھروں کی آرائش پر جو روپیہ پیسہ بے جا اڑایا جاتا ہے شریعت کی نظر میں یہ فضول خرچی ہے۔ قرآن مقدس میں فضول خرچی کرنے والون کو شیطان کا بھائی کہا گیا ہے۔ ارشاد گرامی

ہے:

إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ

سورۃ الاسراء:27

نیز رمضان المقدس کا آخری عشرہ جسے ”جہنم سے آزادی کا عشرہ“ کہا گیا ہے، کی ساری عبادات و ریاضات ”عید کی تیاری“ کی نظر ہو جاتی ہیں۔ جو راتیں گوشہ تنہائی میں باری تعالیٰ سے عرض و مناجات میں گزرنی چاہییں وہ بازاروں میں گھومنے میں گزرتی ہیں۔

رمضان المقدس کی آخری راتیں آخرت کمانے کا بہترین ذریعہ ہیں۔ حدیث مبارک میں مروی ہے:

وَيَغْفِرُ لَهُمْ فِيْ آخِرِ لَيْلَة

مسند احمد بن حنبل، حدیث نمبر 7904

کہ اللہ تعالی آخری رات روزہ داروں کی مغفرت فرماتے ہیں۔

انہی راتوں میں لیلۃ القدر بھی ہوتی ہے۔ لہذا ان مبارک ساعات کو فضول کاموں کی وجہ سے ضائع نہ کیا جائے بلکہ پورے اہتمام اور توجہ کے ساتھ عبادت میں مشغول رہا جائے اور عید کی حقیقی مسرتوں کو حاصل کرنے کے لیے شریعت مطہرہ کے بتائے گئے فرامین پر عمل کیا جائے۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

رہبر ہمیں درکار نہ محتاجِ خضر ہم

مولانا فضل الرحمن اور جمعیت علمائے اسلام

افقِ عالم پہ بام شہرت کو پہنچنے والی ہستیوں میں سے ایک ہستی ہمارے مخدوم ومکرم عالم باعمل مولانا فضل الرحمن صاحب دامت برکاتہم کی ہے، جنہوں نے میدانِ سیاست میں اہلِ حق کی ترجمانی فرمائی اور ایوانِ اقتدار سے اٹھنے والی ہر اس باد سموم کا سختی سے مقابلہ کیا جو گلشن اسلام کو ویرانے میں بدلنا چاہتی تھی۔ ہر دور کے کٹھن حالات کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کرنا، اپنوں کے نشتر سہہ کر مسکرانا اور خرمن باطل پر بجلیاں گرانا، یہ وہ صفات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مولانا موصوف کو وافر مقدار میں عطاء فرمائی ہیں۔

مولانا علمائے حق کی اس جماعت کے سرخیل ہیں جس جماعت نے اس وقت مسند نبوی کا تحفظ کرتے ہوئے امت مسلمہ کی اشک شوئی کی تھی جب نااہل لوگ وراثت پیغمبر کے وارث بننے کی ناکام کوشش کر رہے تھے اور انبیاء کی مقدس وراثت ''سیاست'' نااہل لوگوں کے ہاتھ میں کھلونا بن چکی تھی۔ شاید آپ کو لفظ ''سیاست'' انبیاء کے ساتھ دیکھ کر اچنبھا محسوس ہو، تو اس اجنبیت کو بخاری شریف کی مندرجہ ذیل حدیث پڑھ کر دور فرمائیں۔

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء

بخاری شریف رقم الحدیث 3196

بنو اسرائیل کے سیاست دان ان کے انبیاء کرام تھے اس حدیث کی وضا

حت کرتے ہوئے علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ القاری میں ارشاد فرماتے ہیں:

ای تتولیٰ امورھم کما تفعل الامراء والولاۃ بالرعیۃ والسیاسۃ

عمدۃ القاری ج23ص454

کہ بنی اسرائیل کے امور کے متولی ان کے انبیاء کرام تھے۔

تو سیاست انبیاء کرام کی مقدس وراثت ہے، جسے اہل حق علماء ہی کے ہاتھوں میں رہنا چاہیے۔ ہم سر زمین ہند کی سیاست پر نظر دوڑائیں تو جمعیت علماء اسلام کا کردار سب سے نرالا اور اجلا نظر آتا ہے۔ تاریخ کے طالب علم کے لیے یہ بات باعث تشنگی ہو گی اگر جمعیت کے موجودہ سیٹ اپ کے تعارف سے قبل اس کے شاندار ماضی کی جھلک نہ دکھائی جائے، کیونکہ وہی قومیں اپنا مستقبل محفوظ کر سکتی ہیں جو اپنے ماضی کے تابناک اور المناک، دونوں واقعات سے آشنا ہوں اور جنہیں اپنے قومی دوست اور دشمن کی پہچان ہو۔

آیئے! ہم مختصراً جمعیت کے ماضی پر ایک نظر دوڑائیں تا کہ موجودہ جمعیت کی قدر واہمیت کا اندازہ ہو اور ہر اٹھتے طوفان کو دیکھ کر اصحاب علم وفضل کو ہدف طعن بنانے کی بجائے انہیں اپنے اسلاف کی یادگار سمجھ کر سینے سے لگائیں۔

غنیمت ہے جو بچ گئے کچھ آدھ جلے تنکے
سینے سے لگا لو یادگار آشیاں سمجھو

آیئے! ذرا وہ آشیانہ تو دیکھ لیں کہ کس قدر محنت اور جان فشانی سے امت کو جمعیت کا سائبان فراہم کیا گیا جس نے کڑکتی دھوپ میں نونہالان چمن کو ٹھنڈا سایہ فراہم کیا۔

برصغیر پاک وہند میں 1611ء میں انگریز کے منحوس قدم براجمان ہونے سے لے کر 1947ء کی آزادی تک وہ کونسا دن تھا جب اہل دل آزادی وطن کے لیے بے تاب ہو کر سوچ و بچار اور جہد مسلسل نہ کرتے رہے ہوں۔ انگریزی جبر واستبداد کے خلاف پہلی تحریک سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید کے زیر قیادت 26 مئی 1831ء کو دونوں بزرگوں کی شہادت پر ختم ہوئی۔ دوسری تحریک 1857ء کی جنگ آزادی تھی، جسے غداران ملت نے "غدر" کا لقب دیا۔ تیسری تحریک علماء صادق پور کی تھی جو 1882ء کو مشہور مقدمہ انبالہ پر ختم ہوگئی۔ چوتھی تحریک حضرت شیخ الہند محمود الحسن صاحبؒ کی زیر قیادت رکھی جو تحریک ریشمی رومال کے نام سے معروف ہوئی اور یہی تحریک تھی جس نے بعد ازاں 1919ء میں جمعیت العلماء کی شکل اختیار کی۔

یہ وقت تھا جب بہت سے اصحاب جبہ و دستار انگریز کی خدمت میں اپنے سپاس نامے پیش کر کے اس کی خوشنودی کے سرٹیفکیٹ لے رہے تھے۔ یہ جمعیت ہی تھی جو ان دگرگوں حالات میں دفاع اسلام اور دفاع مسلمین کا فریضہ انجام دے رہی تھی۔ جمعیت علماء اسلام کے دستور میں چونکہ اسلامی مراکز اور مسلمانوں کے قومی تشخص کا دفاع کرنا شامل ہے، لہٰذا 1914ء میں برپا ہونے والی جنگ عظیم کے سلسلہ میں جب انگریزی استعمار نے حجاز مقدس پر قبضہ جمانے اور خلافت عثمانیہ کو ختم کر دینے کا تہیہ کر لیا تھا تو جمعیت العلماء ہی نے ترک موالات اور عدم تعاون کی تحریک چلا کر انگریز کے مصائب میں خاطر خواہ اضافہ کیا، ترکوں کی بھرپور معاونت کی اور اپنے جماعتی دستور کی لاج رکھ لی۔

1932ء میں جب برطانوی اسمبلی میں مسلم اور غیر مسلم کے باہمی نکاح کا ایجنڈا پیش کیا گیا تو جمعیت ہی تھی جس نے ڈٹ کر اس کا مقابلہ کیا، حتی کہ یہ ظالمانہ قانون ختم ہو گیا۔ 1929ء میں حکومت ہند کی مرکزی اسمبلی میں ایک قانون پاس ہوا جس کی رو سے اسلام کے ازدواجی قوانین میں بے جا مداخلت کی گئی تھی اور یہ قانون ”سارد ا ایکٹ“ کے نام سے معروف ہوا۔ جمعیت نے بروقت اس خلاف شرع قانون کا تعاقب کیا اور سول نافرمانی کی تحریک چلا کر اس قانون کو بے اثر بنا دیا۔

الغرض 1927ء کے سائمن کمیشن کا بائیکاٹ ہو یا 1931ء کو پشاور کے قصہ خوانی بازار کی اندوہناک شہادتیں، انقلاب ہند کے بعد مرزائیت کے مقابلے میں تحفظ ختم نبوت 1953ء کی جنگ ہو یا ایوان اقتدار سے 1974ء میں قائد حریت مفکر اسلام مفتی محمود صاحبؒ کا مرزائیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکنا، یہ ساری تاریخ شاندار ہے اور اس داستان کا ہر فرد تاریخ اسلام کا ایک چمکتا ستارہ ہے۔ جمعیت کی قیادت یوم تأسیس سے آج تک ان لوگوں کے ہاتھ میں رہی ہے جو دینی رسوخ اور سیاسی بصیرت رکھتے ہیں۔

در کفے جام شریعت در کفے سندان عشق
ہر ہوس ناکے نہ دند جام وسندان باختن

یہاں یہ بات لطف سے خالی نہ ہو گی کہ تحفظ ناموس رسالت کا قانون اگر اسمبلی سے پاس کروایا ہے تو مفتی محمود علیہ الرحمہ نے اور اگر اغیار کے اشاروں پر اب اسلامی جمہوریہ پاکستان میں تحفظ ناموس رسالت کے قانون C.295 سے گورنمنٹ نے چھیڑ چھاڑ کی تو اس قانون کو مزید پیوندکاری سے اگر تحفظ فراہم کیا ہے تو عظیم باپ

کے عظیم بیٹے مولانا فضل الرحمن صاحب نے۔ تحفظ ناموس رسالت کا مسئلہ ہو یا دفاع افغانستان و پاکستان کا، ناموس مدارس کی جنگ ہو یا تحفظ مساجد کی، مولانا فضل الرحمن صاحب نے اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں کوئی کوتاہی نہیں فرمائی اور ہر دور میں قوم کی تمناؤں کی لاج رکھی۔ جب ایک سابقہ جرنیل اس قوم کی بچیوں کو میراتھن کے نام پر سڑکوں پہ لانا چاہتا تھا تو ببانگ دہل پارلیمنٹ میں اس کے خلاف آواز بلند کرنے والے یہی مرد قلندر رتھے جن کو ہر دور میں مطعون کیا گیا مگر وہ بغیر کسی طعن و تشنیع کی پرواہ کیے قافلہ کو لیکر جانب منزل روانہ رہے۔

یوں تو ہر دور کی تذلیل ہم نے سہی ہے لیکن
ہم نے ہر دور کے چہرے کو ضیاء بخشی ہے
کج کلاہوں کی رعونت کا اڑایا ہے مذاق
ہم نے مجبور زبانوں کو نوا بخشی ہے

میدان سیاست میں مولانا حفظہ اللہ کی موجودگی میں ہم تو بے فکری سے یوں ہی کہیں گے۔

مجذوب ہیں طے جذب سے کر لیں گے سفر ہم
رہبر ہمیں درکار نہ محتاج خضر ہم

محتاج دعا:

محمد الیاس گھمن

محبتوں کا تاج محل

ماہنامہ حق چاریار، خصوصی شمارہ، مارچ اپریل 2005ء

سمجھ میں نہیں آرہا، انہیں کیا کہہ کر مخاطب کروں؟ بلاشبہ وہ دین کا درد سینے میں لیے مسلم نوجوانوں کے سرپرست تھے۔ بے شک وہ گناہوں میں ڈوبے ہوؤں کے لیے رشد وہدایت کا روشن مینارہ تھے۔ بلا ریب وہ اس راہ کا سنگ میل تھے جسے محبوب حقیقی کا قصد کئے ہوئے راہروان باصفا طے کیے جا رہے ہیں۔ یقیناً وہ اس دور کے وہی چراغ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم تھے جو ازل سے تا امروز شرارِ بولہبی سے ستیزہ کار رہا ہے۔

مانتا ہوں وہ تقدیس مذہب وملت کے لیے ہر دور میں جبر کی آندھیوں کے سامنے استقامت کا وہ کوہِ گراں بن کر رہے کہ بڑے سے بڑا جابر وقت ان سے ٹکرا کر پاش پاش ہوتا گیا۔ کون سا فتنہ ہے جس کے آگے انہوں نے سد سکندری کھڑی نہ کی۔ مگر یہ تو آپ کی شخصیت کے وہ پہلو ہیں کہ اعداء کو بھی ان کے اقرار سے مفر نہیں، میرے لیے وہ ان سب سے بڑھ کر شفیق ترین باپ بھی تھے اور مخلص ترین مربی بھی۔ انہوں میرا ہاتھ اس وقت تھاما، جب سب اپنے بھی ہاتھ چھڑا لیتے ہیں اور پرانے تعلق اور دیرینہ رفاقتوں والے نام تک بھول جاتے ہیں، جیسے مٹی کے تیل میں مٹی کا نام تک نہیں ہوتا۔

1996ء میں جب مجھے کمشنر سرگودھا، آنجہانی تجمل عباس کے جھوٹے مقدمہ قتل میں ملوث کیا گیا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے جو سب سے آگے آئے اور

مجھ پر اتنی شفقت فرمائی کہ شاید کوئی سگا باپ بھی نہ کر سکے۔ میرا ایمان ہے کہ اس کیس سے (بظاہر عالم اسباب میں ناممکن) باعزت رہائی میں میرے مالک کریم کے لطف وکرم کے ساتھ ساتھ حضرت قاضی صاحب کی مربیانہ توجہات، پدرانہ بے لوث کاوشوں اور آپ کے نالہ ہائے نیم شب کا بھی دخل ہے۔

یہاں پر ملحوظ رہے کہ اس کیس میں میری نامزدگی، گرفتاری اور بعد ازاں رہائی تک حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بالمشافہ یا ٹیلی فونک ملاقات تک نہ تھی، صرف غائبانہ تعارف تھا۔ دوم یہ کہ ہرچند میرا کبھی بھی سپاہ صحابہ رضی اللہ عنہ سے کے ساتھ جماعتی تعلق نہیں رہا مگر یہ کیس بوجوہ سپاہ صحابہ کے حوالے سے ہی تھا اور سپاہ والوں کے خدام اہل سنت سے صرف تنظیمی اور تربیتی (نہ کہ نظریاتی) اختلاف کے باوجود ، اس پُر آشوب دور میں بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جس انداز میں میرے ساتھ تعاون فرمایا، باوجودیکہ یہ تمام معاملات مابینی وبینہ وبین اللہ ہیں، مگر اتنا ضرور کہوں گا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ان کی کوئی مثال نظر نہیں پڑتی۔

2002ء میں جیل سے رہائی کے بعد پہلی مرتبہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے حاضر ہوا۔ بغیر اطلاع دیے اور بغیر وقت لیے ہی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں جا پہنچا۔ ناظم دفتر عبد الوحید حنفی سے عرض مدعا کیا۔ انہوں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع دی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً شرف بازیابی بخشا، بڑی دیر تک محبت سے گفتگو فرماتے رہے اور جب تک میں خود نہ اٹھا حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے چلے جانے کا اشارہ تک نہ فرمایا۔

حضرت کی ان محبتوں اور شفقتوں کو نہ صرف دنیا میں اپنے لیے مایہ صد

افتخار سمجھتا ہوں بلکہ فاولئک مع الذین کے پیش نظر حشر میں بھی نجات دائمی کا سبب گردانتا ہوں۔

بلاشبہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے فیض کے اتنے سوتے پھوٹے کہ شاید ہمالہ کے سلسلہ ہائے کوہ سے بھی اتنے چشمے رواں نہ ہوئے ہوں گے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے مولانا ظہور الحسین دامت برکاتہم مرکزی امیر خدام اہل السنۃ والجماعۃ کی حفاظت فرمائیں اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلاتے ہوئے والذین امنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم کا مصداق بنادیں۔ آمین

آخر میں پھر کہوں گا کہ جہاں میری عقیدتوں کا محور میرے حضرت رحمۃ اللہ علیہ تھے، اس سے کہیں فزوں تر وہ میری محبتوں کا تاج محل تھے۔

وللناس فیما یعشقون مذاھب

والسلام

محمد الیاس گھمن

آہ امت اسلامیہ کا مصلح چل بسا!

ماہنامہ نصرۃ العلوم، مفسر قرآن نمبر

چل چلاؤ کے اس جہان میں آنے اور آکر چلے جانے کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ نسل انسانیت کے کرۂ ارض پر بسائے جانے کی، پیدا ہونا اور فوت ہونا ایسے اجنبی جملے نہیں ہیں جو کسی کان کی قوت سماعت کے لیے غیر مانوس ہوں ہر شخص جانتا ہے کہ پیدا ہونے والا بچہ روتا اور اس کے ماں باپ خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہیں مگر دنیا سے واپسی کا مرحلہ قدرے مختلف ہے۔ بہت تھوڑے ہی وہ بندگانِ خدا مست ہیں جو ہنستے مسکراتے بازارِ جہاں سے کوچ فرماتے ہیں اور مخلوقِ خدا سمیت آسمان وزمین سسکیاں لیتی اور آنسو برساتی ہے۔

وہ جن کی زندگی نے ان کی آخرت کو تابندہ وروشن کردیا ان لائق تحسین ، قابلِ تکریم ، کمیاب، بزرگانِ ملت میں وہ مرد درویش ، داعیٔ حق، خدا شناس، علم وعرفان کا دمکتا ستارہ، قافلۂ حریت کا میر کارواں، علم وحکمت کا جامع، اسلاف کی باقیات صالحات ، جن کو دنیا شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی کے علوم ومعارف کا امین حضرت اقدس الشیخ صوفی عبدالحمید سواتی رحمہ اللہ کے نام سے جانتی ہے شریعت وطریقت ، علم وعرفان ، تقویٰ وزہد کا وہ مجمع البحرین کہ ایک طرف اتباع سنت اور اخلاقِ نبوت؛ حیاتِ اصحاب رسول اور اسوہ مشائخ کا سرچشمہ ہیں تو دوسری طرف اصلاحِ امت، ایثار ، ہمدردیٔ خلق خدا، جذبہ حب الوطنی اور صدائے قرآن سے ہر کان کو آشنا کرنے کے پھوٹتے چشموں کی طرح شفاف جذبات سے معمور تھے۔ دینی وملی خدمت کے جذبات

نے جہاں ان کے دل میں خشیت الٰہی کا چراغ روشن رکھا وہاں ذاتی آرام و راحت و چین سے ان کی زندگی بالکل ہی ناآشنا رہی۔

حضرت شیخ الاسلام کا روحانی فرزند اور اپنی ملت کا محافظ و پاسبان جہاں ایک طرف صدائے قرآن سے افراد ملت کو بیدار کرتا ہے تو وہیں تشنگانِ علوم نبوت کی نگہبانی کا فرض بھی نبھاتا نظر آتا ہے۔ نصرۃ العلوم کی علمی بہاریں اور صدائے قال اللہ و قال الرسول کی فرحت آفریں صدائیں دراصل حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی کے چشمہ صافی کی نمایاں جھلک ہیں، ہمارے اکابرین کو خدائے لم یزل نے یہ امتیازی وصف عطا فرمایا ہے کہ اکثر ان نفوس قدسیہ کی شخصیات ہمہ جہت اور تعلیم و تربیت میں کامل رہی ہیں۔ ہ

مارے حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ جہاں ملت کی نظریاتی حدود کو دائرہ اعتدال میں محفوظ رکھنے کی جدوجہد میں مشغول و مصروف رہے وہاں عمل کی راہِ اعتدال کو پوری دیانت داری اور زورِ بازو سے امت تک پہنچادیا، حضرت صوفی صاحب کی یادگار اور معرکۃ الآراء تفسیر معالم العرفان کا ورق ورق شاہد عدل ہے کہ عقائد و نظریات میں امتِ وسط کو راہ اعتدال سے ہٹنے اور افراط و تفریط کا شکار ہوتے دیکھا تو ان کی زبان تلوار کی طرح برستی اور قلم تیر وسنان سے زیادہ تیز رو ہو کر اسلام کی حدود میں داخل افراط و تفریط کا کامیاب آپریشن کرتا چلا گیا نظریاتی عمارت کے ساتھ اسلام کا طریقہ عبادت بھی جب اغیار کی چیرہ دستیوں سے زخمی ہونے لگا تو نماز مسنون جیسی ضخیم اور پر مغز دلائل سے لبریز کتاب سے دودھ اور پانی کے فرق کو باخوبی نمایاں کر دیا
۔

ماضی کے دریچوں میں جھانک کر دیکھا جائے تو نصرۃ العلوم پورے عزم سے دَور حاضر کے نومولود یا قدیم شکاری جدید جالوں سے لیس ہو کر جب بڑھنے لگے تو ان کے تعاقب میں رواں دواں تھا۔ نصرۃ العلوم کی چار دیواری نے اکابرین دیوبند کی جانشینی کا واقعی حق ادا کیا ہے۔ یہی نصرۃ العلوم حضرت اقدس صوفی صاحب کے دردِوروں خانہ کا امین، ملت کے نظریاتی پہرے داروں کا ہمیشہ سرپرست اور نگہبان رہا ہے۔ وطن کی سیاسی ناؤ جب بھی ہچکولے کھانے لگی تو حضرت صوفی صاحب کی راہنمائی نے وطنِ عزیز کے مستقبل کو حرام خوری سے محفوظ رکھنے کی کوشش فرمائی۔ جمیعت علماء اسلام کے نام قافلہ حق کی تنظیم نو میں حضرت صوفی صاحب کی بصیرت افروز نظر کا عنصر آج بھی شامل ہے۔ جب سودی نظام کا دفاع کیا جانے لگا اور وطن عزیز کو سود کے کاروبار میں قید کرنے کی جسارت کی گئی تو حضرت صوفی صاحب نے بالائی سطح پر بھی اپنا کردار ادا کیا اور ملت اسلامیہ کے عوام کو اس خراب اور اسلام دشمن طریقہ معیشت سے بچانے میں بھرپور کردار ادا کیا۔

حضرت کے درس قرآن پاک کا مجموعہ آج بھی اس مرد میدان کی آواز فرزندان ملت کے رگ و ریشہ میں ڈال رہا ہے۔ حضرت شیخ نے نہ صرف عامۃ الناس بلکہ ارباب اختیار کی اصلاح میں بھی اپنا کردار بلاخوف وتردد ادا کیا۔ حکام بالا ہوں یا لباس خضری میں جبہ پوش ملت کے نظریات پر حملہ آور نام نہاد گدی نشین و علمائے سو کوئی بھی حضرت صوفی صاحب کی تنقید برائے اصلاح سے محفوظ نہیں رہ سکا۔ چنانچہ دروس القرآن میں ارباب اختیار اور حکام بالا کے نامناسب رویہ، اموال کے ناجائز استعمال، قومی املاک میں بے جا تصرف پر انہیں معیشت کی تباہی کا ذمہ دار قرار

دیا، قدرتی معدنیات کے منافع اور فوائد یہود و نصاریٰ بلا شرکت غیر لوٹ رہے ہیں۔ اس المناک اور انتہائی پریشانی کن احوال پر حضرت صوفی صاحب نے امت اسلامیہ کے سامنے خون جگر کی لکیروں سے اپنا دکھڑا بیان کیا ہے۔ نیز ارباب علم کے غلط اور نا مناسب رویہ پر بھی بھرپور گرفت فرماتے ہوئے وطنِ عزیز کے نظامِ تعلیم ، نظامِ معیشت ، نظامِ عدل ، و دیگر نظامہائے مملکت کی تباہ کاری کا ان کو ذمہ دار قرار دیا کہ اربابِ علم نے اپنا فرض ادا کرنے سے روگردانی کی اور درست سمت چلنے سے رکے رہے۔ قومی مفادات پر ذاتی مفادات کو ترجیح دی جس کا نقصان پوری ملت اسلامیہ کو اٹھانا پڑا۔

الغرض ہمارے ممدوح رحمہ اللہ نے اپنی زندگی کو چراغ کی طرح روشن رکھا جس سے طلاب شائقین نے اپنے اپنے ظرف کے مطابق روشنی پائی، بیشک جان کو جوکھوں پر ڈال کر وہ اپنا فرض نبھا گئے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ان ارباب بصیرت سے تربیت پانے والے اپنا فرض کیسے نبھاتے ہیں۔؟ ہم پر امید ہیں کہ حضرت اقدس صوفی صاحب کی یہ علمی یادگار اپنے اسلاف کے نقش پا پر پوری استقامت سے قائم رہتے ہوئے فتنوں کے تعاقب میں مصروف حضرت اقدس مولانا محمد امین صفدر اکاڑوی صاحب رحمہ اللہ قربانیوں کا تسلسل اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان کی سرپرستی فرماتی رہے گی۔ ہم حضرت الشیخ صوفی صاحب کے لیے رفع درجات اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کے لیے دست بدعا ہیں۔ اللہ کریم اپنے شایانِ شان حضرت کو اپنے خزانہ سے اجر جزیل اور ارباب نصرۃ العلوم کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

محمد الیاس گھمن

متکلم اسلام سے چند باتیں

روزنامہ اسلام، 7 فروری 2011ء

اسلام نے عقائد کی اصلاح پر بہت زور دیا ہے کیونکہ عقیدہ ہی وہ بنیادی چیز ہے جس کے درست ہونے پر اللہ تعالیٰ اپنی رضا اور خوشنودی کے فیصلے فرماتے ہیں اور دنیا آخرت میں کامیابیوں اور کامرانیوں سے نوازتے ہیں۔ بدقسمتی سے برصغیر میں انگریز کا بویا ہوا فرقہ واریت کا بیج آج تناور درخت بن کر سامنے آچکا ہے۔ پاکستانی فرقہ واریت کے ناسور میں جکڑی جارہی ہے اور عقائد کی بگاڑ کے لیے نت نئے فتنے سر اٹھا رہے ہیں۔ عقائد کی اصلاح کے لیے اور امت میں اتحاد کی راہ ہموار کرنے کے لیے متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن ناظم اعلی اتحاد اہل سنت والجماعت انتہائی سرگرم ہیں۔ چند روز پہلے وہ جامعۃ الرشید تشریف لائے تو جامعہ کے صحافت کے شرکاء نے آپ سے خصوصی انٹرویو کیا جو نذر قارئین ہے۔

سوال: مولانا آپ کا مختصر تعارف کیا ہے؟

جواب: 1969ء میں میری پیدائش ہے، پرائمری تک میں نے اپنے گاؤں میں پڑھا اور مڈل ساتھ والے گاؤں میں پڑھی۔ مڈل سے فراغت کے بعد میں نے اپنے والد صاحب سے حفظ قرآن کریم شروع کر دیا۔ سترہ پارے والد صاحب کے پاس پڑھے اس کے بعد تقریباً 1982ء کی بات ہوگی جب میں گکھڑ منڈی جامع مسجد بوہڑ والی ضلع گوجرانوالہ میں امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کے ہاں چلا گیا۔ وہاں آزاد کشمیر کے قاری عبد اللہ صاحب تھے ان کے پاس قرآن کریم حفظ کیا۔

پھر درجہ اولی سے درجہ ثالثہ تک جامعہ بنوریہ سائٹ ٹاون کراچی میں پڑھا اور درجہ رابعہ، خامسہ اور سادسہ جامعہ امدادیہ فیصل آباد میں پڑھے۔ پھر جلالین والے سال افغان جہاد شروع ہو گیا۔ دو ماہ تک مشکوۃ والا سال جامعہ خیر المدارس ملتان میں پڑھا اور باقی سال جامعہ علوم شرعیہ ساہیوال میں مکمل کیا اور دورہ حدیث کے لیے جامعہ امدادیہ فیصل آباد چلا گیا اور وہیں دورہ حدیث شریف مکمل کیا۔

دورہ حدیث شریف کے بعد 1993ء میں میرا پہلا سفر جنوبی افریقہ کا تھا۔ زمبیا میں دو ماہ تدریس کی اور مختلف اسباق پڑھائے پھر اپنے اسفار کی وجہ سے مجھے واپس آنا پڑا اور 1993ء سے 1996ء تک میری ساری سرگرمیاں تحریکی رہیں۔ 1994ء میں حرکۃ الجہاد الاسلامی اور حرکۃ المجاہدین کا اتحاد ہوا حرکۃ الانصار کے نام سے۔ مجھے پنجاب کا امیر مقرر کر دیا گیا۔ 5 اگست 1994ء کو سرگودھا میں ایک قتل کے سلسلے میں مجھے گرفتار کیا گیا دو سال تک میں جیل میں رہا۔ الحمد للہ، عدالت نے مجھے باضابطہ طور پر بری کیا۔

1999ء میں دوبارہ گرفتار ہو گیا ایک پرانے کیس میں۔ تین سال قید کاٹ کر الحمد للہ اس کیس سے بھی باعزت طور پر بری ہو۔ا پھر میں نے اپنی علمی تحریکی زندگی کا آغاز 7 اکتوبر 2002ء سے کیا۔ میں جیل سے یہ فیصلہ کرکے آیا تھا کہ باہر جا کر عقائد و مسائل کی اصلاح کے لیے تحریکی صورت میں تجدیدی قسم کا کام کرنا ہے۔ سب سے پہلے میں نے اس کے لیے اپنے گاؤں کا انتخاب کیا۔ اپنے گاؤں میں صراط مستقیم کورس شروع کیا اسکول و کالج کے طلباء کے لیے۔ انہی دنوں میں جامعۃ الرشید میں اسی قسم کا سمر کورس شروع ہو رہا تھا اس لیے میں باقاعدہ طور پر حضرت مفتی

محمد صاحب سے رابطہ میں رہتا تھا۔ میرے ذہن میں تھا کہ پانچ پانچ سال کی بچیوں اور بچوں کی ذہنی اور فکری تربیت کروں گا اور چھوٹے بھائی کو اپنے گاؤں کے حفظ کے بچے دے دیے۔ میں نے بالکل ابتداء سے کام شروع کیا۔

اللہ رب العزت کو منظور یہی تھا کہ کام آگے بڑھے گا۔ پھر مدارس کے طلبا کے لیے شعبان اور رمضان میں دورہ تفسیر پڑھانے کے لیے میں نے امام اہلسنت حضرت مولانا شیخ سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ اور وکیل اہلسنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ سے مشورہ کیا۔ ان دونوں حضرات نے مجھے فرمایا کہ دورہ تفسیر کے لیے جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا کے استاذ الحدیث حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب بہت مناسب رہیں گے۔

دو سال تک مولانا منیر احمد منور صاحب دورہ تفسیر پڑھاتے رہے۔ دو سال بعد مجھے فرمایا کہ مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے اتحاد اہل سنت قائم کی تھی عقائد و مسائل اہل سنت کے دفاع کے لیے، آپ کا تحریکی مزاج ہے اور آپ نے باقاعدہ تحریکی جماعت چھوڑ دی ہے اس لیے بہتر یہی ہے کہ آپ اس طرف توجہ دیں۔ ان کی دعوت کو رد کرنا میں نے مناسب نہیں سمجھا۔ تو 2005ء میں انہوں نے مجھے شوریٰ کے مشورہ کے ساتھ باقاعدہ طور پر اتحاد اہل السنت والجماعت کا ناظم اعلی مقرر کر دیا۔

اس کے بعد ہماری زندگی مستقل عقائد کی اصلاح کے لیے شروع ہو گئی اس دوران ہم نے ایک ادارہ، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ کے نام سے قائم کیا۔ میرا ارادہ تھا کہ عقائد و مسائل کے اثبات اور ان پر ہونے والے اعتراضات کے بارے میں کام کرنے

کا۔ مشورہ کے ساتھ یہ طے ہوا کہ وہاں مرکز میں درس نظامی نہ پڑھائی جائے کیونکہ پورے پاکستان میں الحمد للہ اس عنوان پر بہت کام جاری ہے۔ اس کے بجائے دورہ حدیث کے فارغ التحصیل فضلاء کے لیے ایک سالہ کورس رکھا جائے تاکہ وہ بھی ہمارے ساتھ مل کر کام کریں۔ اس وقت الحمد للہ پینسٹھ علماء اس کورس میں شریک ہیں یہ پانچواں سال ہے۔

سوال: حضرت اچانک جہادی راستہ کو چھوڑ کر یہ راستہ اختیار کرنے کی وجہ کیا ہے۔

جواب: میرے ذہن میں یہ تھا کہ ہمارے ہاں جمیعت علماء اسلام کے پلیٹ فارم پر سیاسی کام بھی ہو رہا ہے۔ جہادی تنظیموں کے پلیٹ فارم پر جہادی کام ہو رہا ہے۔ تبلیغی جماعت کے پلیٹ فارم پر دعوتی اور تبلیغی کام بھی جاری ہے۔ لیکن باقاعدہ طور پر عام الناس میں عقائد و مسائل کی اصلاح کے عنوان پر کام نہیں تھا۔ حالانکہ عقیدہ ایسی چیز ہے جو تمام لوگوں کے لیے ضروری ہے۔ اس لیے ایسا کام کرنا چاہئے جس کی سب کو شدید ضرورت ہے۔ تو اس کے لیے میں نے خود فیصلہ نہیں کیا بلکہ بہت سارے پاکستان کے علماء و مشائخ سے مشاورت کی ہے تو مشورہ کے بعد یہ طے ہوا کہ بہتر ہے اسی کام کو شروع کیا جائے۔

سوال: آپ نے ایک زندگی کو چھوڑ کر دوسری نئی زندگی میں قدم رکھا ہے تو کیا اس میں آپ کو مشکلات اور کچھ اپنے لوگوں کے طعنے برداشت کرنے پڑے یا نہیں؟

جواب: ایسا نہیں ہے کسی طرف سے بھی طعن و تشنیع نہیں کی گئی ہمارے مسلک کے جو قد آور لوگ ہیں شیخ الاسلام مولانا مفتی تقی عثمانی، مولانا فضل الرحمن، وفاق المدارس العربیہ کے صدر حضرت مولانا شیخ سلیم اللہ خان صاحب اور ناظم اعلیٰ مولانا

قاری حنیف جالندھری، خانقاہی مشائخ میں حضرت مولانا حکیم اختر صاحب اور دیگر مشائخ یہ جتنے بھی لوگ ہیں مجھے کسی بھی طرف سے مخالفت کا سامنا نہیں کرنا پڑا یہ سب لوگ ہمارے کام کی تائید و حمایت کرتے ہیں۔

سوال: آپ نے جو عقائد ومسائل کی محنت کا کام شروع کیا اس کو عوام میں کتنی پذیرائی ملی؟

جواب: اس بات کا اندازہ آپ اس سے لگائیں کہ اس وقت ہمارے ہاں لائبریریوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ اس سال تقریبا اسکول و کالج کے طلباء کے لیے چھٹیوں میں صراط مستقیم کورس آٹھ سو سے زیادہ مقامات پر ہوا ہے اور صراط مستقیم کورس کی کتاب اس سال بارہ ہزار چھپی ہے جو عوام نے خریدی ہے۔ اس کے علاوہ جو ہمارے کام کی عوام میں جو مقبولیت اور پذیرائی ہے اس کا اندازہ اس سے لگائیں کہ تقریبا اپریل سے ڈے ٹو ڈے میرے پروگرام ہیں اور ایک دن میں کئی کئی پروگرام بھی ہوتے ہیں۔ عوام سنتی ہے تو پروگرام رکھتی ہے ناں! اگر عوام ہمارے مشن کو نہ سنتی تو پروگرام اتنے زیادہ کیوں ہوتے؟ الحمد للہ، اللہ کا بڑا فضل ہے عوام نے خصوصا اہل علم طبقہ نے اس کام کو بڑا قبول کیا ہے۔

سوال: آپ کی جماعت میں دوسرے لوگوں پر تنقید بھی ہوتی ہے؟

جواب: اگر ہماری جماعت کا اصولی مؤقف کا مطالعہ کر لیا جائے اور کام کی نوعیت کو دیکھ لیا جائے تو یہ سوال پیدا نہ ہو۔ ہمارا اصولی مؤقف یہ ہے کہ پوری امت کو فقہاء کے ساتھ جوڑ دیا جائے۔ فقہاء سے جوڑیں گے تو امت جڑ جائے گی۔ فقہاء سے توڑیں گے تو امت فرقہ واریت کا شکار ہو جائے گی۔ پوری دنیا میں دیکھیں سب جگہ ائمہ اربعہ کی

تقلید ہو رہی ہے اگر آپ امت کو ان چار فقہاء سے دور کر دیں گے اور تقلید کا دامن چھڑا لیں گے تو آج جو چار فرقے نظر آرہے ہیں کل ہزاروں ہوں گے۔ جب ہر بندہ اپنی رائے دے گا اور اپنا اصول بیان کرے گا تو اس سے فرقہ در فرقہ کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ تو بہتر ہے کہ ہم امت کو ان چاروں فقہاء کے ساتھ جوڑ دیں جن کے مجتہد ہونے پر پوری امت کا اجماع ہے اس سے امت جڑے گی انشاء اللہ ٹوٹے گی نہیں۔

سوال: جب حکمرانوں سے پاکستان میں نفاذ اسلام کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم کس کا اسلام نافذ کریں، بریلوی کا، دیوبندیوں، شیعوں کا یا اہل حدیثوں کا اسلام؟ ہر فرقہ کا اسلام الگ الگ ہے آپ اس بارے میں کیا کہیں گے؟

جواب: حکمران طبقے سے ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ صرف وہ اسلام نافذ کریں جس پر سارے متفق ہیں۔ قرآن کریم میں تمام فرقے متحد و متفق ہیں۔ قرآن سنت ایسی چیز ہے جس پر تمام فرقے متحد ہیں اور اسے ہی برتری حاصل ہے تو اس کو نافذ کر دیں۔

سوال: آپ نے کہا کہ ہمارا مقصد امت کو جوڑنا ہے لیکن بعض مقامات پر جن لوگوں کے خلاف آپ کام کر رہے ہیں ان کے خلاف تو بہت کام ہے اور بعض مقامات پر ان کے ساتھ سیاسی اتحاد کیا ہوا ہے کیا یہ آپ کی پالیسی کے خلاف نہیں؟

جواب: ہماری جماعت کی پالیسی یہ ہے کہ بین الاقوامی مسائل میں یا قومی ایشوز میں ہم تمام جماعتوں کو ساتھ لے کر چلنے کے خواہاں ہیں لیکن ان کو ساتھ رکھتے ہوئے جہاں تک عقیدہ و اختلاف کا مسئلہ ہے تو ہم ان اختلافات کو باقی رکھتے ہوئے ان لوگوں کو ساتھ رکھتے ہیں۔

مثلاً ناموس رسالت کا مسئلہ ہے اس میں ہم دیوبندی، بریلوی، اہلحدیثوں کی

بحث نہیں چھیڑیں گے۔ بلکہ سب متحد ہو کر اپنی آواز بلند کریں گے۔ فروعی اختلافات اپنی جگہ پر ہیں اور اصولی اختلاف اپنی جگہ پر ہیں۔ قومی مسائل میں، جن میں سب کا اکٹھا ہونا ضروری ہے ہم ان میں الگ ہونے کے قائل نہیں ہیں۔ جس طرح اب قانون توہین رسالت کے حوالہ سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے تمام جماعتوں کو اکٹھا کیا ہے ہم بھی انہی کے ساتھ ہیں، ہم ان کی تائید کرتے ہیں اور اپنے پروگراموں میں ان کی کھل کر حمایت کرتے ہیں۔

سوال: آپ جس مشن کو لے کر کام کر رہے ہیں کیا یہ ملکی سطح تک محدود ہے یا عالم اسلام اور دیگر ممالک میں بھی یہ کام ہے؟

جواب: یہ مشن پاکستان سمیت دیگر اسلامی ممالک اور دیگر ملکوں میں بھی ہے اور وہاں یہ کام شروع ہے۔ ورلڈ لیول پر لوگوں نے ہمیں سنا ہے اور ہمیں بتلا رہے ہیں۔ یورپ اور عرب ممالک میں ہمارا ایک وسیع نیٹ ورک ہے۔ لوگ انٹرنیٹ اور یوٹیوب کے ذریعہ سے ہمارا پیغام سن رہے ہیں۔ اس کا نتیجہ ہے کہ گزشتہ سال میں نے سعودی عرب کے تمام بڑے شہروں کا دورہ کیا ہے۔

سوال: آپ نے تاجروں کے وفد کے ساتھ سعودی عرب کا دورہ کیا اور اب دبئی کے لیے جا رہے ہیں، اس کے کیا مقاصد ہیں؟

جواب: مجھے سعودی عرب کا بزنس ویزا مطلوب تھا اور ابھی جو دبئی کا سفر ہے اس میں ہماری نجی ملاقاتیں ہیں بہت سارے حضرات کی خواہش تھی کہ میں دبئی آؤں اور میں نے وہاں علماء اور مشائخ سے بھی ملاقاتیں کرنی ہیں۔

سوال: ہم پاکستانی قوم مختلف فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں اس کا فائدہ یورپ اور دیگر

غیر مسلموں نے اٹھایا ہے اور قانون توہین رسالت میں تبدیلی کا حکومت سے مطالبہ کر دیا ہے۔ ہم تمام کوئی لائحہ عمل طے کیوں نہیں کرتے تا کہ دوسرے لوگ ہماری داخلی امور میں تو دخل اندازی نہ دیں؟

جواب: آج پاکستان میں جو مختلف فرقے ہیں یہ فرقے انہوں نے ہی یعنی انگریزوں نے بنائے ہیں۔ فرقہ واریت کا بیج انگریز نے ہی بویا ہے۔ ہم اس فرقہ واریت کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ ختم کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ امت کو اصولوں پر لایا جائے اور اسلام کے طرز حیات پر انہیں اکٹھا کیا جائے۔ اگر ایسا ہو جاتا ہے تو بدگمانیاں اور دوریاں ختم ہوں گی اگر اسلاف سے ہٹیں گے تو بدگمانیاں اور بدکلامیاں پیدا ہوں گی۔

سوال: آج کل چار سو ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے کہ قانون توہین رسالت غلط استعمال ہو رہا ہے اور یہ صرف اقلیتوں کے خلاف ہے اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: توہین رسالت کے جتنے بھی کیس بنے ہیں ابھی تک کوئی ایک بھی ایسا کیس نہیں ہے جس پر سزا دی گئی ہو۔ اور یہ قانون عیسائیوں، یہودیوں اور دیگر غیر مسلموں کے خلاف تو ہی ہے لیکن مسلمانوں کے خلاف بھی ہے، جو بھی یہ جرم کرے گا اسے سزا ملنے گی۔ اس میں سب برابر ہیں۔ نبی علیہ السلام کی توہین اگر جرم ہے تو حضرت عیسی علیہ السلام کی توہین بھی جرم ہے وہ بھی سچے نبی ہیں اور مسلمانوں کے ہاں مقدس و محترم ہیں۔ ہم تو اس قانون کی بات کرتے ہیں جس میں تمام انبیاء علیہم السلام کے تحفظ کی بات ہو یہ بات تو عیسائیت کو بھی قبول کرنی چاہئے کیونکہ اس میں حضرت عیسی علیہ السلام کی ذات کا بھی تحفظ ہوتا ہے۔

سوال: آج یہ کہا جا رہا ہے کہ عہد رسالت کے مسلمانوں کے فرقے نہیں ہوتے

تھے وہ لوگ صرف مسلمان تھے، آج کے فرقے یہ علماء نے پیدا کیے ہیں؟

جواب: جو لوگ ایسی بات کرتے ہیں وہ اپنی کم علمی کی وجہ سے کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجتہادی مسائل میں اختلاف تھا۔ مثلاً نبی علیہ السلام جب غزوہ احزاب سے فارغ ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ عصر کی نماز تم بنو قریظہ کے محلے میں جا کر پڑھنا۔ اب سورج غروب ہو رہا تھا اور عصر ابھی پڑھی نہیں تھی تو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا چونکہ سورج غروب ہونے والا ہے لہذا عصر کی نماز یہیں پڑھ لی جائے۔ دوسرے بعض حضرات کا مؤقف یہ تھا کہ ہم تو عصر کی نماز بنو قریظہ کے محلے میں ہی جا کر پڑھیں گے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ عصر کی نماز وہیں جا کر پڑھنا۔

پہلے گروہ نے یہ دلیل دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ تھا کہ جلدی جانا۔ لہذا نماز عصر یہیں ادا کر لینی چاہئے کیونکہ دیر ہو رہی ہے۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں دو گروہ بن گئے۔ ایک نے نماز قضاء پڑھی دوسرے نے ادا پڑھی لیکن چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمجھتے تھے کہ یہ مسئلہ اجتہادی امور میں سے ہے اس لیے دونوں درست ہیں۔ وہ لڑتے نہیں تھے۔ ہم بھی آج یہی کہتے ہیں کہ چاروں ائمہ فقہاء برحق ہیں۔ ان چاروں میں سے کسی ایک کی تقلید ضرور کی جائے۔ ان کو گالیاں نہ دی جائیں اور نہ ہی ان پر کسی قسم کا فتویٰ لگایا جائے۔

سوال: رائے کا اختلاف تو ہوتا ہی ہے اور یہ تمام ادوار میں رہا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں بھی رائے کا اختلاف تھا، بلکہ رائے کا اختلاف تو سابقہ انبیاء علیہم السلام کے دور میں تھا مثلاً حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت داوٗد علیہ السلام کے

درمیان رائے کا اختلاف تھا اور دونوں کی ایک خاص مسئلہ کے بارے میں الگ الگ رائے تھی مدارس کے فضلاء میں ایسی کون سی کمی ہے کہ یہ لوگ معاشرہ میں جا کر اس انداز اور تیزی کے ساتھ کام نہیں کر سکتے جس انداز اور تیزی کے ساتھ اہل باطل کام کرتے ہیں؟

جواب: اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جتنے بھی اہل باطل ہیں ان کے مخصوص ایک دو مسائل ہوتے ہیں جو ان کی محنت کے مرکز و محور ہوتے ہیں اور وہ انہوں نے رٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ علماء حق اور فضلاء کے پیش نظر چند مسائل نہیں ہوتے بلکہ پورا دین ان کی محنت کا مرکز ہوتا ہے۔ مدارس اسلامیہ میں بارہ سال میں حفظ سے لے کر دورہ حدیث شریف تک پورا دن پڑھانے کی کوشش کی جاتی ہے اور اہل باطل پورا دین نہیں پڑھتے بلکہ وہ چند مخصوص مسائل پڑھتے ہیں جن پر ان کے گروہ کی بنیاد ہوتی ہے۔

اس لیے وہ چند مسائل پڑھ کر معاشرہ میں کام کرنے کے لیے نکل جاتے ہیں اور عوام میں وہی مسائل و عقائد پھیلانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور مدارس کے فضلاء پورا دین پڑھ کر جاتے ہیں اور پورے دین کی محنت کرتے ہیں۔ ان لوگوں کا ایجنڈا ہے فتنہ پھیلانا، فرقہ واریت کو ہوا دینا اور امت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا، اس لیے انہوں نے ایک ہی کام کرنا ہوتا ہے اور علماء و فضلاء کے ذمہ کئی کام ہیں۔ اس لیے ہم اہل مدارس سے یہی گزارش کرتے ہیں کہ باطل گروہوں کے رد میں طلباء کو ضرور تیاری کروائیں۔

سوال: آپ اپنے کام کا مستقبل کیسا دیکھتے ہیں؟

جواب: ہمارے کام کا ماضی بھی انتہائی شاندار تھا، حال بھی زبردست ہے اور مستقبل

بھی روشن نظر آرہا ہے۔ ہمیں اللہ سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔

سوال: جامعۃ الرشید نے حالات حاضرہ کے چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لیے فضلاء کے لیے مختلف کورس شروع کر رکھتے ہیں ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: جامعۃ الرشید کے تمام اسپیشل کورسز جامعہ کا انتہائی احسن اقدام ہے، جامعہ کی جو موجودہ ٹیم ہے یہ نئی ہے۔ میرا تو جامعۃ الرشید سے اس وقت سے تعلق ہے جب جامعۃ الرشید کی ابھی تک جگہ بھی نہیں خریدی تھی۔ دارالافتاء بالکل چھوٹا سا تھا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے جب میں ثالثہ والے سال جامعہ بنوریہ سائٹ ٹاون کراچی میں تھا تو چھٹیوں میں حضرت والا کے پاس آیا تو حضرت والا نے حضرت استاد صاحب سے فرمایا کہ اسے تخصص کی تیاری کرواؤ۔ تو جو تخصص والوں کے لیے حضرت کا ریکارڈ شدہ درس تھا میں نے وہ سنا اور کنز والے سال ہی میں نے سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کے دو رکوع کی ترکیب حضرت استاد صاحب کو سنائی تھی اور اسی سال ہدایہ رابع کے سبق میں بیٹھا تھا۔ میرا جامعۃ الرشید سے بہت پرانا اور گہرا تعلق ہے میں ان تمام کورسز پر بہت خوش ہوں اور جامعہ کے منتظمین کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں جامعۃ الرشید کا وکیل بلا توکیل ہوں۔ اپنے اجتماعات میں جامعہ کا تعارف کرواتا ہوں۔ جامعہ نے جو اسپیشل کورسز شروع کر رکھے ہیں ان کی معاشرہ میں بڑی ڈیمانڈ ہے۔ ایسا آدمی جو عربی بھی جانتا ہو، انگلش بھی جانتا ہو، درس نظامی کا فاضل ہو اور ایم اے بھی ہو تو یہ سونے پہ سہاگہ ہے۔ یہ وقت کی انتہائی اہم ضرورت ہے۔

سوال: علماء کا سرکاری اداروں میں جانا کیسا ہے؟

جواب: میں تو مفتی نہیں ہوں اگر مفتی ہوتا تو علماء کے سرکاری اداروں میں جانے کو

فرض قرار دیتا کیونکہ جب علماء سرکاری اداروں میں نہیں جائیں گے تو نتائج کیا ہوں گے؟ وہ آپ کے سامنے ہیں جب پاکستان کا بیوروکریٹ طبقہ سو فیصد صالح مسلمان ہو تو معاشرہ میں انقلاب کی راہیں کھلیں گی۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا بھی یہی مؤقف تھا کہ علماء کو سرکاری مشینری کا حصہ بننا چاہئے۔

سوال: وہ فضلاء جو معاشرے میں مستقل بنیادوں پر کام کرنا چاہتے ہیں اور معاشرہ میں انقلاب کے راستے ہموار کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے کام کرنے کا کیا طریقہ کار ہو؟ اور آپ انہیں کیا نصائح فرمائیں گے؟

جواب: میں فضلاء کرام سے تین گزارشیں کرتا ہوں۔ گناہوں سے بچیں۔ مسلک کا کام کریں۔ اپنے اکابر کے ساتھ وابستہ رہیں۔ گناہوں سے بچیں گے تو اللہ راضی ہو گا۔ مسلک کا کام کریں گے تو صحیح عقیدہ پھیلے گا۔ اکابر کے ساتھ وابستہ رہیں گے تو صحیح رخ پر چلتے رہیں گے۔ فضلاء ان تین کاموں کا اہتمام فرمائیں تو انشاء اللہ بہت تیزی کے ساتھ کام پھیلے گا۔ عقیدہ صحیح ہوا اور کام اکابر کی سرپرستی میں کیا جائے تو اس کا معاشرہ پر بڑا اثر پڑتا ہے اور انقلاب کی راہیں کھلتی ہیں۔

صاحب تالیف

نام:	محمد الیاس گھمن
ولادت:	12-04-1969
مقام ولادت:	87 جنوبی، سرگودھا
تعلیم:	حفظ القرآن الکریم: جامع مسجد پتھر والی، گکھڑ منڈی، گوجرانوالہ ترجمہ و تفسیر القرآن: امام اہل السنۃ والجماعۃ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ درس نظامی: (آغاز) جامعہ محمدیہ کراچی، (اختتام) جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد
تدریس:	(سابقاً) معہد الشیخ زکریا، چپاٹا، زیمبیا، افریقہ، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا
مناصب:	سرپرست اعلیٰ مرکز اہل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا مرکزی ناظم اعلیٰ اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ، پاکستان چیف ایگزیکٹو احناف میڈیا سروس، سرپرست احناف ٹرسٹ انٹرنیشنل
تبلیغی اسفار:	آزاد کشمیر، ساؤتھ افریقہ، ملاوی، زیمبیا، کینیا، سنگاپور، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، یمن
تصانیف:	عقائد اہل السنۃ والجماعۃ، اصول مناظرہ، فضائل اعمال اور اعتراضات کا علمی جائزہ، نماز اہل السنۃ والجماعۃ، فرقہ اہل حدیث پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ، خطبات محسن، شہید کربلا اور ماہ محرم، قربانی کے فضائل و مسائل، صراط مستقیم کورس (مرد، عورت) فرقہ مسعودیہ کا تحقیقی جائزہ، فقہ حنفی قرآن و حدیث کا نچوڑ ہے، حسام الحرمین کا تحقیقی جائزہ، فرقہ بریلویت پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ، فرقہ جماعت المسلمین کا تحقیقی جائزہ
بیعت و خلافت:	عارف باللہ حضرت اقدس مولانا الشاہ حکیم محمد اختر دامت برکاتہم العالیہ امین العلماء قطب العصر حضرت اقدس مولانا سید محمد امین شاہ صاحب
اصلاح و ارشاد:	خانقاہ اشرفیہ اختریہ، 87 جنوبی، سرگودھا